عمران سیریز
سپر ماسٹر گروپ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول " سپر ماسٹر گروپ " پیش خدمت ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹکراؤ ایک ایسے گروپ سے ہو گیا ہے جو بظاہر عام غنڈے اور بد معاش تھے لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی اس سے ٹکرائے تب انہیں اصل حقیقت کا علم ہو سکا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد حقیقتاً یقینی موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس ناول سے ہر لحاظ سے محظوظ ہوں گے۔ اپنی آراء سے ضرور نوازیئے گا اور حسب دستور ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

فیصل آباد سے آصف جمیل لکھتے ہیں۔ " آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں اور مجھے آپ کے ہر ناول کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ آپ اکثر ناولوں میں کشادہ پیشانی کو ذہانت کی دلیل کے طور پر لکھتے ہیں جبکہ میں ایسے کئی افراد کو جانتا ہوں جو تنگ پیشانی رکھنے کے باوجود ذہین ہیں اور بعض کشادہ پیشانی رکھنے کے باوجود ذہانت کے مالک نہیں ہوا کرتے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے "۔

محترم آصف جمیل صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے

حد شکریہ۔ جہاں تک کشادہ پیشانی اور ذہانت کا تعلق ہے تو یہ بات علم قیافہ کی رو سے لکھی جاتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہر تنگ پیشانی رکھنے والا بیوقوف ہوتا ہے۔ اس کو آپ اس انداز میں سمجھ سکتے ہیں کہ علم منطق کی رو سے کرسی کی چار ٹانگیں ہوتی ہیں لیکن ہر چار ٹانگیں رکھنے والی چیز کرسی نہیں ہوتی۔ مطلب ہے کہ کلیہ اپنی جگہ لیکن اس کلیے کا اطلاق ہر ایک پر نہیں ہوا کرتا۔ مستثنیات اپنی جگہ موجود ہوتی ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے محمد عدنان قیصر لکھتے ہیں۔ "مجھے آپ کا انداز تحریر بے حد پسند ہے۔ آپ جو کچھ لکھتے ہیں وہ سب حقیقت محسوس ہوتا ہے اور یہی آپ کی تحریر کی خاص خوبی ہے۔ آپ کا ناول "شیڈاگ" واقعی لاجواب اور شاہکار ناول تھا۔ آپ اپنے نام کے ساتھ ایم اے لکھتے ہیں۔ کیا یہ آپ کے نام کا حصہ ہے یا ڈگری ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم محمد عدنان قیصر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ایم اے نام کا حصہ نہیں بلکہ ڈگری ہے۔ آپ کو شاید ایم اے نام کا حصہ ہونے کا شائبہ اس لئے ہوا ہے کہ اکثر لوگ ناموں کا مخفف استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ایم اے قیصر یعنی محمد عدنان قیصر۔ لیکن جب یہ حروف نام کے بعد آئیں تو وہ نام کا حصہ نہیں ہوا کرتے۔ امید ہے آپ اب بخوبی سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

یہ سے محمد اکرم نثار لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول واقعی شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔ ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ عمران اکثر "رقیب روسیاہ" اور دوسری "رقیب روسفید" کہتا ہے۔ کیا اس کے متبادل غلط تو نہیں ہیں یا آپ ان سے کیا مطلب لیتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم محمد اکرم نثار صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ رقیب روسیاہ ایک محاورہ ہے اور رقیب کو کیوں روسیاہ یعنی سیاہ چہرے والا کہا جاتا ہے۔ یہ بات آپ بھی بخوبی جانتے ہیں لیکن عمران ظاہر ہے محاورہ بھی غلط نہیں بول سکتا اور جب رقیب بھی تنویر جیسا شخص ہو تو پھر اسے بہرحال رقیب روسفید کہہ کر ہی جان بخشی کرائی جا سکتی ہے۔ امید ہے وضاحت ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جھنگ سے عمر دراز صفی رانا لکھتے ہیں۔ "یوں تو آپ کے سب ناول بے حد پسند ہیں لیکن آپ نے "مکروہ چہرے" اور اس کے بعد "کراؤن ایجنسی" جیسے شاہکار ناول لکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کے قلم میں مسلسل نکھار آ رہا ہے۔ آپ کے ناولوں کی پشت پر آپ کی جوانی کی تصویر نظر آتی ہے اور یقیناً اب آپ بوڑھے ہو گئے ہوں گے اس لئے اب ناولوں کے پیچھے اپنے بڑھاپے کی تصویر شائع کیا کیجئے۔ امید ہے آپ ضرور توجہ دیں گے"۔

محترم عمر دراز صفی رانا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا

بے حد شکریہ۔ ناولوں کے پیچھے موجود میری تصویر کو آپ نے جوانی کی تصویر قرار دے دیا ہے حالانکہ بچپن کے بعد نوجوانی اور نوجوانی کے بعد جوانی کی سٹیج آتی ہے۔ باقی رہا بڑھاپا تو یہ ذہنی کیفیت کا نام ہوتا ہے اور آدمی سو سال تک بھی جوان بلکہ نوجوان رہ سکتا ہے۔ امید ہے اب آپ میری تصویر کے بارے میں اپنی رائے پر ضرور نظر ثانی کر لیں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اخبار سے نظریں ہٹائیں اور پھر غور سے فون کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ فون کی گھنٹی وقفے وقفے کے ساتھ مسلسل بج رہی تھی۔

" سلیمان۔ ارے آغا سلیمان پاشا جلدی آؤ۔ دیکھو یہ بے جان چیز بول رہی ہے۔ جلدی آؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا ہے۔ اب اس پر ٹکٹ لگائیں گے اور ہم لاکھوں روپے کما لیں گے۔ ارے جلدی آؤ اور قدرت کا تماشہ دیکھو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

" سڑک پر کھڑے ہو کر یہی آوازیں لگائیں۔ میں فی الحال حریرے تیار کر رہا ہوں۔ فارغ نہیں ہوں"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

" ایک تو یہ آدمی عین کمائی کے موقع پر دھوکہ دے جاتا

ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"آئیے صاحبان۔ جلدی آئیے اور قدرت خداوندی کا تماشہ اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے دیکھئے۔ بے جان بولتا ہے۔ آئیے صاحبان آئیے۔ ٹکٹ صرف پانچ روپے۔ نہیں اس مہنگائی میں پانچ روپے سے کیا ہو گا دس روپے۔ مگر دس دس روپے اکٹھے کرتے کرتے تو عمر گزر جائے گی اور آغا سلیمان پاشا کے ادھار کا ایک صفحہ بھی پورا نہ ہو گا۔ چلو ہزار روپے بلکہ دس ہزار روپے لیکن اگر لوگ دس ہزار دے سکتے ہیں تو دس لاکھ بھی دے سکتے ہیں"...... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی اس تیزی سے رواں ہو گئی کہ شاید اس تیزی سے مشین گن بھی گولیاں نہ اگل سکتی تھی۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس پہنچو۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"...... عمران سانس لینے کے لئے جیسے ہی رکا دوسری طرف سے سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے۔ ارے۔ ابھی تو ایک تماشہ دیکھنے والا نہیں آیا۔ ایک ٹکٹ بھی نہیں بکا اور بے جان بولنا بند ہو گیا۔ ارے چلو دس لاکھ نہ سہی رعایت کر دیتا ہوں۔ ایک لاکھ ہی سہی۔ ارے بولو تو سہی"...... عمران نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا لیکن ظاہر ہے فون خاموش ہو چکا تھا اور عمران نے مایوسانہ انداز میں رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے جواری سب کچھ داؤ پر لگا کر آخری بازی بھی ہار جاتا ہے۔ عمران کا چہرہ لٹکا ہوا تھا، آنکھیں دھندلی پڑ گئی تھیں اور کندھے لٹک سے گئے تھے۔

"اسے کہتے ہیں بد نصیبی۔ لوگ مٹی سے سونا بنا لیتے ہیں اور ہم"...... عمران نے اس طرح ہچکی لیتے ہوئے کہا جیسے ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گا۔

"کس کا فون تھا"...... اسی لمحے سلیمان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔ عمران ناشتہ تو کر چکا تھا لیکن ناشتے کے کچھ دیر بعد وہ چائے کی ایک اور پیالی اس لئے پیتا تھا کہ بقول اس کے اخبارات پڑھتے ہوئے اگر اسے چائے نہ ملے تو اخبارات میں موجود سنسنی خیز خبروں میں سے سنسنی غائب ہو جاتی ہے۔

"فف۔ فف۔ فون۔ کیا مطلب"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے بڑی لمبی تقریر کی ہے۔ اتنی لمبی تقریر سننے کے بعد آدمی تھک جاتا ہے اس لئے دس لاکھ تو کیا آپ کو دس روپے بھی نہیں مل سکتے اور اب عام لوگ گذشتہ زمانے کی طرح جاہل نہیں رہے کہ زندہ جل پری دیکھنے کے لئے رقم خرچ کرنا شروع کر دیں۔ اب وہ بغیر روپے خرچ کئے قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھ لیتے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

" ارے ارے ۔ رک جاؤ۔ کیا یہ واقعی فون کی گھنٹی تھی"۔ عمران نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

" اور میرا خیال ہے کہ اس وقت فون آنا خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔ آگے آپ کی مرضی"...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پیالی کو بڑی مشکل سے چھلکنے سے بچایا۔

" ارے ارے خطرے کی گھنٹی۔ اوہ۔ اوہ۔ اب مجھے بھی یاد آ رہا ہے کہ سرسلطان کی آواز میں نے سنی تھی اور کوئی ایمرجنسی کا لفظ بھی میرے کانوں میں پڑا تھا۔ ارے یہ تو واقعی خطرے کی گھنٹی ہے۔ سلیمان۔ پیارے سلیمان عرف شاہی نجومی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیالی میں موجود باقی چائے اپنے حلق میں انڈیلی اور تیزی سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف اس طرح دوڑ پڑا جیسے اس کی ٹانگوں میں مشین فٹ ہو گئی ہو۔ اس نے مڑ کر بھی سلیمان کی طرف نہ دیکھا تھا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی اور سلیمان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" سلیمان بول رہا ہوں"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ فون سرسلطان کا ہی ہو گا۔

" سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

" وہ ڈریسنگ روم میں ہیں جناب تاکہ لباس تبدیل کر کے آپ

کے پاس پہنچ سکیں"...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اسے جلدی بھیجو۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سلیمان نے رسیور رکھا ہی تھا کہ عمران ڈریسنگ روم سے باہر آگیا۔

" یہ بے جان پھر بول پڑا تھا۔ حیرت ہے۔ شاید اسے وقفے وقفے سے بولنے کے دورے پڑتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" سرسلطان کا فون تھا۔ آپ فوراً جائیں انتہائی اہم معاملہ ہے"۔ سلیمان نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پیالی اٹھا کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" سرسلطان کو اب واقعی ریٹائر ہو جانا چاہئے۔ بوڑھوں کو ہر معاملہ اہم نظر آتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سیکرٹریٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ سیکرٹریٹ کی پارکنگ میں کار روک کر وہ وزارت خارجہ کی علیحدہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سرسلطان کے آفس کے سامنے موجود تھا۔ یہاں کا عملہ چونکہ اس سے بخوبی واقف تھا اس لئے چپڑاسی نے اسے دور سے آتے دیکھ کر نہ صرف سلام کیا بلکہ اس نے دروازہ بھی کھول دیا تھا اور عمران اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اندر داخل ہوا تو اس نے سرسلطان کو آفس میں بڑی بے چینی کے انداز میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ ان کے چہرے پر واقعی شدید پریشانی

کے تاثرات تھے۔

"اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے اندر داخل ہو کر انتہائی خشوع خضوع سے کہا۔

"وعلیکم اسلام عمران بیٹے۔ غضب ہو گیا۔ میرا تو سوچ سوچ کر دل بیٹھ رہا ہے"...... سرسلطان نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"تو اس لئے آپ ٹہل رہے ہیں کہ دل کو بیٹھنے سے بچا سکیں۔ بے چارہ تھک گیا ہو گا۔ اب اسے واقعی بیٹھنے کا موقع ملنا چاہئے"۔ عمران بھلا کہاں اتنی آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا"...... سرسلطان نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"یہاں باقاعدہ نظام الاوقات لکھ کر فریم کروا کر لگوا دیجئے کہ کس وقت کا مذاق اچھا ہوتا ہے اور کس وقت کا برا"...... عمران نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو سرسلطان نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ ان کے چہرے پر یکلخت انتہائی بے بسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ ارے سوری۔ سرسلطان ویری سوری۔ اب مذاق نہیں کروں گا۔ میری توبہ۔ میرے قبلہ ڈیڈی کی توبہ"۔ عمران نے ان کی حالت دیکھتے ہی باقاعدہ دونوں ہاتھوں سے کان

پکڑتے ہوئے کہا تو سرسلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ دھیرے سے مسکرا دیئے۔

"تم دوسروں کو زچ کر دیتے ہو۔ یہ دیکھو خط"...... سرسلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑا ہوا ایک لفافہ اٹھا کر انہوں نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے لفافہ دیکھا اور چونک پڑا۔ یہ سادہ لفافہ تھا جس پر کسی قسم کی کوئی مہر وغیرہ نہ تھی اور نہ ہی کوئی پتہ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے لفافہ کھول کر اندر موجود ایک تہہ شدہ کاغذ باہر نکالا اور پھر اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ خط انگریزی زبان میں اور ٹائپ شدہ تھا لیکن ٹائپ کرنے والا کوئی اناڑی لگتا تھا کیونکہ حروف کہیں بہت شوخ ٹائپ کئے گئے تھے اور کہیں وہ مدھم تھے۔ عمران کی نظریں تیزی سے عبارت پر پھسلتی چلی گئیں۔ خط یورپ کے ایک ملک فان لینڈ کے ماسٹر گروپ کی طرف سے لکھا گیا تھا اور خط کا مضمون یہ تھا کہ اگر پاکیشیا حکام اپنے سائنس دان سرداور کو زندہ اور صحیح سلامت واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں تو چوبیس گھنٹوں کے اندر تھری ایکس تھری فائل انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے ماسٹر گروپ فان لینڈ کے نام بھجوا دیں۔ اگر چوبیس گھنٹوں تک فائل نہ پہنچی تو سرداور کو ہلاک کر دیا جائے گا اور ان کی لاش فان لینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانے کے سامنے پھینک دی جائے گی"...... یہ خط پڑھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ

سر سلطان کیوں اس قدر پریشان ہیں۔
"یہ تھری ایکس تھری فائل کیا ہے"...... عمران نے خط پڑھ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ایک دفاعی معاہدہ کا کوڈ ہے جو پاکیشیا نے ابھی حال ہی میں انتہائی خفیہ طور پر گریٹ لینڈ سے کیا ہے۔ اس کے تحت خاص میزائلوں کی ٹیکنالوجی گریٹ لینڈ پاکیشیا کو ٹرانسفر کرے گا اور اس سلسلے میں سرداور ابتدائی بات چیت کے لئے گریٹ لینڈ گئے تھے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"یہ فان لینڈ تو گریٹ لینڈ سے کافی دور ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں فان لینڈ اور گریٹ لینڈ میں یا فان لینڈ اور پاکیشیا کے درمیان بھی کوئی دشمنی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس خط کے ملنے کے بعد میں نے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری سے فون پر بات کی تو انہوں نے بتایا کہ سرداور گریٹ لینڈ سے فارغ ہو کر خود اپنی مرضی سے فان لینڈ گئے ہیں اور انہوں نے میزبانوں سے کہا کہ وہ فان لینڈ میں ایک دوست سائنس دان سے ملنے جا رہے ہیں اس لئے ان کی سیٹ بک کرا دی جائے اور پھر میزبان سائنس دان انہیں باقاعدہ ایئرپورٹ پر سی آف کرنے بھی گئے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ آج تک فان لینڈ نے کبھی کسی معاملہ میں کوئی گڑبڑ نہیں کی۔ وہ تو انتہائی امن پسند ملک ہے اور ماسٹر گروپ کے بارے میں بھی وہ کچھ نہیں جانتے البتہ انہوں نے کہا

ہے کہ ہم کسی صورت بھی تھری ایکس تھری کی فائل اوپن نہ کریں ورنہ گریٹ لینڈ سے زیادہ پاکیشیا کو بین الاقوامی پابندیوں اور سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور پاکیشیا کی معیشت تباہ ہو جائے گا۔ میں نے انہیں تسلی دی ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ پھر میں نے فان لینڈ کے چیف سیکرٹری سے فون پر بات کی تو انہوں نے یہاں سرداور کی آمد اور ماسٹر گروپ کی موجودگی سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ فان لینڈ کی حکومت دوسروں کے معاملات میں کبھی ملوث نہیں ہوتی اور آج تک ایسا ہی ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے تمہیں فون کیا ہے"...... سر سلطان نے جواب دیا۔

"یہ لفافہ آپ کو کب اور کیسے ملا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جب میں آفس میں آیا تو یہ لفافہ میز پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے چپڑاسی کو بلا کر پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ دفتر ٹائم سے پہلے کنٹین میں ناشتہ کر رہا تھا کہ ایک مقامی نوجوان آیا اور اس نے یہ لفافہ دیا کہ مجھ تک پہنچا دیا جائے اور چلا گیا۔ چپڑاسی نے لفافہ چیک کیا لیکن جب اس نے اس میں کوئی خطرناک چیز نہ دیکھی تو اس نے لا کر اسے میز پر رکھ دیا"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا کریں کہ ایک لیٹر تیار کریں جس میں لکھیں کہ تھری ایکس تھری فائل سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے اس لئے وہ نہیں بھجوائی جا سکتی اور پھر یہ لیٹر اس گروپ کے پتے پر انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے بھجوا دیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ سرداور کو ہلاک کر دیں گے اور سرداور اس معاہدے سے زیادہ پاکیشیا کے لئے قیمتی ہیں"...... سرسلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔آپ کی یہ بات بھی درست ہے"...... عمران نے کہا۔اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سرسلطان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرسلطان نے کہا۔

"جناب۔فان لینڈ سے کسی ماسٹر کی کال ہے۔اس کا کہنا ہے کہ اگر سرسلطان سے بات نہ ہوئی تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے"...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو سرسلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

"اسے میرے بارے میں بتاؤ کہ وہ ایک ضروری میٹنگ میں مصروف ہیں۔دس منٹ بعد فارغ ہوں گے پھر وہ فون کرے"۔ سرسلطان نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر عمران کو پی اے کی بات بتائی تو عمران چونک پڑا۔

"وہ یہاں سے کال چیک ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔یہاں تو ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے۔میں نے اسی لئے دس منٹ کہے ہیں کہ میری بجائے تم خود اسے ڈیل کرو۔تم بہرحال مجھ سے بہتر انداز میں اسے ڈیل کر سکتے ہو"...... سرسلطان نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔اب کال آئے تو آپ مجھے رسیور دے دیں اور خود

خاموش رہیں"...... عمران نے جواب دیا اور پھر واقعی دس منٹ بعد ایک بار پھر کال آ گئی اور سرسلطان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سرسلطان نے کہا۔

"فان لینڈ سے کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔کراؤ بات"...... سرسلطان نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو۔میں ماسٹر بول رہا ہوں فان لینڈ سے۔میرا بھیجا ہوا خط تمہیں مل گیا ہو گیا"...... چند لمحوں بعد ایک چیختی ہوئی کرخت آواز سنائی دی اور عمران اس کا لہجہ سن کر ہی سمجھ گیا کہ بولنے والے کا تعلق واقعی فان لینڈ سے ہے۔

"ہاں لیکن تم کون ہو اور تم نے یہ خط کیوں بھیجا ہے۔کیا مطلب ہے اس کا"...... عمران نے سرسلطان کی آواز اور لہجے میں کہا۔اس کے لہجے میں بے حد سختی تھی۔سرسلطان ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے البتہ انہوں نے چونکہ رسیور دینے کے بعد ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز وہ بھی بخوبی سن رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے سائنس دان کو ہلاک کرانا چاہتے ہو۔اوکے ایسے ہی سہی"...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھہرو۔ بات سنو۔ مجھے بتاؤ کہ تم ہو کون اور سائنس دان تمہارے ہاتھ کیسے لگا۔ تمہارا کیا تعلق ہے اس سارے سلسلے سے"۔ عمران نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو سیکرٹری خارجہ۔ مجھے اس فائل کے حصول کا ٹاسک ملا ہے اور ہم جو ٹاسک بھی لیتے ہیں اسے ہر لحاظ سے پورا کرتے ہیں۔ اگر تم نے اپنے اس سائنس دان کو ہلاک کرایا تو ہم تمہارا دوسرا سائنس دان اغوا کر لیں گے۔ سائنس دان نہ ملا تو کوئی بڑا سیاستدان، کوئی بڑا عہدیدار بھی اغوا کرا لیا جائے گا۔ ہمارے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور یہ سارا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک کہ تم تھری ایکس تھری کی اصل فائل ہمارے حوالے نہیں کرو گے۔ تمہیں بھی اغوا کرایا جا سکتا ہے سمجھے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری دنیا میں مشہور ہے لیکن ماسٹر گروپ کو کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ ہم نے بہرحال اپنا ٹاسک پورا کرنا ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم چوبیس گھنٹے کے اندر یہ فائل بھجوا دو ورنہ پھر ہم دوبارہ تمہیں کال نہیں کریں گے۔ صرف لاشوں کے تحفے بھیجتے رہیں گے"...... دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"سنو۔ سرداور کو کچھ مت کہنا وہ ہمارے لئے بے حد اہم ہیں لیکن تھری ایکس تھری فائل چوبیس گھنٹوں میں نہیں بھجوائی جا سکتی کیونکہ یہاں پاکیشیا میں قانون کے مطابق یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے چیف کی تحویل میں رہتی ہے اور وہ ان دنوں غیر ملکی دورے پر ہیں۔ ان کی واپسی پرسوں ہو گی پھر ان سے فائل حاصل کر کے اس کی کاپی بھجوائی جا سکتی ہے اس لئے تمہیں وقت دینا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں دیا جا سکتا"۔ دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"لیکن یہ ہماری مجبوری ہے۔ تم ہماری مجبوری کو سمجھو۔ سرداور واقعی ہمارے لئے بے حد اہم ہیں"...... عمران نے کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ چوبیس گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں دیا جا سکتا اور میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ بہرحال اگر تمہاری واقعی کوئی مجبوری ہے تو ہم تمہیں مزید چند گھنٹے دے سکتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تم نے فائل لے کر بھی سرداور کو زندہ نہ چھوڑا تو پھر۔ اس لئے میری بات سنو۔ ہمارا آدمی فائل لے کر تمہارے پاس پہنچے گا۔ تم فائل لے کر سرداور کو اس کے حوالے کر دینا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس معاملے میں تمہیں بہرحال ہم پر اعتماد کرنا ہو گا اور اب فائنل بات سن لو۔ اب ہم کال نہیں کریں گے اگر بہتر گھنٹوں کے اندر فائل اور وہ بھی اصل فائل ہم تک نہ پہنچی تو سائنس دان کی لاش کا تحفہ تمہیں مل جائے گا اور پھر ایسے ہی تحفے تمہیں اس وقت

تک ملتے رہیں گے جب تک فائل ہم تک نہیں پہنچے گی"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے
ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا تم بہتر گھنٹوں میں سرداور کو برآمد کر لو گے"۔ سر سلطان
نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ سرداور کی زندگی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ختم
نہیں کر دی گئی تو انہیں بہرحال برآمد کرا لیا جائے گا"...... عمران
نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے"...... سر سلطان نے انتہائی
خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران سلام کر کے واپس مڑا اور تیز تیز
قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ورزشی جسم اور قدرے لمبے قد کا نوجوان کمرے میں آرام کرسی پر
بیٹھا شراب پینے اور ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے
ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ نوجوان نے چونک کر فون کی طرف
دیکھا اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی کی آواز بند کی
اور ریموٹ کنٹرول میز پر رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"...... نوجوان نے رسیور اٹھا کر سادہ
سے لہجے میں کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں میکائی"...... دوسری طرف سے ایک بھاری
سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس باس۔ کیسے یاد کیا ہے آپ نے"...... میکائی نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"آفس آجاؤ۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... دوسری طرف سے

کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میکائی نے رسیور رکھا اور پھر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے ٹی وی آف کیا اور اسے واپس میز پر رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے رابرٹ پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آٹھ منزلہ رابرٹ پلازہ تجارتی آفسز پر مشتمل تھا اور اس وقت چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے پلازہ میں آنے جانے والوں کا کافی رش تھا۔ میکائی نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچا اور پھر آرتھر کارپوریشن کے جنرل مینجر کے آفس کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ بند تھا۔ میکائی نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں کرسیاں اور صوفے رکھے ہوئے تھے جن پر مختلف قومیتوں کے مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ ایک طرف ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت مقامی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اس کے پیچھے ایک شیشے کا دروازہ تھا جس پر جنرل مینجر کے الفاظ لکھے ہوئے تھے جبکہ کمرے کے دوسرے کونے میں بھی ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی موجود تھی اور وہاں بھی شیشے کا دروازہ موجود تھا جس پر بزنس مینجر کے الفاظ موجود تھے۔ جنرل مینجر آفس کے باہر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکی اس وقت فارغ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ بزنس مینجر کی سیکرٹری بے حد مصروف تھی۔ میکائی تیز تیز قدم اٹھاتا جنرل مینجر آفس کی طرف بڑھتا

چلا گیا۔

"ہیلو مارتھا۔ فارغ بیٹھی ہو"...... میکائی نے قریب پہنچ کر کہا۔

"تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ باس نے بتایا ہے کہ تم آنے والے ہو"...... لڑکی جس کا نام مارتھا تھا، نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میں اتنا ہی خوش قسمت ہوں کہ تم جیسی خوبصورت لڑکی میرا انتظار کر سکتی ہے تو پھر شام کا وقت دے دو"...... میکائی نے مسکراتے ہوئے کہا تو مارتھا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تم جیسے ہرجائی کو وقت دینے کی بجائے بہتر ہے کہ میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر ٹی وی ہی دیکھتی رہوں۔ بہرحال جلدی جاؤ باس تمہارا منتظر ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"اچھا۔ کبھی نہ کبھی تو تمہارے دل میں میرے لئے جگہ بن ہی جائے گی"...... میکائی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا بڑا کمرہ تھا جس میں میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

"آؤ میکائی"...... میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ذرا تمہاری سیکرٹری کو شام کا وقت دینے کے لئے تیار کر رہا تھا لیکن وہ اس قدر سخت جان ہے کہ خوشامد کے باوجود نہیں مانتی"۔ میکائی نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس کا بوائے فرینڈ جارج تم سے زیادہ دولتمند اور خوبصورت ہے"...... آرتھر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ کبھی تو وہ اسے چھوڑ کر جائے گا"...... میکائی نے کہا تو آرتھر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اس نے میز پر موجود شراب کی بوتل کھولی اور پھر سائیڈ پر موجود دو گلاس اٹھا کر سامنے رکھے اور دونوں میں شراب انڈیل کر اس نے خالی بوتل نیچے ٹوکری میں ڈال دی۔ میکائی نے ہاتھ بڑھا کر خود ہی ایک گلاس اٹھا لیا۔

"مارتھا کے علاوہ اس شراب کی کشش میرے فوراً تمہارے پاس پہنچنے کا موجب بنتی ہے"...... میکائی نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ کہ کیا مسئلہ ہے۔ تم بغیر کسی وجہ کے تو مجھے بلانے سے رہے"...... میکائی نے شراب کا ایک اور گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"فان لینڈ میں کسی ماسٹر گروپ کے بارے میں جانتے ہو"۔ آرتھر نے کہا تو میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

"ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں کیا مسئلہ ہے"...... میکائی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہت اہم مسئلہ ہے۔ اسی لئے تو تمہیں بلایا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"کھل کر بات کرو آرتھر"...... میکائی نے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ ماسٹر گروپ کو پاکیشیا کے خلاف آئرلینڈ نے انتہائی اہم ٹاسک دیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ آئرلینڈ اور گریٹ لینڈ کے درمیان خصوصی میزائلوں کی تیاری اور فروخت کے سلسلے میں بڑا زبردست مقابلہ جاری ہے۔ پاکیشیا نے گریٹ لینڈ کے ساتھ ایک خفیہ دفاعی معاہدہ کیا ہے جس کے تحت گریٹ لینڈ پاکیشیا کو جدید ترین مخصوص میزائلوں کی ٹیکنالوجی ٹرانسفر کرے گا اور اس سلسلے میں ابتدائی معاملات طے کرنے کے لئے پاکیشیا کے ایک اہم سائنس دان سرداور گریٹ لینڈ پہنچے تھے جبکہ آئرلینڈ نے ایسا معاہدہ پاکیشیا کے دشمن ملک کافرستان کے ساتھ کیا ہے۔ اب کافرستان اور آئرلینڈ دونوں یہ چاہتے ہیں کہ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان ہونے والے اس خفیہ معاہدے کو اوپن کرا دیا جائے اس طرح ایک تو گریٹ لینڈ کی حکومت پر زبردست بین الاقوامی دباؤ پڑے گا اور وہ آئندہ کسی دوسرے ملک سے آسانی سے معاہدہ نہیں کرے گی اس طرح آئرلینڈ کو فائدہ پہنچے گا جبکہ دوسری طرف اس معاہدے کے اوپن ہوتے ہی پاکیشیا پر زبردست بین الاقوامی پابندیاں لگ جائیں گی اور پاکیشیا کی معیشت ایک لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو کر رہ جائے گی۔ اس طرح کافرستان کو بے حد فائدہ پہنچے گا لیکن کافرستان کھل کر پاکیشیا کے مقابل نہیں آنا چاہتا اس لئے اس نے آئرلینڈ کے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ وہ اس معاہدے کو اوپن کرائے اور آئرلینڈ

نے یہ ٹاسک لے لیا۔ لیکن آئرلینڈ یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ کھل کر سامنے آئے کیونکہ اس طرح پاکیشیا اور گریٹ لینڈ دونوں اس کے خلاف ہو جائیں گے۔ چنانچہ آئرلینڈ نے اس سلسلے میں فان لینڈ کے ماسٹر گروپ کو ہائر کیا ہے۔ اب اسے اتفاق سمجھو یا پاکیشیا کی بدقسمتی کہ ان کا ایک اہم سائنس دان سرداور گریٹ لینڈ سے یہاں فان لینڈ پہنچ گیا۔ وہ یہاں اپنے کسی سائنس دان دوست سے ملنے آیا تھا۔ چنانچہ ماسٹر گروپ نے اسے اغوا کر لیا اور پھر ماسٹر گروپ نے پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو خط بھیجا کہ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس معاہدہ جس کا کوڈ نام تھری ایکس تھری ہے، کی فائل کسی انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے ماسٹر گروپ کو نہ بھیجی گئی تو اس سائنس دان کو ہلاک کر کے اس کی لاش یہاں موجود پاکیشیائی سفارت خانے کے سامنے پھینک دی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر گروپ نے دھمکی دی ہے کہ اس سائنس دان کی ہلاکت کے بعد پاکیشیا کے مزید اہم سائنس دان، اعلیٰ افسر، سیاستدان اور دیگر ماہرین کو یکے بعد دیگرے اغوا کر کے انہیں اس وقت تک ہلاک کیا جاتا رہے گا جب تک کہ پاکیشیا تھری ایکس تھری کی فائل ان کے حوالے نہیں کرتا"...... آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو میکائی کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"بڑا خوفناک پلان ہے۔ پاکیشیا کو لازماً فائل دینا پڑے گی"۔ میکائی نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اگر وہ انکار کریں گے تو اپنے سائنس دانوں کا نقصان کریں گے"۔ آرتھر نے کہا۔

"لیکن اس سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ آپ نے مجھے کیوں کال کیا ہے۔ یہ تو ماسٹر گروپ اور پاکیشیا کا معاملہ ہے"...... میکائی نے کہا۔

"ہاں۔ ہے تو ایسا ہی لیکن ہماری حکومت فان لینڈ نے بھی ایک ٹاسک دیا ہے اور وہ یہ کہ اگر یہ فائل ماسٹر گروپ حاصل کر لے تو پھر یہ فائل آئرلینڈ یا کافرستان تک نہ پہنچے بلکہ ہم اسے حاصل کر کے حکومت کے حوالے کریں۔ حکومت اسے گریٹ لینڈ کو واپس کر کے اس سے انتہائی اہم مفادات حاصل کر سکتی ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن حکومت کو اس سارے سلسلے کی اطلاع کیسے مل گئی"...... میکائی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر گروپ نے جب پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کو خط لکھا تو انہوں نے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری اور فان لینڈ کے چیف سیکرٹری سے بات کی۔ فان لینڈ کے چیف سیکرٹری گو ماسٹر گروپ کے بارے میں جانتے ہیں لیکن انہوں نے اس ساری صورت حال سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یہ مشن میرے ذمے لگایا گیا۔ میں نے ماسٹر گروپ میں اپنے ایک خاص آدمی کے ذمے اس کی تفصیل حاصل کرنے کا کام لگا دیا اور اس نے مجھے بتایا

که یہ ٹاسک آئرلینڈ نے ماسٹر گروپ کے ذمے لگایا ہے۔ اس سے زیادہ وہ نہیں بتا سکا لیکن میں نے آئرلینڈ میں اپنے ایک خاص آدمی کے ذریعے یہ ساری تفصیل معلوم کر لی ہے"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ چاہتے ہیں کہ جب ماسٹر گروپ یہ فائل حاصل کرے تو اسے ہم حاصل کر لیں"...... میکائی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ماسٹر گروپ کے اہم افراد کے ساتھ تمہارے خصوصی تعلقات ہیں اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ تم نے یہ سارے انتظامات اس انداز میں کرنے ہیں کہ جب تک ماسٹر گروپ کو فائل نہ ملے تم نے مداخلت نہیں کرنی لیکن جیسے ہی یہ فائل ملے تم نے بہرحال یہ فائل اس انداز میں اڑانی ہے کہ ماسٹر گروپ کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ فائل کون لے گیا ہے کیونکہ ماسٹر گروپ کے تعلقات یہاں کی اپوزیشن سیاسی جماعت سے بے حد گہرے ہیں اور وہ اگر چاہیں تو حکومت کے لئے مسائل پیدا کر سکتے ہیں اس لئے حکومت ماسٹر گروپ کے خلاف کھل کر کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتی"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام ہو جائے گا لیکن آرتھر کیا پاکیشیا والے آسانی سے یہ فائل ماسٹر گروپ کے حوالے کر دیں گے۔ میری سمجھ میں تو یہ بات نہیں آتی کہ کوئی حکومت اس انداز میں ایک عام غنڈے گروپ سے بلیک میل ہو جائے"...... میکائی نے کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے۔ جو سائنس دان ماسٹر گروپ کی تحویل میں ہے۔ وہ پاکیشیا کے لئے اس قدر اہم ہے کہ پاکیشیا اس جیسے دس معاہدے بھی اس کی زندہ سلامت واپسی کے لئے بھجوا سکتی ہے اور دوسری بات یہ کہ ماسٹر گروپ نے انہیں وقت بھی بے حد کم دیا ہے جیسا کہ ماسٹر گروپ کے کام کرنے کا انداز ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ ماسٹر گروپ کے بارے میں تم مجھ سے بھی بہتر سمجھ سکتے ہو کہ اس کے دو سیکشن ہیں۔ ایک سیکشن تو عام غنڈوں اور بدمعاشوں پر مشتمل ہے اور اس کا سیٹ اپ بھی علیحدہ اور مکمل ہے اور اس کا چیف ماسٹر کارڈن ہے جبکہ دوسرا سیکشن جسے سپر ماسٹر گروپ کہا جاتا ہے انتہائی خفیہ ہے اس لئے اگر وہاں سے لوگ یہاں آئیں گے بھی سہی تو وہ زیادہ سے زیادہ ماسٹر کارڈن اور اس کے آدمیوں سے لڑتے رہیں گے لیکن ظاہر ہے ان سے انہیں کچھ حاصل نہ ہو سکے گا"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے آرتھر۔ بہرحال تمہارا کام ہو جائے گا۔ اس کی میں گارنٹی دیتا ہوں"...... میکائی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے"...... آرتھر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور میکائی سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران سر سلطان کے آفس سے نکل کر سیدھا دانش منزل پہنچا۔
"خیریت عمران صاحب۔ آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں"۔
سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں۔ انتہائی سنجیدہ اور اہم مشن سامنے آیا ہے۔ وہ سرخ ڈائری نکال کر رکھو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے جولیا نے اس بار انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔
"پوری ٹیم کو احکامات پہنچا دو کہ وہ سب فوری طور پر تیار ہو کر

ایئرپورٹ پہنچ جائیں اور اس کے ساتھ ہی فوری طور پر ہاک جیٹ طیارہ فان لینڈ کے لئے چارٹرڈ کرا لو۔ عمران ایئرپورٹ پر پہنچ جائے گا۔ تم سب نے فوری طور پر فان لینڈ پہنچنا ہے۔ انتہائی اہم اور سیریس مشن درپیش ہے اور اس کے لئے وقت بالکل نہیں ہے۔ عمران تمہیں بریف کر دے گا۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر تم سب نے وہاں پہنچنا ہے اور طیارہ بھی پرواز کے لئے تیار ہونا چاہئے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر بلیک زیرو کی طرف سے میز کی دراز سے نکال کر رکھی گئی ڈائری اٹھا کر اسے کھولا اور پھر تیزی سے اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے چہرے پر حیرت اور تجسس کے تاثرات بہرحال نمایاں تھے۔ ظاہر ہے عمران کا یہ انداز اس قدر تیزی اور جلدی کسی اہم اور خاص معاملے کا ہی پتہ دے رہی تھی جبکہ اسے کچھ معلوم نہ تھا کہ معاملہ کیا ہے۔ عمران نے چند لمحے ڈائری کا ایک صفحہ دیکھا اور پھر ڈائری بند کر کے اس نے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
"فان لینڈ کا یہاں سے رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت سنائی کا رابطہ نمبر بتائیں"...... عمران نے کہا۔
"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو"...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبرز نوٹ کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر نمبرز بتا دیئے گئے ۔ عمران نے بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی لیکن لہجہ غیر ملکی تھا اور بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران نے فان لینڈ دارالحکومت کی انکوائری کے نمبر ڈائل کئے ہیں۔

" جساٹو کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" جساٹو کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جیمز سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اتنی دور سے۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو۔ جیمز بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ یہ ڈگریاں اس لئے بتائی ہیں کہ اگر تم میرا نام بھول گئے

ہو تو کم از کم ڈگریوں کا رعب تو تمہیں یاد ہو گا"...... عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آ گیا۔ واقعی یاد آ گیا۔ میں ہمیشہ آپ کی ڈگریوں سے بڑا مرعوب ہو جایا کرتا تھا۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ نے کال کیا ہے۔ کیا مسئلہ ہے"۔ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ فان لینڈ کے ماسٹر گروپ سے تو تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

" ماسٹر گروپ سے۔ نہیں۔ لیکن آپ کا اس سے کیا تعلق پیدا ہو گیا۔ وہ تو غنڈوں اور بدمعاشوں کا سنڈیکیٹ ہے"...... جیمز نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ سنائی میں رہتے ہوئے بھی تمہیں اس کے بارے میں پوری طرح علم نہیں ہے۔ حیرت ہے حالانکہ میرے خیال کے مطابق تم سے زیادہ باخبر آدمی پورے سنائی میں اور کوئی نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں۔ وہ واقعی غنڈوں کا سنڈیکیٹ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان کا پورے سنائی پر ہولڈ ہے اور وہ انتہائی خطرناک غنڈے ہیں اور حد درجہ سفاک بھی ہیں۔ حکومت بھی ان سے کتراتی ہے لیکن بہرحال ان کا کوئی سلسلہ اتنی دور پاکیشیا سے تو ہرگز نہیں ہو سکتا"...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا چیف کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر کارڈن ہے"...... جیمز نے کہا۔

"اس کا کوئی فون نمبر یا پتہ"...... عمران نے کہا۔

"کارڈن ہوٹل میں اس کا اڈا ہے اور یہی ہوٹل ماسٹر گروپ کا مرکزی سنٹر بھی ہے۔ ویسے تو پورے فان لینڈ میں ان کے کلبوں کا جال پھیلا ہوا ہے جنہیں ماسٹر کلب کہا جاتا ہے لیکن بہرحال مرکزی اڈا یہی کارڈن ہوٹل ہی ہے۔ وہاں کا فون نمبر بتا دیتا ہوں لیکن آپ کھل کر بتائیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا پرانا احسان اتارنے کے قابل ہو جاؤں"...... جیمز نے کہا۔

"اوہ۔ احسان وغیرہ کی باتیں چھوڑو جیمز۔ میں نے تمہیں دوست کہا تھا اور مشکل وقت میں دوستوں کی مدد کرنا فرض ہوتا ہے۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا کا ایک انتہائی اہم سائنس دان فان لینڈ گیا تو اس ماسٹر گروپ نے اسے اغوا کر لیا اور پھر ماسٹر گروپ کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو باقاعدہ بلیک میل کیا جا رہا ہے کہ اگر پاکیشیائی حکومت نے ایک خفیہ دفاعی معاہدے کی فائل کوریئر سروس کے ذریعے فان لینڈ نہ بھیجی تو بہتر گھنٹوں بعد سائنس دان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اب تم بتاؤ کہ یہ کام کرنے والے عام غنڈے کیسے ہو سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"حیرت ہے کہ یہ لوگ اس طرح کام کر رہے ہیں۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔ بہرحال اب آپ کیا چاہتے ہیں"۔ جیمز نے کہا۔

"میں اس سائنس دان کو برآمد کرانا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب میں براہ راست تو اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا کیونکہ یہ سنڈیکیٹ بہرحال اس قدر طاقتور ہے کہ یہ مجھے میری فیملی سمیت تباہ وہ برباد کر سکتا ہے البتہ انڈر گراؤنڈ اگر کوئی کام میرے لائق ہو تو مجھے بتا دیں"...... جیمز نے کہا۔

"کیا تم ہمارے لئے سنائی میں رہائش گاہ، اسلحہ اور کاروں کا بندوبست کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"براہ راست نہیں۔ البتہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ چاہیں تو پاکیشیا سے ہی یہاں کی سب سے مشہور اسٹیٹ ایجنسی کے ذریعے رہائش گاہ اور کاروں کا بندوبست کرا سکتے ہیں۔ میں ان کے مینجر کو ذاتی طور پر کہہ دوں گا۔ وہ آپ سے ضمانت وغیرہ طلب نہیں کریں گے۔ جہاں تک اسلحے کا تعلق ہے تو یہاں سنائی میں ایک مارکیٹ ہے جس کا نام میکاٹو مارکیٹ ہے۔ وہاں سے آپ کو ہر قسم کا اسلحہ کھلے عام مل سکتا ہے"...... جیمز نے کہا۔

"اوکے تم اس اسٹیٹ ایجنسی کا نام، پتہ اور فون نمبر بتا دو اور اس کے مینجر کو میرا نام بتا دو۔ میں اس سے بات کر لوں گا اور ہاں اس ماسٹر کارڈن کا فون نمبر بھی بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نام و پتہ اور فون نمبرز بتا دیئے گئے۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور

رکھ دیا۔اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر سرخ ڈائری اٹھائی اور اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔چند لمحوں بعد اس نے ڈائری بند کی اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹولی کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گراہم سے بات کرائیں میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں"۔عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔اوہ اچھا۔ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔گراہم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ابھی مسئلہ گراموں تک ہی محدود ہے۔اونس اور پونڈ تک نہیں پہنچا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔اوہ۔یہ بات تو۔یہ تو پرنس آف ڈھمپ ہی کر سکتا ہے۔اوہ آپ۔آپ"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"شکر ہے تمہیں یاد تو آگیا۔پرنس آف ڈھمپ ہی بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ پرنس۔بڑے طویل عرصے بعد آپ نے یاد کیا ہے۔فرمایئے کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی"...... گراہم نے اس بار خاصے بے

تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا وہ مخبری والا کاروبار ابھی جاری ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہ صرف جاری ہے بلکہ اب اس کا نیٹ ورک تو بہت دور تک پھیل چکا ہے"...... گراہم نے جواب دیا۔

"مجھے فان لینڈ کے ماسٹر گروپ کے بارے میں معلومات چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر گروپ کے بارے میں۔لیکن اس کا آپ سے کیا تعلق۔وہ تو مقامی بدمعاشوں اور غنڈوں کا سنڈیکیٹ ہے"...... گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس گروپ نے پاکیشیا کے اہم سائنس دان سرداور کو اغوا کر لیا ہے اور اب یہ گروپ پاکیشیائی حکومت کو بلیک میل کر کے اس سے ایک خفیہ دفاعی معاہدے کی فائل بطور تاوان مانگ رہا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ عام بدمعاشوں اور غنڈوں کا گروپ ہے"۔عمران نے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔میں سمجھ گیا۔آپ کا مطلب سپر ماسٹر گروپ سے ہے"...... گراہم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔کیا وہاں دو ماسٹر گروپ ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو ایک ہی ہے لیکن دراصل دو گروپ ہیں۔ایک تو ماسٹر

گروپ ہے۔ یہ عام غنڈوں اور بدمعاشوں کا سنڈیکیٹ ہے جبکہ دوسرا گروپ خفیہ گروپ ہے جو بین الاقوامی سطح کے کام لیتا ہے۔ اسے سپر ماسٹر گروپ کہا جاتا ہے۔ اس سپر ماسٹر گروپ کے بارے میں صرف خاص خاص لوگ ہی جانتے ہیں"...... گراہم نے کہا۔

"ہاں۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ بہرحال اس سپر ماسٹر گروپ کے بارے میں تفصیلات چاہئیں مجھے"...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس۔ یہ فان لینڈ کا انتہائی خطرناک ترین گروپ ہے اور اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ اگر آپ جیسی شخصیت بات نہ کر رہی ہوتی تو میں کبھی سپر ماسٹر گروپ کا نام ہی نہ لیتا۔ اس لئے اس سلسلے میں آپ کی میں کوئی مدد نہیں کر سکتا البتہ ایک ٹپ دے سکتا ہوں کہ اس سپر ماسٹر گروپ کے بارے میں اگر آپ تفصیلات چاہتے ہیں تو یہ تفصیلات ماسٹر گروپ کے چیف ماسٹر کارڈن سے ہی مل سکتی ہیں کیونکہ سپر ماسٹر گروپ تمام کام اس کارڈن کے ذریعے ہی کراتا ہے اور اس سائنس دان کا اغوا بھی اسی ماسٹر گروپ نے ہی کیا ہو گا۔ سپر ماسٹر گروپ صرف پلاننگ کرتا ہے اور احکامات دیتا ہے اور بس۔ باقی سارا کام کارڈن کا گروپ کرتا ہے"...... گراہم نے کہا۔

"اوکے اس ٹپ کا شکریہ۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ مینجر سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جسانٹو کلب کے مینجر جیمز نے آپ سے بات کی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم فرمایئے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ فان لینڈ کی سیاحت کے لئے آ رہا ہوں لیکن مجھے ہوٹلوں میں رہنے سے الرجی ہے اس لئے میں کسی اچھی سی کالونی میں ایسی کوٹھی چاہتا ہوں جہاں سات آٹھ افراد رہ سکیں اور دو نئی کاریں بھی موجود ہوں"...... عمران نے کہا۔

"مل جائے گی جناب۔ آپ فان لینڈ پہنچ کر ہم سے رابطہ کر لیں"...... مینجر نے کہا۔

"نہیں۔ آپ اسے بک کر دیں اور مجھے بتا دیں ہم ایئرپورٹ سے سیدھے اس کوٹھی میں پہنچیں گے اور پھر آپ سے رابطہ کریں گے اور آپ کے سارے ڈیوز وغیرہ نقد ادا کر دیئے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اوکے ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد مینجر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے کہا۔

"نوٹ کر لیں۔ کوٹھی نمبر ایٹی ون اے بلاک گلیکسی کالونی۔ یہ آپ کے مطلب کی رہائش گاہ ہے۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گی اور دو نئے ماڈل کی کاریں بھی وہاں موجود ہوں گی۔ وہاں ایجنسی کا آدمی جس کا نام مائیکل ہے موجود ہو گا۔ آپ اسے جیمز کے نام کا ریفرنس دیں گے تو وہ رہائش گاہ آپ کے حوالے کر دے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"اس قدر ایمر جنسی۔ کیا مسئلہ ہے۔ کچھ تفصیل تو بتائیں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سرسلطان کے فون آنے سے لے کر اب تک کی ساری صورت حال بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ سرداور کی فوری برآمدگی تو ضروری ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہے اور جس ٹائپ کا یہ سنڈیکیٹ ہے اس کو کسی سائنس دان کی اہمیت کا احساس تک نہیں ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اس قدر اہم فائل کے لئے کوئی بدمعاشوں اور غنڈوں کے سنڈیکیٹ کو کس طرح ہائر کر سکتا ہے۔ یہ فائل لامحالہ کسی ملک یا حکومت کے کام آ سکتی ہے۔ کسی فرد واحد یا تنظیم کے تو کام نہیں آ سکتی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے میں بھی اس بات پر پریشان تھا لیکن اب گراہم سے بات ہونے پر اصل بات سامنے آئی ہے کہ ماسٹر گروپ دو سیکشنوں پر مشتمل ہے۔ ایک سیکشن عام غنڈوں اور بدمعاشوں کا سنڈیکیٹ ہے جس کا چیف ماسٹر کارڈن ہے جبکہ دوسرا سیکشن سپر ماسٹر گروپ کہلاتا ہے اور یہ لوگ بین الاقوامی سطح پر کام کرتے ہیں۔ لامحالہ کسی بھی حکومت نے یہ کام سپر ماسٹر گروپ کے ذمے لگایا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن جس انداز میں خط لکھا گیا یا فون پر بات ہوئی اور جس طرح دھمکیاں دی جا رہی ہیں اور جتنا کم وقت دیا جا رہا ہے یہ سب کچھ تو لگتا ہے عام بدمعاش گروپ کا ہی کام ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ عام گروپ سپر بدمعاش ہوں۔ بہرحال اب کام تو کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس بار آپ پوری ٹیم ساتھ لے جا رہے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ چونکہ یہ کام ایمرجنسی میں ہونا ہے اس لئے کام بانٹ کر کیا جائے گا"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا اور عمران اسے خدا حافظ کہہ کر آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... آرتھر نے کہا۔

"میکائی کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... آرتھر نے چونک کر کہا۔

"ہیلو آرتھر۔ میں میکائی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد میکائی کی اواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... آرتھر نے پوچھا۔

"بہت ہی خاص بات ہے۔ اگر تم اجازت دو تو میں آفس آ جاؤں"...... میکائی نے کہا۔

"ارے تو اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ آجاؤ"...... آرتھر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال تم باس ہو۔ گو ہم دونوں کے درمیان بے تکلفی اور

دوستی ہے لیکن باس تو باس ہی ہوتا ہے"...... میکائی نے کہا تو آرتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں اگر باس ہوں تو تمہاری کارکردگی کی وجہ سے۔ بہرحال آ جاؤ پھر باتیں ہوں گی"...... آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میکائی آرہا ہے اسے فوراً میرے آفس بھجوا دو"...... آرتھر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں ڈالا اور کرسی سے اٹھ کر ایک سائیڈ میں موجود ریک کی طرف بڑھ گیا۔ ریک میں رکھی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور نچلے خانے سے دو گلاس اٹھا کر اس نے ان سب کو میز پر رکھ دیا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ میکائی کی مہمان نوازی کی باقاعدہ تیاری کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد میکائی راہداری سے گزر کر اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے آرتھر۔ مارتھا نے کوئی حوصلہ افزا بات کر دی ہے جو تمہارے چہرے پر بڑا جوش و خروش نظر آ رہا ہے"...... آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اس نے کیا حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ اس بے

چاری کو تو ٹھیک طرح نظر ہی نہیں آتا جو ایسے الو کو اپنا بوائے
فرینڈ بنائے پھر رہی ہے"...... میکائی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اسے اس کی دولت نظر آتی ہے اور آج کل لڑکیوں کو یہی چیز نظر
آتی ہے"...... آرتھر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور میکائی بھی ہنس کر
میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔ آرتھر نے بوتل کھول کر
دونوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے
میکائی کے سامنے رکھ دیا۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا خاص بات ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"خاص بات یہ ہے کہ پاکیشیا کی حکومت اپنا سائنس دان ہلاک
کرانے پر تل گئی ہے"...... میکائی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... آرتھر نے
چونک کر کہا۔

"وہ فائل بھجوانے کی بجائے اپنی سیکرٹ سروس بھجوا رہی ہے
تاکہ اس سائنس دان کو برآمد کرایا جا سکے اور ظاہر ہے ماسٹر گروپ
نے دی گئی مہلت سے ایک لمحہ بھی اوپر نہیں ہونے دینا اور سائنس
دان کو ہلاک کر دینا ہے"...... میکائی نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ رہی ہے"۔
آرتھر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

مجھے پہلے سے خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا کی حکومت ایسی حماقت
نہ کرے اس لئے میں نے ایسے افراد کی جو کسی بھی طرح غیر ملکیوں

کو معلومات مہیا کر سکتے ہوں کی نگرانی کرائی ہوئی تھی اور ابھی مجھے
اطلاع ملی ہے کہ جسانو کلب کے جیمز کو پاکیشیا سے کسی علی عمران
نے فون کر کے اس سے ماسٹر گروپ کے بارے میں اطلاعات طلب
کیں جس پر اس نے بتایا کہ وہ تو عام بدمعاشوں اور غنڈوں کا
سنڈیکیٹ ہے۔ اس نے ان کے چیف کا نام اور تفصیل پوچھی جو جیمز
نے بتا دی۔ اس کے بعد عمران نے جیمز سے کہا کہ اس ماسٹر گروپ
نے پاکیشیا کا ایک سائنس دان اغوا کر لیا ہے اور اب وہ اس کے
تاوان میں ایک اہم فائل طلب کر رہے ہیں۔ وہ اس سائنس دان کو
برآمد کرانا چاہتے ہیں لیکن جیمز نے اس سے معذرت کر لی کہ وہ ماسٹر
گروپ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ پھر اس نے جیمز سے ایک کوٹھی،
کاریں اور اسلحہ وغیرہ مانگا تو جیمز نے اسے سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی کا
ریفرنس دے دیا اور بات ختم ہو گئی۔ میں نے سپرائیل اسٹیٹ
ایجنسی سے معلومات حاصل کیں تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے
جیمز کی ضمانت پر پاکیشیا کے سیاحوں کے ایک گروپ کو کوٹھی اور
کاریں مہیا کی ہیں لیکن ابھی تک سیاحوں کا یہ گروپ فان لینڈ نہیں
پہنچا"...... میکائی نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی اس سائنس دان کو ہلاک
کر دیا جائے گا۔ لیکن ظاہر ہے صرف سائنس دان کو ہلاک کر کے تو
ماسٹر گروپ خاموش نہیں ہو جائے گا وہ کسی اور کو اغوا کرے گا۔

اس کا تو طریقہ کار ہی یہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ پیش بندی کے طور پر ایسا کر بھی چکے ہوں اس لئے تمہیں بہرحال انتظار کرنا ہو گا لیکن تم نے اس فائل کے حصول کے لئے کیا پلاننگ کی ہے"۔ آرتھر نے کہا۔

"وہ کام تو ہو جائے گا۔ فائل جب بھی کسی بھی کوریئر سروس کے ذریعے فان لینڈ پہنچے گی تو وہ سیدھی فاسٹر گروپ کے چیف کارڈن کے پاس پہنچے گی۔ وہاں سے وہ اس انداز میں چوری کر لی جائے گی کہ کارڈن لاکھ سر پیٹے اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ فائل کہاں گئی اور فائل مجھ تک پہنچ جائے گی لیکن اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ فائل تو آ ہی نہیں رہی اس لئے میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ دوسری صورت حال میں ہمارا کیا رد عمل ہونا چاہئے"...... میکائی نے کہا۔

"ہمیں تو اس سروس سے ٹکرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تو بس فائل چاہئے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اس سروس نے ماسٹر گروپ کے خلاف ایکشن لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ماسٹر گروپ کا ہی خاتمہ کر دیں۔ ایسی صورت میں یہ فائل بھی نہیں آئے گی"۔ آرتھر نے کہا تو میکائی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو آرتھر۔ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ماسٹر گروپ کی اصل حیثیت کیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ جس طرح مجھے ان کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں اسی طرح انہیں بھی معلوم ہو گیا ہو اور پھر وہ ایئرپورٹ پر اترتے ہی ختم کر دیئے جائیں"۔ میکائی

نے کہا۔

"ایک منٹ"...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ مارٹن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ آرتھر نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"مارٹن میں فان لینڈ سے کاراکاز کا چیف آرتھر بول رہا ہوں"۔ آرتھر نے کہا۔

"اوہ آرتھر تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"تمہارا تعلق مختلف ملکوں کی سیکرٹ سروسز سے رہتا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو"...... آرتھر نے کہا۔

"ارے کہیں تمہاری کاراکاز پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تو نہیں ٹکرا گئی"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہاں کے ایک جرائم پیشہ سنڈیکیٹ کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرنے آ رہی ہے اور اس کے کسی عمران نامی آدمی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ اس سنڈیکیٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔ تم جانتے

ہو کارا کاز بہرحال سرکاری ایجنسی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے معلوم کر لوں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس اور جرائم پیشہ سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے آ رہی ہے۔ کون سا سنڈیکیٹ ہے یہ"...... مارٹن کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" ماسٹر گروپ"...... آرتھر نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اس ماسٹر گروپ کا سمجھو خاتمہ ہو گیا۔ یقیناً اس گروپ نے پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن مکمل کیا ہو گا یا کر رہا ہو گا یا کوئی ایسی بات بہرحال ہے جس کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں آنا پڑ رہا ہے۔ بہرحال اگر تمہارا کوئی تعلق اس ماسٹر گروپ سے ہے تو تم اپنا تعلق ختم کر دو۔ اس ایک آدمی علی عمران کو دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... مارٹن نے کہا۔

" میرا جرائم پیشہ افراد سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں تو صرف سیکرٹ سروس کے الفاظ سن کر معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا"۔ آرتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ بہرحال تم میرے دوست ہو اس لئے میری یہ بات پلے باندھ لو کہ تم اس سروس کے مقابل مت آنا"...... مارٹن نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ مارٹن گریٹ لینڈ کی زیرو ایجنسی کا چیف ہے ناں"۔ میکائی نے کہا۔

" ہاں اور تم نے مارٹن کی باتیں سن لی ہیں"...... آرتھر نے کہا تو میکائی بے اختیار ہنس پڑا۔

" اب لوگوں کی عادت ہو گئی ہے ایسی باتیں کرنے کی۔ بھلا ایک پسماندہ ایشیائی ملک کی سیکرٹ سروس کیسے خطرناک ہو سکتی ہے"...... میکائی نے کہا۔

" مارٹن بے حد باخبر آدمی ہے۔ بہرحال تم نے مداخلت نہیں کرنی"...... آرتھر نے کہا۔

" لیکن اگر مارٹن کی بات درست ثابت ہوئی اور اس سیکرٹ سروس نے لپنے ایک سائنس دان کو ہلاک کرا کر ماسٹر گروپ کا خاتمہ کر دیا تو پھر فائل کیسے حاصل ہو گی"...... میکائی نے کہا۔

" تو تم کیا چاہتے ہو"...... آرتھر نے کہا۔

" میں تو چاہتا ہوں کہ کسی نہ کسی طرح فائل قبضے میں آ جائے اور بس"...... میکائی نے کہا۔

" تو پھر انتظار کرو اور تماشہ دیکھو۔ خود مداخلت نہ کرنا کیونکہ فان لینڈ حکومت کسی طرح بھی براہ راست ملوث نہیں ہونا چاہتی"...... آرتھر نے کہا تو میکائی کا منہ بن گیا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جائے"...... میکائی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں۔ اگر چاہو تو درپردہ ماسٹر گروپ کی مدد کر سکتے ہو اور بس"...... آرتھر نے کہا تو میکائی کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"گڈ۔ بس میں بھی یہی چاہتا تھا۔ گڈ بائی"...... میکائی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا اور آرتھر نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے فائل نکال کر دوبارہ میز پر رکھ لی۔

ماسٹر کارڈن لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کا جسم انتہائی ٹھوس اور فولادی تھا۔ چہرے پر سختی اور سفاکی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کی پیشانی تنگ اور چھوٹے چھوٹے بال کانٹوں کی طرح کھڑے رہتے تھے۔ ناک چھوٹی اور منہ کا دہانہ کافی بڑا تھا۔ بھاری اور گرز نما ٹھوڑی اس کے انتہائی بے رحم اور سرد مزاج ہونے کی دلیل تھی۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں"...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"سپیشل فون پر بات کرو"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا تو ماسٹر کارڈن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک مخصوص ساخت

کا فون پیس نکال کر میز پر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ ان بٹنوں کے پریس ہوتے ہی اس کے آفس کے تمام دروازوں اور کھڑکیوں کے سامنے فولادی چادریں گر گئیں اور اس کے ساتھ ہی دروازے کے اوپر اندرونی طرف سرخ بلب جلنے لگا۔اس کا مطلب تھا کہ اب اس آفس میں ہونے والی بات چیت کسی طرح بھی باہر سنائی نہ دے سکے گی اور نہ باہر سے کوئی عام فون کال آسکے گی اور نہ ہی کوئی آدمی اندر آسکے گا۔ یہ ساری کارروائی کرنے کے بعد اس نے مخصوص ساخت کا فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔ اس پر نمبر پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

" ماسٹر کارڈن سپیکنگ "...... اس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" سپر ماسٹر کا کوڈ بتاؤ"...... دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

" گرانڈ ماسٹر"...... کارڈن نے کہا۔

" اوکے سپر ماسٹر سے بات کرنے کا انتظار کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سپر ماسٹر سپیکنگ "...... چند لمحوں بعد ایک بھاری لیکن انتہائی سخت آواز سنائی دی۔

" یس سر۔ میں ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں "...... ماسٹر کارڈن نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" پاکیشیائی سائنس دان کس پوزیشن میں ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" سپر ایکس پوائنٹ پر بے ہوشی کے عالم میں موجود ہے"۔ ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کیا کرنا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس سر۔ اگر کل صبح نو بجے تک کوریئر سروس کے ذریعے پاکیشیا سے فائل نہیں پہنچتی تو اس سائنس دان کو گولی مار دینی ہے اور اس کی لاش پاکیشیائی سفارت خانے کے سامنے پھینک دینی ہے اور اس پر ماسٹر گروپ کا خصوصی ڈیتھ کارڈ لگا دینا ہے"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

" اور اگر یہ فائل پہنچ جائے تب"...... سپر ماسٹر نے پوچھا۔

" پھر بغیر کارڈ کے اس کی لاش کسی بھی سڑک پر پھینک دی جائے گی"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

" اب ایک اور ضروری بات سن لو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ماسٹر گروپ کے خلاف کام کرنے اور اپنے سائنس دان کو برآمد کرنے کے لئے شاید سنائی پہنچے ۔ اس کا سربراہ کوئی عمران نامی نوجوان ہے۔ تم نے ایئر پورٹ پر اپنے آدمی کل صبح نو بجے پھیلا دینے ہیں ۔ اگر پاکیشیا سے یہ لوگ پہنچیں تو ان کا فوری خاتمہ ضروری ہے۔ ایئر پورٹ پر نہ ہوسکے تو ایئر پورٹ سے لے کر

شہر تک مسلسل ان پر حملے کرتے رہنا۔ انہیں بہرحال ختم ہونا چاہئے"...... سپر ماسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن انہیں شناخت کیسے کیا جائے گا"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"یہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میک اپ وغیرہ میں ہوں البتہ جساٹو کلب کے جیمز نے انہیں سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی کی ٹپ دی ہے۔ اس سے تم اس بارے میں تفصیل سے معلوم کر سکتے ہو"...... سپر ماسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ ماسٹر گروپ کے خلاف ٹپ دے"۔ ماسٹر کارڈن نے یکلخت پھٹ پڑنے والے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"اس نے ان کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا ہے اس لئے وہ قابل معافی ہے البتہ اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر کارڈن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا اور پھر میز کے کنارے پر لگے ہوئے بٹن آف کر دیئے تو فولادی چادریں بھی غائب ہو گئیں اور دروازے پر جلتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ گیا تو اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کے یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جساٹو کلب کے جیمز کو فوراً زیرو روم میں پہنچاؤ۔ میں نے اس

سے بات کرنی ہے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"جیمز زیرو روم میں پہنچ گیا ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ماسٹر کارڈن نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھا اور اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک راہداری کراس کر کے وہ لفٹ کے ذریعے نیچے ایک اور راہداری میں پہنچا اور پھر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ وہاں دو مسلح افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے جلدی سے دروازہ کھول دیا تو ماسٹر کارڈن اندر داخل ہوا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس پر ٹارچنگ کے تقریباً تمام جدید اور قدیم آلات موجود تھے۔ سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ خوف کی شدت سے ہلدی سے بھی زیادہ زرد ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ وہ ماسٹر کارڈن کے اندر داخل ہوتے ہی ایک جھٹکے سے نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ اس کے سامنے رکوع کے بل جھک گیا۔

"بیٹھو"...... ماسٹر کارڈن نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا اور خود وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد جیمز انتہائی مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اگر مجھ سے نادانستگی میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو میں دست بستہ

معافی چاہتا ہوں"...... جیمز نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

" تم نے پاکیشیا کے کسی عمران نامی آدمی کو ماسٹر گروپ کے خلاف کام نہ کرنے کا کہہ کر اپنی جان بچا لی ہے جیمز ورنہ اب تک تمہاری لاش اور تمہارے پورے خاندان کی لاشیں گٹر کے گندے پانی میں تیرتی پھر رہی ہوتیں"...... ماسٹر کارڈن نے غراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ میں نے اسے صاف کہہ دیا تھا کہ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا"...... جیمز نے اس بار قدرے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

" لیکن تم نے اسے رہائش گاہ مہیا کی ہے"...... ماسٹر کارڈن کی غراہٹ بڑھ گئی۔

" میں نے اسے صرف سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی کا نام و پتہ بتایا تھا اور بس۔ البتہ میں نے سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی کو یہ ضمانت ضرور مہیا کی تھی کہ اگر اس کا کوئی نقصان ہو گا تو اس نقصان کا ازالہ میں کر دوں گا"...... جیمز نے کہا۔

" لیکن تم نے ایسا کیوں کیا"...... ماسٹر کارڈن نے اور زیادہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ طویل عرصہ پہلے جب میں گریٹ لینڈ میں تھا تو اس عمران نے میری جان بچائی تھی اور میں اس کا احسان مند تھا"۔ جیمز نے جواب دیا۔

" اس کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ۔ اس کا حلیہ، اس کا

قدوقامت، اس کی خاص شناخت"...... ماسٹر کارڈن نے کہا تو جیمز نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر ماسٹر کارڈن نے اس سے سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی کا نام اور پتہ معلوم کیا۔

" اب سنو۔ اگر یہ عمران تم سے رابطہ کرے یا ملے تو تم نے فوری طور پر مجھے اطلاع دینی ہے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" حکم کی تعمیل ہو گی ماسٹر"...... جیمز نے جواب دیا تو ماسٹر کارڈن اٹھا اور اس نے مڑ کر وہاں موجود آدمی کو جیمز کو واپس چھوڑنے کا کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اپنے آفس میں آگیا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

" یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" سپرائیل اسٹیٹ ایجنسی سے معلوم کرو کہ اس نے جسانو کلب کے جیمز کی ضمانت پر پاکیشیائیوں کو کون سی رہائش گاہ مہیا کی ہے اور وہاں کس کس نمبر اور ماڈلز کی کاریں موجود ہیں اور پھر اس کوٹھی کے گرد سیٹو سیکشن کو تعینات کر دو۔ جیسے ہی یہ پاکیشیائی وہاں پہنچیں وہ ان سب کو ہلاک کر دیں"...... ماسٹر کارڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور اب بارگو سے میری بات کراؤ"...... ماسٹر کارڈن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر کارڈن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ماسٹر کارڈن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بار گو بول رہا ہوں ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اپنے سیکشن کے آدمی ایئرپورٹ پر تعینات کر دو۔ پاکیشیائیوں کا ایک گروپ یہاں آنے والا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی کا حلیہ اور قدوقامت اور نام مجھے معلوم ہے وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ فرضی ناموں اور میک اپ میں آئیں لیکن قدوقامت اور پاکیشیا سے آمد کی وجہ سے تم اسے پہچان سکتے ہو۔ اسے اور اس کے ساتھ جتنے بھی آدمی ہوں ان سب کو تم نے ایئرپورٹ پر ہی گولیوں سے اڑا دینا ہے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیمز سے ملنے والی تفصیل بتا دی۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ماسٹر کارڈن نے رسیور رکھ کر نیلے رنگ کا فون پیس اٹھایا اور اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر ایکس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کارڈن فرام دس سائیڈ"...... ماسٹر کارڈن نے اپنی عادت کے مطابق غراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر۔ جیکب بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"پاکیشیائی سائنس دان کی کیا پوزیشن ہے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"آپ کے حکم کے مطابق اسے مسلسل بے ہوش رکھا جا رہا ہے"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کل نو بجے میں تمہیں اس کے بارے میں مزید ہدایات دوں گا"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ماسٹر کارڈن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

پاک جیٹ طیارے کی آرام دہ سیٹوں پر عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ یہ طیارہ چونکہ چارٹرڈ تھا اس لئے اس میں سوائے عمران اور اس کے ساتھیوں کے اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران حسب دستور سیٹ کی پشت سے سر لگائے آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کی سائیڈ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسری رو کی فرنٹ سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ دونوں مسلسل باتیں کئے چلی جا رہی تھیں۔ گو ان کی باتیں سرگوشیوں کے سے انداز میں تھیں اس لئے باقی ساتھی ان کی باتوں سے مستفید نہ ہو سکتے تھے۔ عمران اور صفدر کی عقبی سیٹوں پر تنویر اور کیپٹن شکیل تھے جبکہ جولیا اور صالحہ کی عقبی سیٹوں پر نعمانی اور خاور اور ان سے پیچھے صدیقی اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ پاک جیٹ طیارہ انتہائی تیز رفتار طیارہ تھا اور اسے پاکیشیا سے روانہ

ہوئے دو گھنٹے ہو چکے تھے اور اب پروگرام کے مطابق اس نے ایک بین الاقوامی ایئرپورٹ سے فیول لینے کے لئے اترنا تھا جبکہ عمران جب سے طیارے نے پرواز شروع کی تھی مسلسل آنکھیں بند کئے ہوئے تھا۔ گو ایئرپورٹ پر جولیا اور دیگر ساتھیوں نے اس سے اس نئے مشن کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے انہیں یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اس لئے طیارے کے اندر اس پر بات ہو گی لیکن یہاں صفدر نے جب عمران سے بات کرنے کی کوشش کی تو عمران نے اس کی کسی بات کا جواب ہی نہ دیا تھا اور آخرکار صفدر خاموش ہو گیا تھا کیونکہ یہ بات سب جانتے تھے کہ عمران سے بہرحال زبردستی کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ اچانک پائلٹ کی طرف سے اعلان ہوا کہ وہ بیلٹیں باندھ لیں کیونکہ طیارہ فیول لینے کے لئے ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والا ہے اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ چونکہ ایک گھنٹہ اس کام میں لگ جائے گا اس لئے اگر وہ چاہیں تو یہ ایک گھنٹہ ایئرپورٹ کے خصوصی لاؤنج میں گزار سکتے ہیں اور یہ اعلان سنتے ہی عمران نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر بیٹھا اور پھر اس نے بیلٹ باندھ لی۔

"عمران صاحب کیا ہم نے طیارے کے باہر جانا ہے یا نہیں"۔ صفدر نے پوچھا۔

"جو جانا چاہے بیشک چلا جائے۔ میں بہرحال باہر نہیں جاؤں گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ طیارے کا کیا پتہ کہ کس وقت پرواز کر جائے اور میں باہر ہی رہ جاؤں"...... عمران نے بڑا معصوم سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے جس قدر اونگھنا تھا اونگھ لیا۔ اب تمہیں ہمارے ساتھ باہر جانا ہوگا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے وہاں مشن کے بارے میں پوچھنا شروع کر دینا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ نہیں پوچھیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر میں بتاؤں گا کیسے"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اس بار آپ کی کسی عزیز ترین شخصیت کا مسئلہ ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جولیا تو یہاں موجود ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا کے چہرے پر یکلخت جیسے گلاب کے پھول سے کھل اٹھے تھے البتہ تنویر نے اس بات پر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"میری عزیز ترین شخصیت میری اماں بی ہیں اور وہ خدا کے فضل و کرم سے صحیح سلامت ہیں"...... عمران نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں

کہا تو اس بار جولیا اور تنویر دونوں پر اس کی بات کا متضاد رد عمل ہوا۔ تنویر کا چہرہ کھل اٹھا تھا جبکہ جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"چلیں عزیز ترین نہ سہی۔ عزیز سہی"...... صفدر نے لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"عزیز شخصیت سوپر فیاض ہے جو میرے مستقل وقت کا فنانسر ہے"...... عمران بھلا کہاں آسانی سے قابو میں آنے والا تھا۔

"گولی مارو شخصیت کو۔ جہاز لینڈ کر رہا ہے۔ تم باہر چلو"۔ جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گولی ماری ہی نہیں جا سکتی۔ تمہارے چیف سے ڈر لگتا ہے۔ آخر اس کی سیکرٹ سروس ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا آپ سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو شخصیت تسلیم کرتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے میرا رقیب روسیاہ۔ اوہ سوری۔ رقیب روسفید بھی تو شخصیت ہے ورنہ وہ میرا رقیب کیسے بن سکتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں تو تمہیں گولی مار سکتا ہوں۔ میں کسی چیف سے نہیں ڈرتا"۔ تنویر نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھا۔ اسے کہتے ہیں شخصیت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب اس کی بات سن کر ہنس پڑے۔ طیارہ رک چکا تھا اور سب لوگ بیلٹیں کھولنے میں مصروف تھے اور پھر عمران بھی سب

کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایئرپورٹ کے خصوصی لاؤنج میں پہنچ گئے۔ وہاں عمران نے سب کے لئے مشروبات منگوالئے اور وہ سب مشروبات سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

" تم نے یہ عزیز ترین شخصیت والا اندازہ کیسے لگایا تھا کیپٹن شکیل "...... صفدر نے خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور سوائے عمران کے سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

" عمران صاحب اس بار انتہائی سیریئس ہیں اور ظاہر ہے عمران صاحب بڑے سے بڑے اور خطرناک سے خطرناک مشن پر آج تک اس قدر سنجیدہ نہیں ہوئے اس لئے میرا اندازہ ہے کہ کوئی ایسی شخصیت داؤ پر لگ چکی ہے جو عمران صاحب کو انتہائی عزیز ہے یا ملک کے لئے انتہائی اہم ہے "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے عمران صاحب "...... اس بار صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس حد تک تو درست ہے کہ بہرحال ایک شخصیت داؤ پر لگی ہوئی ہے اور داؤ پر بھی ایسے کہ اس کی موت کا باقاعدہ وقت ہمیں دے دیا گیا ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ یہ شخصیت ملک کے لئے انتہائی اہم ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ کون ہے وہ "...... سب نے ہی بیک آواز ہو کر پوچھا۔

" سرداور "...... عمران نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر یکلخت تناؤ سا پھیلتا چلا گیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ سرداور۔ وہ تو واقعی پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم ترین سائنس دان ہیں۔ کیا ہوا ہے انہیں "...... سب نے چونک کر کہا۔

" طیارے میں جا کر بتاؤں گا۔ یہاں کھلے عام بات کرنا درست نہیں ہے "...... عمران نے کہا اور سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ابھی وہ بیٹھے مشروب پی رہے تھے کہ اچانک ایک باوردی نوجوان تیزی سے ان کے قریب آیا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

" آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں "...... اس نوجوان نے کہا۔

" میں ہوں "...... عمران نے چونک کر کہا۔

" پاکیشیا سے آپ کی کال ہے "...... اس نوجوان نے کہا اور کارڈلیس فون پیس عمران کی طرف بڑھا کر وہ جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے واپس چلا گیا۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں "...... عمران نے اس نوجوان کے کافی دور جانے کے بعد اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" چیف بول رہا ہوں۔ سنائی سے ایک اطلاع ملی ہے کہ تم لوگوں کی وہاں پہنچنے کی اطلاع ماسٹر گروپ کو مل چکی ہے اور وہ اب ایئرپورٹ اور اس رہائش گاہ کی نگرانی کر رہے ہیں جو تم نے فون پر حاصل کی تھی اور وہ لوگ فوری ایکشن کرنا چاہتے ہیں "...... دوسری

طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک کر سیدھے ہو گئے۔

" یہ اطلاع کیسے مل گئی ہے آپ کو۔ کیا فان لینڈ میں بھی آپ کا کوئی فارن ایجنٹ ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میرے بہت سے ذرائع ہیں معلومات کے اور جب میں ٹیم کہیں بھیجتا ہوں تو میں ہر لمحے باخبر رہتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور فون آف کر کے اس نے سامنے موجود میز پر رکھ دیا۔

" کمال ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تمہارا چیف یا تو خود شیطان ہے یا پھر شیطان کا کوئی خاص چیلا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ ہمیں اپنے چیف پر فخر ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" چاہے وہ شیطان ہی کیوں نہ ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" پھر وہی بکواس۔ میں نے تمہیں متعدد بار کہا ہے کہ چیف کے خلاف بات نہ کیا کرو ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گی"...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ارے واہ۔ پھر تو میں سیدھا جنت میں جاؤں گا۔ آخر شیطان یہ

اس کے ملنے والے جسے ہلاک کر دیں وہ تو بھی نیک آدمی ہو گا"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

" عمران صاحب ماسٹر گروپ کون ہے"...... اچانک صفدر نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور جولیا چیف کے معاملے میں انتہائی جذباتی رویہ رکھتی تھی۔

" سنا تو یہی ہے کہ فان لینڈ میں غنڈوں اور بدمعاشوں کا سنڈیکیٹ ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" کیا اس ماسٹر گروپ نے سرداور کو اغوا کیا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارے چیف کی رپورٹ تو یہی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" آپ ہمیں تفصیل بتائیں عمران صاحب۔ بس ابھی اور اسی وقت"...... صالحہ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور سب اس کی ذہنی کیفیت پر بے اختیار ہنس پڑے۔

" صفدر پائلٹ کو تلاش کر کے لے آؤ۔ وہ پائلٹ روم میں موجود ہو گا"...... عمران نے صالحہ کی بات کا جواب دینے کی بجائے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک طرف بنے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا تا کہ وہاں سے پائلٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔

" طیارے میں بتاؤں گا۔ فی الحال خاموش رہو"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا یہ تو بتا دیں کہ آپ نے چیف کو شیطان کیوں کہا تھا"۔ صالحہ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس لئے کہ شیطان باخبر رہتا ہے اور نیک لوگوں کو بہکانے کی کوشش کرتا رہتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ چیف کی رپورٹ غلط ہے اور وہ تمہیں بہکا رہا ہے"...... جولیا نے غصے کی شدت سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے۔ اب اس کے سوا اور کیا سمجھوں۔ فان لینڈ میں چیف کا کوئی فارن ایجنٹ نہیں ہے اس کے باوجود چیف کو سب کچھ معلوم ہو گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" چیف نے لازماً کوئی نہ کوئی ذریعہ اختیار کیا ہو گا عمران صاحب۔ چیف واقعی ہر معاملے میں باخبر رہتا ہے"...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی صفدر طیارے کے پائلٹ کے ساتھ آتا دکھائی دیا۔

" تشریف رکھیں"...... عمران نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پائلٹ سر ہلاتا ہوا ساتھ والی خالی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ صفدر بھی دوسری خالی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" سنائی ایئر پورٹ کے علاوہ بھی وہاں کوئی ایسا ایئر پورٹ ہے

جہاں ہاک جیٹ طیارہ لینڈ کر سکے"...... عمران نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں جناب۔ سنائی میں تو اور کوئی بڑا ایئر پورٹ نہیں ہے۔ البتہ فان لینڈ کے دوسرے بڑے شہر اساگو میں بھی ایک بین الاقوامی ایئر پورٹ ہے۔ وہاں یہ طیارہ لینڈ کر سکتا ہے اور چونکہ یہ سنائی سے پہلے آتا ہے اس لئے آپ کو مزید کرایہ نہ دینا پڑے گا لیکن آپ کیوں سنائی ایئر پورٹ پر لینڈ نہیں کرنا چاہتے"...... پائلٹ نے کہا۔

" آپ اس بات کو چھوڑیں اور طیارہ اساگو ایئر پورٹ پر اتار دیں لیکن ایک بات بتا دوں کہ اس کا علم سنائی ایئر پورٹ والوں کو نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہاں ہمارے دشمن موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ ہم تو آپ کے حکم کے پابند ہیں۔ آپ جیسے کہیں گے ویسے ہی ہو گا"...... پائلٹ نے کہا۔

" اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور پائلٹ اٹھ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب طیارے میں واپس پہنچ گئے اور طیارہ چند لمحوں میں فضا میں بلند ہو گیا۔ عمران نے گھڑی دیکھی اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

" نہیں۔ اب تم آنکھیں بند نہیں کرو گے۔ اب تمہیں مشن کے بارے میں بتانا ہو گا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اس بار

عمران کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی تھی جبکہ صفدر صالحہ کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا تھا۔

" بتایا تو ہے کہ ایک سنڈیکیٹ ہے جس نے سرداور کو اغوا کر لیا ہے اور ہم انہیں چھڑوانے کے لئے جا رہے ہیں اور بس"...... عمران نے آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا۔

" عمران صاحب اس سنڈیکیٹ کی ڈیمانڈ کیا ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر آنکھیں کھول کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

" کیپٹن شکیل کو تو وکیل ہونا چاہئے تھا۔ یہ کوئی بات چھپانے ہی نہیں دیتا۔ اب بتاؤ ڈیمانڈ بتا دوں تو پھر باقی چھپانے کے لئے کیا بچ جائے گا اس لئے کانوں کی کھڑکیاں اور آنکھوں کے روشندان کھول لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرسلطان کو ملنے والے خط سے لے کر فون آنے تک کی ساری تفصیل بتا دی اور سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم کے چہروں پر بے اختیار سنسنی سی پھیلتی چلی گئی۔

" بہتر گھنٹوں میں سے کتنا وقت گزر چکا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

" ہمارا طیارہ دوپہر دو بجے فان لینڈ پہنچے گا اور کل صبح نو بجے تک کا وقت ہے ہمارے پاس"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہت وقت ہے۔ میں اس ماسٹر گروپ کا وہ حشر کروں گا کہ

زمانہ یاد رکھے گا"...... تنویر نے کہا۔

" عمران صاحب۔ اساگو سے سنائی تک کا فاصلہ کتنا ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

" بذریعہ کار چار گھنٹوں کا سفر ہے۔ بس میں ظاہر ہے زیادہ لگے گا اور ٹرین کے بارے میں علم نہیں ہے کہ کب روانہ ہو گی اور ٹرین کا رابطہ ہے بھی ہی یا نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

" کیا ہم وہاں سے طیارے پر نہیں جا سکتے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایئر پورٹ پر انہوں نے صبح نو بجے تک کے انتظامات کر رکھے ہوں"...... عمران نے کہا اور سب نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" یہ تو وقت اور بھی کم ہو گیا ہے"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب اس بار چیف نے پوری ٹیم بھجوائی ہے تو لازماً کوئی پلان بھی بنایا گیا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ چیف ہر قیمت پر سرداور کی زندہ سلامت واپسی چاہتا ہے اور یہ غنڈے اور بدمعاش مزید وقت نہیں دیں گے اور ہمیں ابھی یہ بھی علم نہیں ہے کہ سرداور کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔ ہمارے پاس صرف ایک ٹپ ہے کہ کارڈن ہوٹل میں ماسٹر گروپ کا چیف ماسٹر کارڈن ہوتا ہے اور بس۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماسٹر کارڈن وہاں موجود نہ ہو یا ملک سے ہی باہر ہو اس لئے چیف

نے کہا ہے کہ اس بار پوری ٹیم وہاں پہنچتے ہی حرکت میں آ جائے گی۔ تنویر کا ڈائریکٹ ایکشن استعمال ہو گا۔ کسی کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے اور ہر قیمت پر سرداور کو زندہ سلامت برآمد کیا جائے اس لئے میرے خیال کے مطابق ہم دو گروپوں میں کام کریں گے۔ ایک گروپ ان غنڈوں اور بدمعاشوں سے نمٹے گا جبکہ دوسرا سرداور کی برآمدگی کے سلسلے میں کام کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن جب تک ان کے بارے میں معلوم نہیں ہو گا کام کیسے ہو گا۔ پھر سارا وقت تو لڑنے بھڑنے میں لگ جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے اپنے طور پر ماسٹر کارڈن کے لئے ایک ٹپ لی ہوئی ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ اس سے فون پر کچھ اگلوا لوں ورنہ بہرحال وہاں پہنچ کر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرح وقت ضائع ہو گا۔ ہمیں بس کارڈن ہوٹل پر ریڈ کرنا ہے اور وہاں سے اس ماسٹر کارڈن کو پکڑ کر اس سے سب کچھ اگلوانا ہو گا"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن وہاں بہرحال ہم غنڈوں اور بدمعاشوں میں الجھ جائیں گے اور پھر سرداور تک پہنچنے کا وقت بھی نہیں رہے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک گروپ باہر رہے۔ اس گروپ کو ٹرانسمیٹر پر

اطلاعات مہیا کر دی جائیں گی"...... تنویر نے کہا۔

"ابھی تو ہم نے وہاں جا کر کاریں حاصل کرنی ہیں۔ رہائش گاہ حاصل کرنی ہے اور سرداور کی برآمدگی کے بعد انہیں کسی محفوظ مقام پر پہنچانا ضروری ہے۔ یہ سارے کام بس اسی محدود وقت میں ہی ہونے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سرداور کو تو آپ پاکیشیائی سفارت خانے پہنچا دیں اور ایک گروپ وہاں سفارت خانے کی حفاظت کرے گا"...... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب آپ سیدھے سنائی پہنچیں۔ اسا گو جا کر وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں ایک ایسا راستہ ہے جہاں سے ہم خاموشی سے باہر نکل جائیں گے۔ مجھے یہ راستہ معلوم ہے"...... اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نہیں۔ یہ طیارہ پاکیشیا سے چارٹرڈ ہوا ہے اس لئے اس کی اطلاع بہرحال انہیں مل جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سب راستوں پر گھیراؤ کر رکھا ہو"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے کیونکہ یہ بات ممکن ہو سکتی تھی۔

"اگر ایسا ہوا بھی سہی تو ہم ان سے نمٹ سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ہم الجھ جائیں گے اور ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے۔ ہم نے بہرحال اسلحہ وہاں سے ہی حاصل کرنا ہے"...... عمران نے

جواب دیا اور سب خاموش ہو گئے۔ ظاہر ہے بغیر اسلحہ کے وہ مسلح افراد اور ایسے افراد جن کے بارے میں وہ جانتے ہی نہیں کچھ نہیں کر سکتے تھے اس لئے وہ خاموش ہو گئے۔

" اوہ۔ ایک منٹ۔ مجھے ایک خیال آ گیا ہے۔ شاید بات بن جائے۔ صفدر جا کر سیکنڈ پائلٹ کو بلا لاؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور تیزی سے کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو سیکنڈ پائلٹ اس کے پیچھے تھا۔

" آپ کا نام کیا ہے"...... عمران نے اسے اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے کہا۔ جولیا اٹھ کر دوسری سیٹ پر چلی گئی تھی۔

" میرا نام راشیل ہے جناب"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ سنائی ایئرپورٹ پر تو جاتے رہتے ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ بے شمار مرتبہ جانا ہوا ہے"۔ راشیل نے جواب دیا۔

" کیا آپ ہمیں کسی ایسے راستے سے ایئرپورٹ سے باہر بھجوا سکتے ہیں جس کا علم عام لوگوں کو نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو ایسا راستہ موجود ہے لیکن پھر کاغذات کیسے چیک ہوں گے۔ ہمیں بہرحال حکام کو جواب دینا ہو گا"...... راشیل نے کہا۔

" ہم طیارے میں ہی بیٹھے رہیں گے۔ آپ کاغذات چیک کرا

لیں"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس میں کافی دیر لگ جائے گی البتہ اگر آپ"...... راشیل کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

" آپ کھل کر بات کریں"...... عمران نے کہا۔

" جناب اب کیا کہوں۔ اگر میں اور پائلٹ چاہیں تو حکام کو آپ کے کاغذات کی گارنٹی دے سکتے ہیں لیکن ایسی صورت میں ہمیں کیا فائدہ ہو گا"...... راشیل نے آخرکار کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" آپ جو فائدہ چاہیں آپ کو مل سکتا ہے اور پھر ہمارے کاغذات بھی درست ہیں لیکن ہم صرف اپنے دشمنوں سے بچنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن اب تو آپ سنائی کی بجائے اساگو لینڈ کر رہے ہیں"۔ راشیل نے کہا۔

" نہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہم سنائی بھی اتر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" دس ہزار ڈالر اگر آپ دے سکتے ہیں تو آپ کو فوری طور پر اور انتہائی محفوظ طریقے سے باہر پہنچانا میری ذمہ داری ہو گی"۔ راشیل نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک گڈی نکالی اور راشیل کی طرف بڑھا دی۔

" یہ آپ کی ڈیمانڈ سے زیادہ ہیں لیکن کام بے داغ اور فوری طور ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"ایسے ہی ہو گا۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں"...... راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ ہمیں سنائی میں ہی ڈراپ کریں گے"...... عمران نے کہا تو راشیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کاک پٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اب سنو۔ ہم نے ایئرپورٹ سے نکل کر مختلف ٹیکسیوں کے ذریعے سنائی کے نیشنل گارڈن پہنچنا ہے۔ میرے ساتھ صفدر اور تنویر ہوں گے۔ ہم اسلحہ مارکیٹ سے ضروری اسلحہ خریدیں گے پھر یہ دونوں نیشنل گارڈن پہنچیں گے جبکہ میں سرداور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں گا اور اس کے بعد میں وہیں نیشنل گارڈن پہنچ جاؤں گا۔ پھر جیسے حالات ہوں گے ویسے ہی کارروائی کی جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب بہتر یہی ہے کہ ہم پہلے سرداور تک پہنچ جائیں اور پھر انہیں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دینے کے بعد اس ماسٹر گروپ سے ہمارا ٹکراؤ ہو ورنہ یہ لوگ ٹکراؤ ہوتے ہی سرداور کے خلاف انتقامی کارروائی نہ کر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا فیصلہ تو معلومات ملنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے کہ ہم نے وہاں کس قسم کی کارروائی کرنی ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

میکائی اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"انتھونی بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ کیا رپورٹ ہے انتھونی"...... میکائی نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے ایک ہاک جیٹ طیارہ سنائی پہنچا ہے لیکن اس کے مسافر اچانک غائب ہو گئے ہیں اور بارگو سیکشن کے آدمی انہیں باوجود کوشش کے تلاش نہیں کر سکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے افراد تھے"...... میکائی نے پوچھا۔

" رپورٹ کے مطابق دو عورتیں اور آٹھ مرد طیارے میں سوار تھے"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اتنے افراد کیسے غائب ہو سکتے ہیں"...... میکائی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ لوگ لانگ لاؤنج تک تو آئے ہیں اس کے بعد اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ نجانے کس راستے سے نکل گئے ہیں"...... انتھونی نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے اطلاع مل چکی تھی کہ ایئر پورٹ پر ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ بہرحال اب یہ لامحالہ کارڈن ہوٹل پہنچیں گے۔ ٹھیک ہے۔ تم واپس چلے جاؤ اب تمہارا وہاں کوئی کام نہیں رہا"...... میکائی نے کہا۔

" یس باس۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو میکائی نے رسیور رکھ دیا اور پھر جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکالا اور اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" رابرٹ تم کہاں موجود ہو اس وقت"...... میکائی نے پوچھا۔

" کارڈن ہوٹل کے برآمدے میں باس"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ماسٹر کارڈن کہاں ہے"...... میکائی نے پوچھا۔

" وہ اپنے آفس میں ہے باس"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

" سنو۔ پاکیشیائی ایجنٹ ایئر پورٹ پر بارگو سیکشن کے آدمیوں کو چکمہ دے کر غائب ہو گئے ہیں اور لامحالہ اب وہ کارڈن ہوٹل پہنچیں گے۔ تم نے مداخلت نہیں کرنی لیکن ان کی نگرانی ہوتی رہنی چاہئے"۔ میکائی نے کہا۔

" یس باس۔ لیکن اصل مسئلہ تو ان کی شناخت کا ہے"۔ رابرٹ نے کہا۔

" ان کی تعداد کا علم ہوا ہے۔ دو عورتیں اور آٹھ مرد ہیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم ماسٹر کارڈن کی نگرانی کر سکتے ہو"...... میکائی نے کہا۔

" کس قسم کی نگرانی باس۔ اس کے آفس میں تو بہرحال میں نہیں جا سکتا"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مطلب ہے کہ اگر اسے اغوا کیا جائے یا اس کے آفس میں کچھ لوگ پہنچ جائیں تو کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ کیا نتیجہ نکلا ہے"۔ میکائی نے کہا۔

" یس باس۔ یہ تو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ میرے یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو یہ سب کچھ بتا سکتے ہیں"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تم یہی کام کرو۔ لیکن تم نے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی"...... میکائی نے کہا۔

"یس باس۔ ایسا ہی کیا جائے گا۔ لیکن پھر میں خود ہی آپ کو رپورٹ دوں گا۔ آپ مجھے ٹرانسمیٹر پر کال نہیں کریں گے کیونکہ نگرانی کرتے ہوئے میں آپ کی کال اٹنڈ نہیں کر سکوں گا"۔ رابرٹ نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ مجھے رپورٹ دے دینا"...... میکائی نے کہا اور پھر فون پیس آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں رکھ لیا لیکن اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو میکائی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

"راجر تم۔ کیسے کال کی ہے"...... میکائی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ کیسے۔ کہاں ہیں یہ لوگ"...... میکائی نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ یہ نیشنل گارڈن میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے راجر نے کہا۔

"کتنی تعداد ہے ان کی۔ تم نے کیسے پہچانا ہے کہ یہ پاکیشیائی

ایجنٹ ہیں"...... میکائی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نیشنل گارڈن کے قریب کارڈن ہوٹل کی نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے وہاں چند مقامی افراد کو دیکھا۔ وہ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر آئے اور آپس میں مخصوص انداز کے اشارے کر کے انہوں نے ایک دوسرے کو شناخت کیا۔ اس کے بعد وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ وہ تعداد میں سات ہیں۔ دو عورتیں اور پانچ مرد اور باس ان کے قدوقامت اور چلنے کے مخصوص انداز سے ہی صاف پتہ چل جاتا ہے کہ ان کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"...... راجر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تین مرد وہاں نہیں پہنچے کیونکہ جس چارٹرڈ طیارے سے یہ سنائی پہنچے ہیں اس میں موجود افراد کی تعداد دس تھی۔ دو عورتیں اور آٹھ مرد۔ بہرحال تم نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کرنی کیونکہ ان کے نیشنل گارڈن میں اکٹھے ہونے کا مطلب ہے کہ یہ کارڈن ہوٹل پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں رابرٹ موجود ہے اور میں نے اسے بھی الرٹ کر دیا ہے۔ وہ مجھے رپورٹ دے گا لیکن تم نے نگرانی کرتے رہنا ہے"...... میکائی نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے فوری رپورٹ دینا"...... میکائی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کاش یہ لوگ فائل بھجوا دیتے۔ اب انہوں نے بہرحال مارے تو جانا ہی ہے۔ ماسٹر گروپ کا تو پورے سنائی میں جال پھیلا ہوا ہے۔

یہ کس کس سے لڑیں گے"...... میکائی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"پیکسی کلب"...... رسیور اٹھاتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کارٹو سے بات کراؤ میں میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کارٹو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"میکائی بول رہا ہوں کارٹو"...... میکائی نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ کیا بات ہے۔ کوئی خاص کام ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمد کے بارے میں اطلاع اوپر پہنچا دی تھی یا نہیں"...... میکائی نے کہا۔

"پہنچا دی تھی۔ کیوں"...... کارٹو نے چونک کر پوچھا۔

"بارگو سیکشن نے آنے والوں کے خاتمے کے لئے ایئرپورٹ پر پلاننگ کر رکھی تھی لیکن وہ انہیں چکمہ دے کر غائب ہو گئے ہیں اور مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق وہ لوگ کارڈن ہوٹل پر ریڈ

کرنے والے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ یہ اطلاع بھی اوپر پہنچا دو"۔ میکائی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ اطلاع ماسٹر کارڈن کو دینا ہو گی لیکن وہ تمہارے بارے میں پوچھے گا تو پھر کیا بتاؤں اسے"...... کارٹو نے کہا۔

"کیا تم میری بات براہ راست اس سے کرا سکتے ہو"...... میکائی نے کہا۔

"تم کیا بات کرو گے"...... کارٹو نے کہا۔

"میں اس سے تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جس انداز میں ان لوگوں نے ایئرپورٹ پر اس کے آدمیوں کو چکمہ دیا ہے مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ کارڈن ہوٹل میں کوئی گل نہ کھلا دیں"۔ میکائی نے کہا۔

"لیکن ماسٹر کارڈن تم سے پوچھے گا کہ تم اس معاملے میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو تو کیا بتاؤ گے اسے"...... کارٹو نے جواب دیا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ مجھے واقعی اس انداز میں سامنے نہیں آنا چاہئے۔ اوکے تم خود ہی کسی بھی انداز میں اسے بتا دو"...... میکائی نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کارٹو نے کہا تو میکائی نے رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بے چینی سی محسوس کر رہا ہے اور اس کی یہ بے چینی واقعی درست تھی کیونکہ وہ دراصل اس معرکے میں خود حصہ لینا چاہتا تھا

لیکن وہ مجبوری کی وجہ سے نہ اس میں حصہ لے سکتا تھا اور نہ ہی سامنے آسکتا تھا۔

" مجھے بہرحال خود وہاں جا کر دیکھنا چاہیئے کہ یہ لوگ کس طرح ختم ہوتے ہیں"...... آخر کار میکائی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے کارڈن ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کارڈن ہوٹل کے سامنے پہنچ کر اس کا بے اختیار منہ بن گیا کیونکہ یہاں کسی قسم کی کوئی ہنگامہ آرائی سرے سے ہوئی ہی نہ تھی۔ لوگ اطمینان سے ہوٹل میں بھی جا رہے تھے اور آ بھی رہے تھے۔ میکائی نے کار پارکنگ میں لے جا کر روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال میں وہی ہنگامہ اور شور تھا جس کی وجہ سے کارڈن ہوٹل پورے سنائی میں مشہور تھا اور میکائی قدم بڑھتا ہوا ایک کونے میں موجود خالی کرسی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں کافی دیر گزارے گا تا کہ اگر کچھ ہو بھی سہی تو بہرحال اس کے سامنے ہو۔

ماسٹر کارڈن آفس کے پیچھے بنے ہوئے اپنے مخصوص کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر کارڈن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... ماسٹر کارڈن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" بارگو بول رہا ہوں ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" اوہ ہاں۔ کیا ہوا۔ مارے گئے وہ پاکیشیائی ایجنٹ"...... ماسٹر کارڈن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" وہ غائب ہو گئے ہیں ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ماسٹر کارڈن بے اختیار اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ غائب ہو گئے۔ کیا مطلب ہوا تمہاری اس

بات کا"...... ماسٹر کارڈن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" میرے سیکشن کے آدمی ان کے استقبال کے لئے پبلک لاؤنج میں موجود تھے اور انہیں اطلاع مل چکی تھی کہ پاکیشیا سے براہ راست ایک چارٹرڈ فلائٹ سنائی پہنچ رہی ہے جس میں دو عورتیں اور آٹھ مرد سوار ہیں اور ظاہر ہے یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے ۔چنانچہ میرا سیکشن ان کے خاتمہ کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ پھر وہ فلائٹ پہنچ گئی لیکن جب کافی دیر تک یہ لوگ پبلک لاؤنج میں نہ پہنچے تو میرے سیکشن کے آدمیوں نے ان کے بارے میں ہر طرف سے معلومات حاصل کیں لیکن کہیں سے بھی ان کا سراغ نہ مل سکا"۔ بارگو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کتنے آدمی تعینات تھے وہاں"...... ماسٹر کارڈن نے غرانے والے لہجے میں کہا۔

" بارہ افراد"...... بارگو نے جواب دیا۔

" ان کا انچارج کون تھا"...... ماسٹر کارڈن نے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

" جیمز ماسٹر"...... بارگو نے جواب دیا۔

" تو جیمز اور اس کے آدمیوں کو فوری طور پر گولیوں سے اڑا دو اور ان کی لاشیں سڑکوں پر ڈلوا کر ان پر ناکامی کے مخصوص کارڈ لگوا دو"...... ماسٹر کارڈن نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔

" حکم کی تعمیل ہو گی ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اور تمہیں بھی لاسٹ وارننگ ہے بارگو۔آئندہ اگر تم نے مجھے دوبارہ ایسی کوئی خبر سنائی تو پھر تمہارا حشر بھی انتہائی عبرتناک ہو گا"...... ماسٹر کارڈن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" نانسنس ۔ کام کرنا ہی نہیں آتا۔ اتنے سارے آدمی ایئرپورٹ پر غائب ہو گئے ۔ نانسنس"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" اب کیا ہوا ہے"...... ماسٹر کارڈن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... ماسٹر کارڈن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" کارٹو کی کال ہے ماسٹر۔ وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کارٹو ۔اوہ ۔کراؤ بات"...... ماسٹر کارڈن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کارٹو بول رہا ہوں ماسٹر"...... چند لمحوں بعد ایک دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔

" کیا بات ہے کارٹو۔ کیوں کال کی ہے"...... ماسٹر کارڈن نے قدرے نرم لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کارٹو کے تعلقات سپر ماسٹرز کے ساتھ بھی ہیں۔

" مجھے گرانڈ ماسٹر نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ تمہارے خلاف

کام کرنے سنائی آ رہے ہیں اور میں اس بارے میں اپنے ذرائع استعمال کروں اور اگر کوئی پرابلم پیدا ہو تو تمہیں بتا دوں"۔ دوسری طرف سے کارٹو نے کہا۔

"پرابلم کیا پیدا ہونا ہے۔ ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ ہو جائے گا"۔ ماسٹر کارڈن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بارگو سیکشن کو تم نے ان کے خاتمے کے لئے ایئرپورٹ پر تعینات کیا تھا لیکن وہ لوگ ایئرپورٹ سے غائب ہو گئے ہیں۔ کیا تمہیں رپورٹ مل چکی ہے"...... کارٹو نے کہا۔

"ہاں اور میں نے ان آدمیوں کے لئے ڈیتھ کال دے دی ہے جو ایئرپورٹ پر گئے تھے"...... ماسٹر کارڈن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اب یہ بات بھی سن لو کہ یہ ایجنٹ کارڈن ہوٹل میں ریڈ کرنے والے ہیں۔ وہ تم سے اپنے سائنس دان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... کارڈن نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا بکواس ہے۔ کیا تم مجھے نہیں جانتے جو یہ بات کر رہے ہو۔ اگر تمہاری بجائے کسی اور نے یہ بات کی ہوتی تو وہ دوسرا سانس نہ لے سکتا تھا۔ ماسٹر کارڈن بچہ ہے کہ سڑک پر کھڑا انہیں مل جائے نانسنس۔ خبردار آئندہ تم نے یہ بات کی"۔ ماسٹر کارڈنے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بہرحال میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے کیونکہ مجھے گرانڈ ماسٹر کی

طرف سے یہی ہدایت دی گئی تھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر کارڈن نے ہاتھ بڑھا کر دو تین بار کریڈل دبایا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ہوگر سے بات کراؤ"...... ماسٹر کارڈن نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہوگر بول رہا ہوں ماسٹر"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"ہوگر ہمارے ہوٹل کے گرد اپنے خصوصی افراد تعینات کر دو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہوٹل کارڈن پر ریڈ کرنے والے ہیں اور سنو اگر کوئی مشکوک آدمی ہو تو اسے بغیر پوچھے گولی سے اڑا دو"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"یس ماسٹر۔ لیکن کیا یہ حکم صرف پاکیشیائی ایجنٹوں تک ہے یا مقامی ایجنٹ بھی اس حکم میں شامل ہیں"...... ہوگر نے کہا۔

"مقامی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ ماسٹر کارڈن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"باس۔ سرکاری کاراکاز ایجنٹ میکائی اس وقت ہوٹل کے ہال میں موجود ہے۔ میں اس کے بارے میں پوچھ رہا تھا"...... ہوگر نے

جواب دیا۔

" کیا وہ مشکوک حرکتیں کر رہا ہے"....... ماسٹر کارڈن نے چونک کر پوچھا۔

" مشکوک تو نہیں باس لیکن اس کا بار بار مین گیٹ کی طرف دیکھنا بتا رہا ہے کہ اسے کسی کا انتظار ہے"...... بہوگر نے جواب دیا۔

" اسے میرے سپیشل آفس بھجوا دو۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں"....... ماسٹر کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے خصوصی آفس کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ آفس میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور بہوگر کے ساتھ میکائی اندر داخل ہوا۔

" بیٹھو میکائی اور بہوگر تم جاؤ اور جو حکم میں نے دیا ہے اس کی تعمیل کرو"....... ماسٹر کارڈن نے کہا اور بہوگر سر ہلاتا اور واپس چلا گیا جبکہ میکائی میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میکائی میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں اور تم بھی مجھے جانتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ تم اس مشکوک انداز میں کیوں ہوٹل میں آئے ہو"۔ ماسٹر کارڈن نے بہوگر کے جانے کے بعد میکائی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مشکوک انداز سے تمہارا کیا مطلب ہے ماسٹر کارڈن۔ میں سمجھا نہیں"....... میکائی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ چند پاکیشیائی ایجنٹ ہوٹل پر ریڈ کرنے

والے ہیں اور اس دوران تم آ کر ہال میں بیٹھے اور تم نے اس انداز میں بار بار مین گیٹ کی طرف دیکھا جیسے تمہیں کسی کا انتظار ہو"۔ ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" تو تمہیں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں اطلاع مل چکی ہے۔ ٹھیک ہے میں بھی یہی چاہتا تھا اور انہی کی وجہ سے یہاں آیا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اور تمہارے آدمی گو بہت تیز، فعال اور اچھی کارکردگی کے حامل ہیں لیکن اس کے باوجود آنے والے تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اور میں چاہتا تھا کہ اگر میں تمہاری مدد کر سکوں تو خاموشی سے کروں کیونکہ تم بہرحال فان لینڈ کے آدمی ہو جبکہ وہ غیر ملکی ہیں"....... میکائی نے کہا۔

" تمہیں ان کے بارے میں کیسے اطلاع ملی"....... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق سرکاری ایجنسی سے ہے اس لئے یہ سوال پوچھنا ہی بے کار ہے"....... میکائی نے کہا۔

" پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کیوں یہاں آئے ہیں"....... ماسٹر کارڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ ہمیں تو صرف یہی اطلاع ملی ہے کہ چند پاکیشیائی ایجنٹ ماسٹر گروپ کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں جس پر ہم بے حد حیران ہوئے کیونکہ کسی سرکاری ایجنسی کا کسی غیر سرکاری گروپ کے خلاف کام کرنا نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ چنانچہ ہمارے

چیف نے مجھے حکم دیا کہ میں معلوم کروں کہ یہ لوگ ماسٹر گروپ کے خلاف کیا مشن لے کر آرہے ہیں۔ میں اسی سلسلے میں یہاں آیا تھا۔ اب تم نے خود بات کر دی ہے تو بہتر ہے کہ تم خود بتا دو"۔ میکائی نے کہا۔

"مجھے تو خود معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ کیا چاہتے ہیں۔ میں تو تم سے پوچھنا چاہتا تھا"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"تو پھر انہیں ہلاک کرنے کی بجائے انہیں پکڑ لو پھر سب کچھ سامنے آجائے گا"...... میکائی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ہمارے اصولوں کے خلاف ہے۔ ہم پہلے گولی مارتے ہیں پھر پوچھتے ہیں اس لئے انہیں مرنا پڑے گا اور تم جا سکتے ہو لیکن تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم ہوٹل میں نہ رہو"۔ ماسٹر کارڈن نے کہا اور میکائی اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو بہرحال میں تم سے یا تمہارے کسی آدمی سے کوئی بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتا"...... میکائی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یہی سمجھ داری کی بات ہے"...... اس بار ماسٹر کارڈن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میکائی سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر آفس سے باہر نکل گیا۔

عمران نے خالی ٹیکسی روکی اور پھر اس میں بیٹھ کر اس نے اسے ٹی ایم چوک پر چلنے کا کہہ دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ عمران اس وقت ٹیکسی میں اکیلا تھا کیونکہ صفدر اور تنویر کو ملحہ مارکیٹ سے ہی اس نے علیحدہ ٹیکسی میں بٹھا کر نیشنل گارڈن بھجوا دیا تھا اور ان کے جانے کے بعد وہ اس ٹیکسی میں بیٹھ کر ٹی ایم چوک جا رہا تھا۔ وہ مقامی میک اپ میں تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک کافی کشادہ چوک کی سائیڈ میں رک گئی۔

"آگے کہاں جانا ہے جناب"...... ٹیکسی ڈرائیور نے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے عمران سے پوچھا۔

"بس یہیں میں نے اترنا ہے"...... عمران نے کہا اور ٹیکسی سے اتر آیا۔ اس نے میٹر دیکھا اور پھر میٹر کے مطابق کرایہ اور بھاری ٹپ دے کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو فارغ کر دیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا

ایک طرف لگے ہوئے پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں سرکاری طور پر کارڈ سسٹم فون بوتھ تھے اور عمران نے اسلحہ مارکیٹ سے ہی دو کارڈ خرید کر جیب میں ڈال لئے تھے۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر عمران نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ انکوائری کے لئے کارڈ ڈالنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

" یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" سانکا کلب کے نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے رسیور ہک پر رکھا اور پھر جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے اسے مخصوص خانے میں ڈال کر پریس کیا تو فون پیس پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

" سانکا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد ٹھہرا ہوا اور مہذب تھا۔

" مائیکل سے بات کراؤ۔ میں پرنس چارمنگ بول رہا ہوں"۔ عمران نے مقامی لہجے میں کہا۔

" پرنس چارمنگ۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" مائیکل جانتا ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی زبان کھجلائی تو ضرور تھی لیکن وقت اور حالات کی نزاکت کے

پیش نظر عمران نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھا ہوا تھا۔

" ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" پرنس چارمنگ بول رہا ہوں مائیکل"...... عمران نے کہا۔

" پرنس چارمنگ۔ کون پرنس چارمنگ"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ مگر"...... مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" پرنس آف ڈھمپ تو یاد ہو گا تمہیں"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں۔ اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہیں۔ کیا پاکیشیا سے"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" نہیں۔ سنائی سے ہی بول رہا ہوں اور تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں لیکن اس طرح کہ کسی کو علم نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ آپ اس وقت کہاں ہیں"...... اس بار مائیکل کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

" ٹی ایم چوک پر"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو آپ کلب کی عقبی طرف آجائیں۔ وہاں گلی کے کنارے پر میرا آدمی موجود ہو گا۔ اس کے سر پر سفید رنگ کا ہیٹ ہو گا جس پر سرخ رنگ کا پر لگا ہو گا۔ اسے آپ پرنس چارمنگ کا نام بتائیں گے تو وہ آپ کو مجھ تک پہنچا دے گا اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے"...... عمران نے کہا اور رسیور ہک میں رکھ کر اس نے کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر فون بوتھ سے باہر آکر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اسی طرف کو بڑھ گیا جہاں سانکا کلب تھا۔ عمران چونکہ ایک بار پہلے بھی یہاں آ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے بارے میں کافی علم تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے سامنے سے گزر کر اس کی سائیڈ سے ہوتا ہوا عقبی طرف کونے میں گیا۔ وہاں عقبی گلی کے کنارے پر واقعی ایک آدمی موجود تھا جس کے سفید ہیٹ پر سرخ پر لگا ہوا تھا۔

"پرنس چارمنگ"...... عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ آئیے جناب۔ باس آپ کے منتظر ہیں"...... اس آدمی نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر گلی کے آخری کنارے پر پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈ میں ہو گئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آنے لگیں۔

"آئیے جناب"...... اس آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے اندر داخل ہونے پر اس نے ایک بار پھر دیوار کی جڑ

میں پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ پھر کافی سیڑھیاں اتر کر وہ ایک راہداری میں داخل ہوئے اور پھر اس راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا۔

"اندر چلے جائیں۔ باس آپ کے منتظر ہیں"...... اس آدمی نے دروازے کے قریب رکتے ہوئے کہا تو عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا اور اسے آفس کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کوئی کامیاب بزنس مین لگتا تھا۔

"تمہاری صحت تو پہلے سے بھی زیادہ شاندار ہو گئی ہے۔ کیا کھاتے رہتے ہو"...... عمران نے اندر داخل ہو کر اپنی اصل آواز میں کہا تو وہ ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ بات تو آپ بتائیں گے پرنس کیونکہ آپ کی صحت ویسی کی ویسی ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

"میں تو کچھ کھاتا ہی نہیں"...... عمران نے جواب دیا تو مائیکل بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلیں۔ کھانا بند ہو گا پینا پلانا تو بہرحال چلتا ہی ہو گا اس لئے یہ بتائیں کہ کیا پیئیں گے"...... مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ

اب دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" نہیں۔ میں جس کام سے یہاں آیا ہوں اس میں میرے پاس وقت انتہائی کم ہے اور ایک انتہائی اہم آدمی کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے "...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مائیکل کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

" کیا مسئلہ ہے۔ مجھے بتائیں۔ اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو مجھے خوشی ہوگی "...... مائیکل نے کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا کوئی تعلق ماسٹر گروپ سے ہے یا نہیں "۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں انتہائی صاف ستھرا کام کرتا ہوں اس لئے غنڈوں اور بدمعاشوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا "...... مائیکل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" ماسٹر گروپ کے ماسٹر کارڈن کے بارے میں تو جانتے ہو گے تم "...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ جانتا تو بہت کچھ ہوں۔ آپ مجھے اپنا مسئلہ بتائیں "۔ مائیکل نے کہا۔

" میں تمہیں مختصر طور پر بتاتا ہوں "...... عمرن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرداور کے اغوا اور ماسٹر گروپ کی طرف سے بلیک میلنگ کے بارے میں بتا دیا۔

" اوہ۔ یہ کام ماسٹر کارڈن کا نہیں بلکہ سپر ماسٹرز کا ہے پرنس "۔

مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے لیکن میرے لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ سرداور کی زندہ سلامت بازیابی کا ہے اور ان لوگوں نے صبح نو بجے کا وقت دیا ہوا ہے جبکہ انہیں ہماری یہاں آمد کے بارے میں بھی علم ہو چکا ہے "...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو یہ لوگ صبح نو بجے تک بھی انتظار نہیں کریں گے کیونکہ یہ بات انہیں معلوم ہو گئی ہو گی کہ آپ کے آنے کے بعد اب فائل نہیں آئی "...... مائیکل نے کہا۔

" اس کا انتظام کر کے میں آیا ہوں۔ سیکرٹری وزارت خارجہ نے ٹیلی گرام بھجوا دیا ہو گا کہ فائل پہنچ رہی ہے "...... عمران نے کہا۔

" تو اب آپ کیا چاہتے ہیں "...... مائیکل نے کہا۔

" میں اس ماسٹر گروپ سے الجھنے سے پہلے سرداور کو بازیاب کرانا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ان معاملات میں بے حد باخبر رہتے ہو۔ میں نے پاکیشیا سے تمہیں اس لئے کال نہیں کی تھی کہ فارن کال چیک ہو سکتی ہے اس لئے میں خود آیا ہوں۔ تم مجھے صرف اتنا معلوم کر کے بتا دو کہ سرداور کو کہاں رکھا گیا ہے اور بس "۔ عمران نے کہا۔

" مجھے معلوم کرنا ہو گا "...... مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گر گوری سے بات کراؤ"...... نمبر پریس کر کے مائیکل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اگر فون میں لاؤڈر ہے تو وہ بھی پریس کر دینا"...... عمران نے کہا تو مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی کی آواز سنائی دی تو مائیکل نے رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"گر گوری بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں گر گوری"...... مائیکل نے کہا۔

"ہاں۔ بتاؤ کیا مسئلہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بھاری رقم کمانا چاہتے ہو"...... مائیکل نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ گر گوری اور رقم نہ کمائے"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"ماسٹر گروپ نے ایک پاکیشیائی سائنس دان کو اغوا کیا ہے۔ صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔ معاوضہ جو تم ا کہو گے وہی ملے گا لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں"...... مائیکل نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر لوں گا"...... گر گوری نے کہا تو مائیکل نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مل جائیں گے"...... مائیکل نے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر سن لو کہ پاکیشیائی سائنس دان سپر ایکس میں موجود ہے۔ اسے بے ہوش کر کے رکھا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہی سپر ایکس جس کا انچارج جیکب ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"ہاں۔ وہی۔ لیکن یہ بتا دوں کہ وہاں ریڈ الرٹ ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہوتا رہے۔ میں نے تو صرف معلومات پاس آن کرنی ہیں"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر رقم کب پہنچا رہے ہو"...... گر گوری نے کہا۔

"پہنچ جائے گی۔ جب میں نے کہہ دیا ہے تو پھر تمہیں پوچھنا ہی نہیں چاہئے"...... مائیکل نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مائیکل نے رسیور رکھ دیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک بھاری گڈی نکالی اور مائیکل کے سامنے رکھ دی۔ مائیکل نے بغیر کچھ کہے گڈی اٹھائی اور اسے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

"کیا گر گوری کی معلومات حتمی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے آدمی ہر جگہ موجود رہتے ہیں اور سنائی میں اڑنے والا پرندہ بھی اس کی نظروں سے چھپا نہیں رہتا لیکن یہ صرف خاص خاص لوگوں کو ڈیل کرتا ہے اس لئے ماسٹر گروپ کو تو شاید اس کا

علم ہی نہ ہو"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"اب بتاؤ کہ یہ سپر ایکس کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا آپ نے سنائی کا ہر علاقہ دیکھا ہوا ہے یا میں نقشہ لے آؤں"...... مائیکل نے کہا۔

"اب معلوم نہیں تم کس علاقے کی بات کرو گے"...... عمران نے کہا۔

"فائن سپرنگ علاقہ دیکھا ہوا ہے آپ نے"...... مائیکل نے کہا۔

"ہاں۔ دیکھا ہوا ہے جس میں زیادہ کیسینو ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ فائن سپرنگ میں ایک کیسینو ہے لابیلی۔ اس کے نیچے تہہ خانوں میں ماسٹر گروپ کا باقاعدہ خفیہ اڈا ہے جسے سپر ایکس کہا جاتا ہے۔ سائنس دان وہاں موجود ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"اس کا راستہ کہاں سے جاتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"راستہ عقبی طرف سے ہے لیکن اندر سے کھلتا ہے۔ باہر سے نہیں کھولا جا سکتا"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"لیکن ان سے رابطہ کیسے ہوتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ میں صرف ایک بار وہاں گیا تھا۔ اس وقت جب ہم کیسینو کے عقبی طرف پہنچے تو دیوار کے درمیان خودبخود راستہ نمودار ہو گیا اور ہم اندر راہداری میں گئے۔ یہ راہداری

ایک بڑے ہال میں جا کر ختم ہوتی ہے اور پھر اس ہال سے راستے ادھر ادھر جاتے ہیں۔ پورا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے انہوں نے اور جیکب اس کا انچارج ہے"...... مائیکل نے کہا۔

"وہاں کتنے افراد ہوں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"کم از کم چالیس پچاس تو ہوں گے۔ دراصل ماسٹر گروپ کا خاص گروپ اس جیکب کا ہی گروپ ہے۔ جب کوئی ایسا کام انہوں نے کرنا ہو جس میں بے پناہ قتل و غارت ہونی ہو تو پھر ماسٹر کارڈن، جیکب اور اس کے گروپ کو ہی حرکت میں لاتا ہے اور یہ سارا گروپ اس اڈے میں رہتا ہے اس لئے اسے سپر ایکس کہا جاتا ہے یعنی سپر ایکشن گروپ"...... مائیکل نے کہا۔

"کیا تمہیں اس جیکب کا فون نمبر معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں سوائے ماسٹر کارڈن کے اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"کیا گریگوری کو بھی نہیں معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"اسے تو ضرور ہو گا لیکن وہ پھر بھاری رقم کی ڈیمانڈ کرے گا"...... مائیکل نے کہا۔

"رقم کی پرواہ مت کرو۔ سرداور کی زندگی ہمیں رقم سے زیادہ عزیز ہے"...... عمران نے کہا تو مائیکل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے یک بار پھر رسیور اٹھایا اور گریگوری سے رابطہ کرانے کا کہہ کر اس

نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو مائیکل نے رسیور اٹھالیا۔

" گریگوری سے بات کریں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو گریگوری۔ میں مائیکل بول رہا ہوں"...... مائیکل نے کہا۔

" یس۔ گریگوری بول رہا ہوں"...... گریگوری کی آواز سنائی دی۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے سے ہی آن تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران کو بھی بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

" گریگوری۔ سپر ایکس کے جیکب کا خصوصی فون نمبر معلوم ہے تمہیں"...... مائیکل نے کہا۔

"ہاں۔ مگر"...... گریگوری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا علیحدہ معاوضہ دیا جائے گا"...... مائیکل نے کہا۔

" صرف پانچ ہزار ڈالر مزید بھجوا دینا"...... گریگوری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا اور مائیکل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ عمران نے جیب سے ایک اور گڈی نکال کر مائیکل کی طرف بڑھا دیا۔

" صرف پانچ ہزار ڈالر۔ اتنی بڑی گڈی نہیں"...... مائیکل نے کہا۔

" ابھی تم رکھ لو بعد میں حساب کر لیں گے لیکن یہ بتاؤ کہ گریگوری نے اس قدر فوراً کیسے نمبر بتا دیا ہے"...... عمران نے کہا تو

مائیکل بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس نے باقاعدہ سپر کمپیوٹر رکھا ہوا ہے"...... مائیکل نے کہا اور عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" کیا تمہیں اس ماسٹر کارڈن کا فون نمبر معلوم ہے یا یہ بھی گریگوری سے ہی پوچھنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو مائیکل بے اختیار ہنس پڑا۔

" نہیں۔ مجھے معلوم ہے"...... مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال کر اس نے اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔

" کیا تمہارے فون سے اس سے بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" کیا بات کرنی ہے آپ نے اس سے"...... مائیکل نے چونک کر کہا۔

" کیا تمہاری اس سے بات چیت ہے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں ایسے لوگوں سے لنک نہیں رکھتا"...... مائیکل نے کہا۔

" میں صرف اس کی آواز سننا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" لیکن بات کیا کرو گے"...... مائیکل نے کہا۔

" کچھ بھی بات ہو سکتی ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے فون پر بات

کروں یا کسی پبلک فون بوتھ سے کروں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔یہیں سے کر لو"...... مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی انتہائی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ پاکیشیا بول رہا ہوں۔کیا ماسٹر کارڈن سے بات ہو سکتی ہے سیکرٹری صاحب کی"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سلطان بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔کیا میرا بھیجا ہوا ٹیلی گرام پہنچ گیا ہے آپ تک یا نہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹیلی گرام۔ کیسا ٹیلی گرام۔ہمارے پاس کوئی ٹیلی گرام نہیں آیا"...... ماسٹر کارڈن نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکومت کی طرف سے آپ کو یہ اطلاع بھیجی گئی ہے کہ آپ بے فکر رہیں آپ کی مطلوبہ فائل آپ کو بھجوائی جا رہی ہے۔یہ فائل آپ کے وقت کے مطابق کل صبح آٹھ بجے تک آپ کو موصول ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے تو ایجنٹ بھیجے ہیں یہاں۔ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے"...... ماسٹر کارڈن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے بھیجے ہیں جو خود مختار ہیں۔ حکومت کو بہرحال سر داور زندہ سلامت چاہئیں اس لئے حکومت کی طرف سے فائل بھیجی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا یہ ایجنٹ حکومت کے نہیں ہیں"...... ماسٹر کارڈن نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایجنٹ سیکرٹ سروس کے چیف کے ماتحت ہیں اور چیف صاحب کو پورے ملک کی قومی اسمبلی نے مکمل طور پر خود مختار بنایا ہوا ہے اس لئے ہم نہ انہیں روک سکتے ہیں اور نہ انہیں کہیں بھجوا سکتے ہیں اور نہ حکومت ان کی موت یا زندگی کی ذمہ دار ہوتی ہے اس لئے آپ ان ایجنٹوں سے جس طرح چاہیں نمٹیں حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ حکومت فائل بھجوا رہی ہے۔آپ سائنس دان کو زندہ بھجوا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔اگر کل صبح نو بجے تک فائل مجھ تک پہنچ گئی تو آپ کا سائنس دان زندہ رہے گا ورنہ نہیں"...... دوسری طرف سے فاخرانہ لہجے میں کہا گیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔فائل آپ تک پہنچ جائے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سپر ایکس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کارڈن فرام دس اینڈ"...... عمران نے اس بار ماسٹر کارڈن کے لہجے اور آواز میں کہا تو سامنے بیٹھا ہوا مائیکل بے اختیار مسکرا دیا۔

"نہیں۔ کون ہو تم۔ ماسٹر کارڈن کی آواز سپر کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ کون بول رہے ہو"...... دوسری طرف سے یکلخت چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہاں انتہائی جدید سائنسی انتظامات بھی ہیں اور سپر وائس کمپیوٹر بھی موجود ہے"...... عمران نے کہا تو مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کال سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال جب میں گیا تھا تب وہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی"...... مائیکل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس لحاظ سے ہی کارروائی کرنی ہو گی"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئی ایم سوری پرنس میں عملی طور پر آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا"...... مائیکل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم نے گریگوری کے ذریعے جو معلومات مہیا کر دی ہیں اس سے بڑی مدد اور کیا ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور

پھر وہ مائیکل سے مصافحہ کر کے تیزی سے مڑا اور آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر وہی سفید ہیٹ والا آدمی موجود تھا اس نے اسے واپس گلی کے کنارے پر پہنچایا اور پھر وہ بھی سلام کر کے واپس مڑ گیا تو عمران نے آگے بڑھ کر ایک خالی ٹیکسی روکی اور پھر اسے پاکیشیائی سفارت خانے چلنے کا کہہ کر ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ پہلے پاکیشیائی سفیر سے مل کر سرداور کی صحیح سلامت یہاں سے پاکیشیا روانگی کا کوئی فول پروف بندوبست کر لینا چاہتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سرسلطان نے یہاں کے سفیر آغا ریاض احمد کو عمران کے بارے میں بریف کر دیا ہو گا۔

میکائی کارڈن ہوٹل سے واپس اپنے آفس پہنچ گیا۔ ماسٹر کارڈن سے ملنے کے بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ماسٹر کارڈن بھی پاکیشیائی ایجنٹوں سے پوری طرح ہوشیار ہے اس لئے اسے اب اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ بہرحال کارڈن ہوٹل میں داخل ہوتے ہی ہلاک کر دیئے جائیں گے اس لئے اسے اب کسی قسم کا کوئی تجسس باقی نہ رہا تھا اور اسے یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ کل صبح نو بجے پاکیشیائی سائنس دان کی لاش بھی پاکیشیائی سفارت خانے کے سامنے پڑی ہوئی مل جائے گی البتہ اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا مشن پہلے سے کہیں زیادہ طویل ہو گیا ہے کیونکہ ظاہر ہے ماسٹر گروپ پھر کسی اہم ترین آدمی کو اغوا کرے گا اور پھر فائل اس تک پہنچے گی جسے اس نے حاصل کرنا ہے۔ چونکہ فوری طور پر اس کے کام کرنے کا کوئی سکوپ نظر نہ آ رہا تھا اس لئے اس کی دلچسپی بھی فوری

طور پر ختم ہو چکی تھی۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا ٹی وی پر اپنی ایک پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی کی آواز بند کی اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ یس کیا رپورٹ ہے"...... میکائی نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ان مشکوک افراد کے دو مرد ساتھی وہاں پہنچے۔ ان کے پاس بڑے بڑے بیگ تھے اور پھر وہ سب نیشنل گارڈن کے ایک کونے میں بیٹھے مشروب پیتے اور باتیں کرتے رہے۔ پھر ویٹر نے انہیں فون پیس لا کر دیا اور فون کال سن کر وہ سب اٹھے اور مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ میں نے ایک ٹیکسی کا اپنی کار میں تعاقب کیا تو یہ ٹیکسی لاسیلو کالونی کے چوک پر پہنچ کر روک دی گئی۔ اس میں سوار دونوں عورتوں نے اس چوک سے ہی ٹیکسی خالی کر دی اور پھر یہ دونوں پیدل چلتی ہوئیں اس کالونی کی ایک کوٹھی جس کا نمبر سکس ون ہے، میں چلی گئیں اور ابھی تک وہیں ہیں۔ ان کے بعد دو ٹیکسیوں میں مزید ان کے ساتھی چوک پر پہنچے اور پھر وہ سب بھی وہاں سے پیدل چلتے ہوئے اس کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ سب سے آخر میں ایک آدمی وہاں پہنچا اور اب وہ سب

اندر موجود ہیں"...... راجر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے کارڈن ہوٹل پر حملہ نہیں کیا۔ ٹھیک ہے۔ تم نگرانی کرتے ہو۔ اگر چاہو تو اپنے ساتھ کسی اور کو بھی کال کر لو"...... میکائی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ احمق لوگ اپنا سائنس دان بھی ہلاک کرا لیں گے اور ماسٹر گروپ کا بھی کچھ نہ بگاڑ سکیں گے"...... میکائی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر اس نے ٹی وی کی آواز کھولی اور پھر فلم دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ایک بار پھر ٹی وی کی آواز بند کی اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی تو میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم کہاں ہو"...... میکائی نے کہا۔

"باس۔ کارڈن ہوٹل پر حملہ نہیں ہوا البتہ یہاں اس حملے سے نمٹنے کے لئے انتہائی سخت ترین انتظامات بھی کر لئے گئے ہیں لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیائی حکومت کا ایک ٹیلی گرام ماسٹر کارڈن کو موصول ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ان کی مطلوبہ فائل صبح آٹھ بجے تک ہر صورت میں ان تک پہنچ جائے گی"...... رابرٹ نے

کہا تو میکائی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم اطلاع ہے لیکن اگر انہوں نے فائل بھیجنی تھی تو پھر انہوں نے ایجنٹ کیوں بھیجے۔ کیا یہ ایشیائی سب ہی احمق ہوتے ہیں"...... میکائی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ذہن میں بھی یہی سوال پیدا ہوا تھا باس۔ چنانچہ میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ پہلے پاکیشیا سے وہاں کے سیکرٹری وزارت خارجہ کا فون ماسٹر کارڈن کو موصول ہوا۔ اس میں بتایا گیا کہ ٹیلی گرام بھیجا گیا ہے۔ ماسٹر کارڈن نے جب پاکیشیائی ایجنٹوں کی بات کی تو اس سیکرٹری نے اسے بتایا کہ سیکرٹ سروس کا چیف وہاں خود مختار ہے اسے یہ خود مختاری وہاں کی اسمبلی نے دی ہوئی ہے اس لئے وہ اپنی مرضی کرتا ہے۔ اس نے اپنی مرضی سے یہ ایجنٹ بھیجے ہیں جبکہ حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ فائل بھجوا کر سائنس دان کو رہا کرایا جائے۔ ان ایجنٹوں کے بارے میں سیکرٹری نے کہا کہ ماسٹر گروپ جانے اور یہ ایجنٹ جانیں انہیں ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ صرف اپنے سائنس دان کو زندہ سلامت واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ٹیلی گرام بھی آ گیا"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم بہرحال ابھی وہیں رہو گے"...... میکائی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ریکی کلب "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میکائی بول رہا ہوں۔ جیف سے بات کراؤ "....... میکائی نے کہا۔

" ہولڈ آن کریں "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ جیف بول رہا ہوں "....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میکائی بول رہا ہوں جیف "....... میکائی نے کہا۔

" کیا ہوا۔ کیا فائل پہنچ رہی ہے "....... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" ہاں۔ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کی طرف سے ماسٹر کارڈن کو ٹیلی گرام کے ذریعے اطلاع دی گئی ہے کہ کل صبح آٹھ بجے تک فائل کوریئر سروس کے ذریعے پہنچ جائے گی "....... میکائی نے کہا۔

" لیکن مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آئے ہیں جو ماسٹر گروپ کے خلاف کام کریں گے اور ماسٹر کارڈن نے کارڈن ہوٹل میں ریڈ الرٹ کر رکھا ہے "....... جیف نے کہا تو میکائی نے رابرٹ سے ملنے والی تفصیل دوہرا دی۔

" اوہ۔ حیرت ہے کہ ملک کے اعلیٰ حکام کی بات وہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف نہیں مانتا۔ یہ عجیب بات ہے "....... جیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ان پسماندہ ایشیائی ملکوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ وہاں ہر آدمی اپنے اقتدار کے لئے لڑتا رہتا ہے "....... میکائی نے کہا۔

" پھر اب فائل حاصل کرنی ہے "....... جیف نے کہا۔

" ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں کال کیا ہے "....... میکائی نے جواب دیا۔

" اوکے۔ کام ہو جائے گا۔ تم رقم تیار رکھو "....... جیف نے کہا۔

" رقم کی فکر مت کرو جیف۔ میں تمہیں طے شدہ رقم سے بھی زیادہ دوں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ ماسٹر گروپ کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ فائل کہاں گئی ہے "....... میکائی نے کہا۔

" یہی تو میرا اصل کام ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ ماسٹر کارڈن کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ جیسے ہی یہ فائل پہنچے وہ اس کے پیکٹ کو سپر ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دے اور اس کام کے لئے جو آدمی مقرر ہے وہ میری نظروں میں رہے گا۔ پھر اس آدمی کو راستے میں ہی گولی مار دی جائے گی اور فائل غائب ہو جائے گی۔ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے گا کہ کس نے ایسا کیا ہے اور فائل کہاں گئی اور تمہارا کام ہو جائے گا "۔ جیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے اسی لئے تو میں نے تمہارے ساتھ معاملہ طے کیا ہے "....... میکائی نے کہا۔

" تم بے فکر رہو۔ سب کام تمہاری مرضی کے مطابق ہو جائے گا "....... جیف نے کہا اور میکائی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب

اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات [illegible]ں تھے۔ اسے مکمل یقین تھا کہ جیف آسانی سے یہ فائل حاصل [illegible] لے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکے گی اور یہی اس [illegible]شن تھا جو اب پورا ہونے کے قریب آگیا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کوٹھی کے اندرونی ہال نما کمرے میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ چوہان اور صدیقی کوٹھی کی دونوں اطراف میں نگرانی پر مامور تھے۔ عمران ان سب کے یہاں پہنچنے کے بعد آیا تھا۔

" تم نے اچانک کارڈن ہوٹل پر ریڈ کرنے کا ارادہ کیوں بدل دیا ہے۔ کیا ویٹر سے معلومات نہیں مل سکیں" ...... جولیا نے کہا۔

" ویٹر والی بات تو میں نے اس لئے کی تھی کہ اگر اور کوئی ذریعہ سامنے نہ آیا۔ لیکن اسلحہ مارکیٹ سے صفدر اور تنویر کو واپس بھیجنے کے بعد میں ایک آدمی کے پاس پہنچا تو وہاں کام بن گیا اور مجھے حتمی طور پر معلوم ہو گیا کہ سرداور کہاں موجود ہے اس لئے اب ویٹر والا مسئلہ تو ویسے ہی ختم ہو گیا" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ عمران صاحب۔ یہ تو بہت بڑی کامیابی ہے ورنہ میرے ذہن

میں مسلسل یہی خدشہ تھا کہ گارڈن ہوٹل پر ریڈ ہوتے ہی کہیں وہ سرداور کے ساتھ کوئی انتقامی کارروائی نہ کر ڈالیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی تھی۔ ہمیں سب سے پہلے سرداور کو زندہ سلامت حاصل کرنا ہے اور نہ صرف حاصل کرنا ہے بلکہ انہیں صحیح سلامت یہاں سے پاکیشیا بھی بھجوانا ہے اس لئے مجھے جب اس بارے میں حتمی معلومات مل گئیں تو میں پاکیشیائی سفارت خانے گیا۔ وہاں پاکیشیائی سفیر کے ذریعے اس کوٹھی کا بندوبست کیا اور کاروں کا بھی کیونکہ اس کے بغیر ہم مشن مکمل نہ کر سکتے تھے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ سرداور کو پہلے پاکیشیائی سفارت خانے پہنچا دیا جائے گا اور پھر وہاں سے مناسب وقت پر انہیں پاکیشیا بھجوایا جائے گا لیکن پاکیشیائی سفیر اس سلسلے میں معمولی سا رسک بھی لینے کے لئے تیار نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک چارٹرڈ طیارہ ایئرپورٹ پر تیار ہو گا اور سرداور کو بھی براہ راست ایئرپورٹ پر لے جایا جائے گا اور پھر اس چارٹرڈ طیارے کے ذریعے انہیں گریٹ لینڈ پہنچا دیا جائے گا۔ سفیر صاحب بھی ساتھ جائیں گے اور پھر گریٹ لینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانے میں انہیں پہنچا دیا جائے گا۔ اس طرح وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ سارے انتظامات کرنے کے بعد میں نے وہیں سے سرسلطان سے فون پر بات کی اور آتے وقت چیف کو بھی کہہ آیا تھا کہ وہ سرسلطان کے ذریعے ٹیلی گرام

بھجوا دیں کہ فائل پہنچ رہی ہے تاکہ اگر انہیں ہمارے بارے میں اطلاع مل جائے تو وہ کہیں یہ سوچ کر سرداور کو ہلاک نہ کر دیں کہ جب ایجنٹ آئے ہیں تو لامحالہ اب فائل نہیں آئے گی اور سرسلطان نے بتایا کہ انہوں نے ٹیلی گرام بھجوا دیا ہے۔ اس سے میں مطمئن ہو گیا اور پھر سفیر صاحب کے ذریعے اس کوٹھی کا بندوبست کر کے میں نے تمہیں نیشنل گارڈن میں اطلاع دی اور تم لوگ یہاں پہنچ گئے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب یہاں بیٹھے کیوں ہو۔ کہاں ہیں سرداور۔ وہاں چلو"...... تنویر نے بے چین ہو کر کہا۔

"سرداور جس جگہ موجود ہیں وہاں انتہائی سخت انتظامات ہیں اس لئے ہمیں پہلے مکمل پلاننگ کرنی ہو گی ورنہ سرداور کی زندگی کو بھی خطرات لاحق ہو سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی چوہان اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے"...... چوہان نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"نگرانی۔ اوہ۔ کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی ہے لیکن وہ اپنے انداز میں خاصا تربیت یافتہ دکھائی دیتا ہے۔ بہرحال اس کا انداز غنڈوں اور بدمعاشوں جیسا نہیں ہے۔ وہ فرنٹ کی طرف موجود ہے"...... چوہان نے کہا۔

" تربیت یافتہ۔ اوہ۔ کہیں یہ کاراکاز کا آدمی نہ ہو"...... عمران نے چونک کر کہا۔
" کاراکاز۔ وہ کون ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔
" فان لینڈ کی سرکاری ایجنسی ہے لیکن وہ اس معاملے میں کیسے ٹپک سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
" تو پھر اس نگرانی کرنے والے کو اغوا کر لیا جائے"...... چوہان نے کہا۔
" ظاہر ہے۔ اب ایسا ہی کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔
" صفدر تم بھی جاؤ اور چوہان کی مدد کرو"...... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد چوہان ایک بے ہوش آدمی کو کندھے پر لادے اندر داخل ہوا۔
" اسے نیچے تہہ خانے میں لے جاؤ۔ میں اکیلا اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"...... عمران نے کہا۔
" نہیں"...... چوہان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ عمران بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا"...... تہہ خانے میں عمران کی ہدایت پر چوہان نے ایک کرسی پر اس آدمی کو بٹھا دیا۔
" اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دو لیکن پہلے اس کی تلاشی لے لو"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔
" اوہ۔ یہ کوئی سرکاری بیج ہے"...... چوہان نے ایک بیج باہر نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے چونک کر اس کے ہاتھ سے بیج لے لیا۔
" اوہ۔ میرا خیال درست نکلا۔ اس آدمی کا تعلق کاراکاز سے ہے لیکن یہ ہماری نگرانی کیوں کر رہا تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا جبکہ چوہان نے اس آدمی کا کوٹ اس کی پشت پر کافی نیچے کر دیا۔
" اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو چوہان نے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو چوہان نے ہاتھ ہٹا لئے۔
" یہاں میرے پاس بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو چوہان پیچھے ہٹ کر اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر شعور میں آتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن تھوڑا سا اٹھ کر وہ دوبارہ کرسی پر گر گیا۔ اس نے اپنے جسم کو جھٹکے دے کر اپنا کوٹ اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔
" خواہ مخواہ اپنی انرجی ضائع کر رہے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" تم۔ تم کون ہو۔ یہ میں کہاں ہوں"...... اس بار اس آدمی

نے کوٹ اوپر کرنے کی جدوجہد چھوڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ نگرانی بھی ہماری کر رہے ہو اور پوچھ بھی ہم سے ہی رہے ہو کہ ہم کون ہیں۔ کیا کاراکاز میں یہ تربیت نہیں دی جاتی کہ نگرانی کرنے والے ان لوگوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کریں جن کی نگرانی کی جائے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تو بنچ پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا"۔ اس آدمی نے کہا۔

"تمہاری جیب سے تمہارا سرکاری بیج مل چکا ہے اور سرکاری آدمی اس طرح بنچوں پر بیٹھ کر اخبار نہیں پڑھا کرتے اور سنو چونکہ تم سرکاری آدمی ہو اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ تم پر تشدد کیا جائے کیونکہ ہمارا کاراکاز سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہم تو صرف تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم ہماری نگرانی کیوں کر رہے تھے"....... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے باس نے مجھے اس کا حکم دیا تھا"....... اس آدمی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کون باس"....... عمران نے کہا۔

"باس میکائی۔ وہ کاراکاز کا چیف ایجنٹ ہے"....... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"میرا نام راجر ہے"....... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہماری نگرانی کس بنیاد پر کر رہے ہو۔ تفصیل سے بات کرو"....... عمران نے کہا۔

"باس میکائی کو اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں کے ایک سنڈیکیٹ ماسٹر گروپ کے خلاف کام کرنے آ رہے ہیں۔ اس نے مختلف آدمیوں کی مختلف جگہوں پر ڈیوٹیاں لگا دیں تاکہ اسے بروقت اطلاعات مل سکیں۔ پھر اطلاع ملی کہ پاکیشیائی ایجنٹ ایئرپورٹ سے غائب ہو گئے ہیں جبکہ وہاں ماسٹر گروپ کا ایک پورا سیکشن انہیں ہلاک کرنے کے لئے موجود تھا۔ پھر تم لوگ مجھے نیشنل گارڈن میں نظر آ گئے۔ تمہارے انداز اور تمہارے مخصوص اشاروں سے میں نے تمہیں پہچان لیا اور میں نے باس میکائی کو اطلاع دی تو اس نے تمہاری نگرانی کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ میں تمہارے کسی کام میں مداخلت نہ کروں۔ پھر تم لوگ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر یہاں آ گئے۔ میں بھی ایک ٹیکسی کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا اور میں نے باس کو تمہاری یہاں موجودگی کی اطلاع دی تو اس نے بدستور نگرانی کرتے رہنے کا حکم دیا اور میں نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک میرے سر پر ضرب لگی اور میں بے ہوش ہو گیا۔ اب یہاں ہوش آیا ہے"....... راجر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کارکاز کا چیف کون ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"چیف آرتھر ہے"....... راجر نے جواب دیا۔

"کیا کارا کاز بھی ماسٹر گروپ کے ساتھ شامل ہے"....... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہماری سرکاری ایجنسی ہے۔ ہم غنڈوں اور بدمعاشوں کے ساتھ کیوں شامل ہوں گے"....... راجر نے جواب دیا۔

"تو پھر تم ہماری نگرانی کیوں کرتے رہے ہو"....... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ باس کو معلوم ہو گا"....... راجر نے جواب دیا۔

"تم باس سے رابطہ کس طرح کرتے ہو"....... عمران نے پوچھا۔

"فون پر۔ یہاں جگہ جگہ فون بوتھ موجود ہیں"....... راجر نے جواب دیا۔

"کیا نمبر ہے تمہارے باس کا"....... عمران نے پوچھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو"....... راجر نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ میں تمہاری بات تمہارے باس سے کرا کر کنفرم ہو جاؤں کہ تم نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے"....... عمران نے کہا تو راجر نے نمبر بتا دیا۔

"فون لے آؤ یہاں"....... عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کارڈلیس فون پیس اٹھائے تہہ خانے میں داخل ہوا۔

"اب تم نے اپنے باس سے اس انداز میں بات کرنی ہے کہ ہم کنفرم ہو جائیں"....... عمران نے کہا اور راجر نے اثبات میں سر ہلایا تو عمران نے اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کئے اور پھر ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے فون پیس چوہان کو دے دیا۔ چوہان نے فون پیس کرسی پر بیٹھے ہوئے راجر کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں باس"....... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... دوسری طرف سے میکائی نے چونک کر پوچھا۔

"نو باس۔ بس نگرانی جاری ہے۔ یہ لوگ اندر ہی ہیں اور ان کا باہر جانے کا کوئی ارادہ بھی نظر نہیں آ رہا"....... راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے نگرانی جاری رکھو۔ لیکن محتاط رہنا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس"....... راجر نے کہا اور اس کے سر کے اشارے پر چوہان نے فون پیس ہٹا کر اسے آف کر دیا اور فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہیں چیف آرتھر کا فون نمبر معلوم ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مگر وہ تو براہ راست ہم سے بات نہیں کیا کرتا"....... راجر

نے کہا۔

"تم نمبر بتاؤ۔ میں صرف چیک کرنا چاہتا ہوں کہ تم ہم سے پورا تعاون کر رہے ہو یا نہیں"...... عمران نے کہا تو راجر نے نمبر بتا دیئے۔

"یہ نمبر آفس کا ہے یا اس کی رہائش گاہ کا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ جہاں بھی ہو گا اس نمبر پر اس سے خود بخود رابطہ ہو جائے گا"...... راجر نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں اپنے ہیڈ کوارٹر کا علم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میرا تعلق صرف باس میکائی سے ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

"میکائی کا علیحدہ آفس ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... راجر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سپرنگ فیلڈ پلازہ میں۔ راکسن روڈ پر ہے یہ پلازہ"...... راجر نے جواب دیا۔

"اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ راجر اس کے اٹھ کر اپنی طرف بڑھنے کی وجہ سمجھتا چوہان کا بازو گھوما اور تہہ خانہ راجر کی چیخ سے گونج اٹھا۔ البتہ اس کی چیخ ادھوری رہی تھی کیونکہ

اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ عمران نے فون پیس پر وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو راجر نے چیف کے بتائے تھے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میکائی بول رہا ہوں"...... عمران نے میکائی کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات۔ ابھی تو تم نے کال کی تھی"...... دوسری طرف سے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ابھی میرے آدمی راجر کی کال آئی ہے جو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی نگرانی کر رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کا حرکت میں آنے کا کوئی ارادہ نظر نہیں آتا۔ میں اس بات سے حیران ہو رہا ہوں کہ آخر یہ لوگ یہاں آئے ہی کیوں ہیں"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے میکائی کہ یہ فائل پہنچنے کے انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی فائل یہاں پہنچے گی یہ حرکت میں آجائیں گے کیونکہ ان کے ذہنوں میں یقیناً یہ خدشہ موجود ہو گا کہ فائل پہنچنے سے پہلے اگر انہوں نے چھیڑ چھاڑ کی تو ان کے سائنس دان کو ہلاک کر دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ واقعی یہی بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے گول مول

ساجواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔یہی بات ہو گی۔ صبح آٹھ بجے فائل پہنچے گی تو یہ حرکت میں آئیں گے اور فائل تو ہم تک پہنچ جائے گی اور یہ ماسٹر گروپ سے ہی لڑتے رہ جائیں گے"...... آرتھر نے کہا۔

"اوکے۔اب میں مطمئن ہوں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے گڈبائی کہہ کر رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر دیا۔

"ایسا کرو کہ اس آدمی کو رسی ڈھونڈ کر کرسی سے باندھ دو اور پھر اس کے منہ میں رومال ڈال دو۔اب رات کو اسے یہیں رہنا ہو گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے چوہان سے کہا۔

"لیکن اگر رات کو اس کے باس نے اس سے رابطہ کیا تو پھر"۔ چوہان نے کہا۔

"اس نے تو صرف رپورٹ دینی ہے اور وہ لوگ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ صبح آٹھ بجے سے پہلے ہم حرکت میں نہیں آرہے اس لئے ان کو اس کی طرف سے رپورٹ کا انتظار ہی نہیں ہو گا"۔ عمران نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سرہلا دیا۔ پھر عمران تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اس ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس کا تعلق سرکاری ایجنسی کاراکاز سے ہے اور کاراکاز اس بندر جیسا کام کر رہی ہے جو دو بلیوں کے درمیان ثالث بنا تھا"۔ عمران

نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ یہ دونوں سے مفاد اٹھانا چاہتی ہے۔ہم سے بھی اور ماسٹر گروپ سے بھی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔دراصل ان کا پلان یہ ہے کہ جیسے ہی پاکیشیا سے دفاعی معاہدے کی فائل یہاں پہنچے یہ اسے اچک لیں اور ہم اور ماسٹر گروپ آپس میں لڑتے رہ جائیں۔لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ یہ آدمی نیشنل گارڈن میں بھی تم لوگوں کی نگرانی کرتا رہا ہے اور پھر وہ نگرانی کرتا ہوا یہاں تک بھی پہنچ گیا لیکن تم میں سے کسی نے بھی اس کی نگرانی مارک نہیں کی"...... عمران نے کہا۔

"ہمارے ذہن میں یہ بات ہی نہ تھی کہ ان حالات میں کوئی ہماری نگرانی بھی کر سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس بار میں چیف کو رپورٹ نہیں کروں گا کیونکہ واقعی میرے بھی ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ کاراکاز بھی ہماری نگرانی کر سکتی ہے لیکن بہرحال ہم لوگوں کو ہر قسم کے حالات سے ہر طرح سے چوکنا رہنا چاہئے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے جلدی سے اثبات میں سرہلا دیئے۔

"عمران صاحب آپ سرداور کے بارے میں بتائیں تاکہ ہم اپنا مشن مکمل کر سکیں"...... صفدر نے کہا تو عمران نے انہیں مائیکل اور گریگوری سے ہونے والی تمام بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔پھر تو ہمیں اس لابیلی کیسینو پر حملہ کرنا ہو گا"...... صفدر

نے چونک کر کہا۔
"لا بیلی کیسینو سے اس سپر ایکس کا کوئی براہ راست تعلق نہیں ہے لیکن حملہ ہوتے ہی بہرحال اس سپر ایکس کے انچارج جیکب تک اس حملے کی اطلاع پہنچ جائے گی اور سرداور کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے ہمیں براہ راست سپر ایکس پر ہی ریڈ کرنا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔
"لیکن مسئلہ تو اس کے راستے کا ہے"...... جولیا نے کہا۔
"آپ راستہ کھلوانا مجھ پر چھوڑ دیں"...... اچانک صالحہ نے کہا تو عمران سمیت سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔
"تم کیسے راستہ کھلواؤ گی"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔
"مجھے اس طرح کے خفیہ راستے کھلوانے کا طریقہ آتا ہے"۔ صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے صالحہ۔ سرداور کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے اس لئے تم پہلے وضاحت کر دو کہ تمہارے ذہن میں کیا طریقہ ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب سپر ایکس میں بھی بہرحال غنڈے اور بدمعاش ہی ہوں گے اور ان غنڈوں اور بدمعاشوں کی ایک مخصوص نفسیات ہے کہ اگر کوئی نوجوان لڑکی انہیں لفٹ کرائے یا ان کی اپروچ میں کسی طرح آ جائے تو یہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ میں اس عقبی گلی میں اس طرح جاؤں گی جیسے شراب کے نشے

میں مدہوش ہوں۔ لامحالہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہو گا جو باہر کی نگرانی کسی بھی طرح کر رہا ہو گا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی مجھے اندر لے جانے کے لئے باہر آئے گا اور راستہ کھل جائے گا"...... صالحہ نے کہا۔
"طریقہ تو تم نے ٹھیک سوچا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہاں ریڈ الرٹ ہے اور وہاں اگر واقعی چیکنگ کے لئے سپر کمپیوٹر موجود ہے تو لامحالہ دوسرے سائنسی حفاظتی انتظامات بھی ہوں گے۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ باہر نہ آئیں"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ صالحہ کامیاب رہے گی اس لئے کہ ہم نے کارڈن ہوٹل پر بھی ریڈ نہیں کیا۔ کیسینو پر بھی حملہ نہیں کرنا اور انہیں بہرحال اس بات کی بھی تسلی ہو چکی ہو گی کہ صبح آٹھ بجے فائل بھی پہنچ جائے گی اور آپ نے کاراکاز کے ایجنٹ کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان سب کے ذہنوں میں یہی بات ہو گی کہ اگر کچھ ہو گا بھی تو صبح کو ہو گا اس لئے وہ لامحالہ ریڈ الرٹ نہیں ہوں گے اور مس صالحہ کو زیرو میگنٹ دیا جا سکتا ہے تاکہ جیسے ہی یہ اندر داخل ہو وہاں موجود سائنسی انتظامات زیرو ہو جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"بات تو ٹھیک ہے عمران"...... جولیا نے کہا۔
"میری بات سنو۔ ایسے ڈراموں کی ضرورت نہیں ہے۔ میزائل مار کر بھی تو راستہ کھولا جا سکتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس طرح تو نہ صرف کیسینو بلکہ سارے علاقے کو علم ہو جائے گا اور پھر سرداور کو وہاں سے نکالنا مسئلہ بن جائے گا"۔ عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

پھر کیا کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"او کے صالحہ ٹھیک ہے تمہاری تجویز پر عمل کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو صالحہ کا چہرہ چمک اٹھا۔

جیکب سپر ایکس میں اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے ماسٹر کارڈن کی کال کے بارے میں بتا دیا گیا تھا لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ ماسٹر کارڈن کی آواز اور لہجے میں کون بات کر سکتا ہے اور پھر اس کے خیال کے مطابق سوائے ماسٹر کارڈن کے اور کسی کو بھی سپر ایکس کے فون کا نمبر ہی معلوم نہ تھا کیونکہ سپر ایکس کا براہ راست تعلق ماسٹر کارڈن سے تھا۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ ماسٹر کارڈن کو اس بات کی رپورٹ کرے لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو جاتا کہ وہ ماسٹر کارڈن کی فطرت سے واقف تھا۔ اس نے فوری طور پر اس آدمی کو تلاش کر کے اسے گولی مار دینے کا حکم دینا تھا اور اگر وہ آدمی نہ ملتا تو ہو سکتا ہے کہ اس سمیت سپر ایکش کے پورے سیکشن کو ہی ڈیتھ آرڈرز دے دیئے جاتے۔ اچانک اسے ایک خیال آیا اور

اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"کارل کو بھیجو میرے پاس"...... جیکب نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ فون آپریٹر تھا۔

"بیٹھو کارل"...... جیکب نے کہا تو کارل میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے یہ چیک کیا تھا کہ یہ کال کہاں سے کی گئی تھی"۔ جیکب نے کہا۔

"نو باس۔ ہمارے وائس فیڈ کمپیوٹر میں یہ سسٹم ہی نہیں ہے"...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا بولنے والے کی آواز اور لہجہ بالکل ماسٹر کارڈن کا ہی تھا"۔ جیکب نے کہا۔

"یس باس۔ اگر میں کمپیوٹر پر نظر نہ ڈالتا تو مجھے ایک فیصد بھی شک نہ پڑتا"...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کون کر سکتا ہے۔ تمہارے ذہن میں کیا ہے"...... جیکب نے کہا۔

"باس میں نے بھی اس پر سوچا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کام ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہو۔ میں نے سنا ہوا ہے کہ یہ سرکاری ایجنٹ انتہائی تیز لوگ ہوتے ہیں"...... کارل نے کہا تو

جیکب بے اختیار اچھل پڑا۔

"لیکن انہیں ہمارے بارے میں اور یہاں کے فون نمبر کے بارے میں اور پھر ماسٹر کارڈن کی آواز اور لہجے کے بارے میں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... جیکب نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس"...... کارل نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"...... جیکب نے کہا تو کارل اٹھا اور کمرے سے واپس چلا گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ کیسے یہ سب کچھ جان سکتے ہیں۔ صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ماسٹر کارڈن انہیں خود بتائے اور ماسٹر کارڈن انہیں تو نہیں بتا سکتا۔ وہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیکب نے کہا۔

"باس۔ ماسٹر کارڈن کی کال ہے"...... دوسری طرف سے کارل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"...... جیکب نے کہا۔

"ہیلو جیکب"...... دوسرے لمحے ماسٹر کارڈن کی مخصوص اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"یس ماسٹر۔ حکم فرمائیے"...... جیکب نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" سائنس دان کی کیا پوزیشن ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" وہ بدستور بے ہوش پڑا ہوا ہے ماسٹر۔ اسے طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے جا رہے ہیں"...... جیکب نے جواب دیا۔

" مجھے پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ کی کال آئی ہے کہ کل صبح آٹھ بجے تک ہماری مطلوبہ فائل ہم تک پہنچ جائے گی اور سائنس دان کو کچھ نہ کہنا اور اب باقاعدہ سرکاری طور پر ٹیلی گرام آیا ہے اور یہ ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ ہمیں فائل مل رہی ہے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" لیکن باس سائنس دان کو تو بہرحال آپ کے حکم کے مطابق ہلاک کر دیا جائے گا۔ پھر حکومت ہمارے خلاف ایکشن نہیں لے گی"...... جیکب نے کہا۔

" ہاں۔ میں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کی ہے۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ حکومت سے مستقل تنازع ہمارے لئے سودمند نہیں رہے گا اس لئے ہیڈ کوارٹر نے حکم دیا ہے کہ فائل مل جانے کے بعد سائنس دان کو زندہ پاکیشیائی سفارت خانے کے حوالے کر دیا جائے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم اب سائنس دان کا خیال رکھنا۔ وہ ہلاک نہ ہو جائے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" لیکن ماسٹر۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ پھر یہاں کیوں آئے ہیں"۔ جیکب نے کہا۔

" سیکرٹری وزارت خارجہ نے بتایا ہے کہ پاکیشیا میں سیکرٹ سروس کا چیف خود مختار ہے۔ اس نے اپنے طور پر انہیں یہاں بھجوایا ہے۔ بہرحال اگر وہ کچھ کریں گے تو خود ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ بھی شاید اس انتظار میں ہیں کہ فائل پہنچ جائے۔ پھر اگر ہم نے سائنس دان کو زندہ بھیج دیں گے تو وہ بھی خاموشی سے واپس چلے جائیں گے اور اگر ہم نے اسے زندہ نہ بھیجا تو شاید وہ کوئی انتقامی کارروائی کریں اور اب چونکہ ہم نے اسے زندہ واپس بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ بھی واپس چلے جائیں گے"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" یس ماسٹر۔ آپ کی بات درست ہے"...... جیکب نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو جیکب نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن سے بھی بوجھ ہٹ گیا تھا کیونکہ اب اس کے مطابق سپر ایکس پر کسی قسم کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا۔ البتہ اب اس سائنس دان کا خیال رکھنا ضروری تھا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو بٹن پریس کر دیئے۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سٹونز سے میری بات کراؤ"...... جیکب نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" سٹونز بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"سٹونز ریڈ الرٹ ختم کر دو اور سب لیزی ہو جاؤ۔ اب ریڈ الرٹ کا خطرہ نہیں رہا" ...... جیکب نے کہا۔

"یس باس" ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکب نے رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تاکہ زیرو روم میں جا کر وہاں موجود دوسرے افراد کو سائنس دان کا خیال رکھنے کے بارے میں ہدایات دے سکے اور پھر اپنے کمرے میں جا کر آرام کرے کیونکہ ریڈ الرٹ کی وجہ سے اس کے اعصاب پر کافی بوجھ تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ زیرو روم سے ہو کر اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے الماری سے شراب کی بوتل نکالی اور گلاس نکال کر اس نے شراب پینا شروع کر دی۔ اس کی عادت تھی کہ جب تک وہ شراب کی ایک بوتل نہ پی لیتا اسے نیند نہ آتی تھی اور پھر شراب پیتے ہی وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

تین کاریں لابیلی کیسینو سے تقریباً دو سو گز پہلے واقع پارکنگ میں آکر رکیں اور ان کاروں میں سے عمران اور اس کے ساتھی باہر آ گئے۔ یہاں سنائی میں پارکنگ کے لئے مخصوص جگہوں کے علاوہ چونکہ کاریں پارک نہ کی جا سکتی تھیں اس لئے انہوں نے اس پارکنگ میں کاریں روک دیں تھیں۔ وہ سب مقامی میک اپ میں تھے اور ان سب کی جیبوں میں مخصوص اسلحہ اور سائیلنسر لگے ریوالور موجود تھے جبکہ صالحہ نے گہرے سرخ رنگ کا چست اسکرٹ پہن رکھا تھا۔

"صالحہ۔ تم ہم سے آگے رہو گی" ...... عمران نے صالحہ سے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی لابیلی کیسینو کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس سے کچھ پیچھے عمران اور اس کے ساتھی بھی علیحدہ علیحدہ ہو کر چلنے لگے۔ وہ سب اس انداز میں چل

رہے تھے جیسے ایک دوسرے سے اجنبی ہوں۔ رات کافی گزر چکی تھی
لیکن سنائی کی سڑکوں پر ویسے بھی رات کے وقت ٹریفک کا اژدھام
ہوتا ہے اور پھر اس علاقے میں تو راتیں زیادہ جاگتی تھیں اس لئے
یہاں نہ صرف سڑکوں پر ٹریفک کا اژدھام تھا بلکہ فٹ پاتھوں پر بے
شمار عورتیں اور مرد چل پھر رہے تھے۔ یہاں مشرق جیسی اخلاقیات کا
تصور تک نہ تھا اس لئے کھلے عام ایسی حرکات بھی انہیں دکھائی دے
رہی تھیں جن کا شاید وہ مشرق میں تصور بھی نہ کر سکتے تھے لیکن وہ
سب بڑے نیازانہ انداز میں یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلے
گئے۔ لابیلی کیسینو کی چار منزلہ عمارت کے سامنے ضرورت سے زیادہ
ہی رش تھا لیکن وہ اس رش کو کراس کر کے آگے بڑھ گئے۔ صالحہ ان
سے تقریباً دو اڑھائی سو گز آگے تھی۔ لابیلی کیسینو کی عمارت کے آخر
میں ایک اور بڑی شاہراہ تھی جس پر بھی کاروں کا رش تھا اور فٹ
پاتھوں پر بھی لوگ چل پھر رہے تھے۔ صالحہ سائیڈ پر مڑی گئی اور پھر
عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے سائیڈ پر مڑ گئے۔ کیسینو
کی عمارت کے اختتام پر ایک چوڑی بند گلی تھی جس کے بعد ایک اور
کیسینو کی عمارت شروع ہو جاتی تھی۔ یہ گلی بھی اتنی چوڑی تھی کہ
اس میں دو بڑی کاریں ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو آسانی سے چل
سکتی تھیں لیکن یہ گلی کافی اندر جا کر بند ہو جاتی تھی اور جہاں وہ بند
ہوتی تھی وہاں بھی کسی کلب کی عمارت کی عقبی سائیڈ پڑتی تھی۔
عمران جب اس موڑ پر پہنچا تو اس وقت صالحہ اس گلی میں داخل ہو

چکی تھی۔ عمران جب اس گلی کے کنارے پر پہنچا تو اس نے صالحہ کو
لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں گلی میں چلتے ہوئے دیکھا۔ عمران تیزی سے
گلی میں داخل ہوا اور پھر سائیڈ پر اس طرح رک گیا جیسے وہ چلتے چلتے
تھک گیا ہو اور دیوار سے پشت لگا کر آرام کر رہا ہو۔ اسی لمحے ایک
ایک کر کے اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے اور پھر وہ بھی گلی کے
سامنے اس انداز میں رک گئے جیسے سڑک اور فٹ پاتھ پر چلنے والوں
کا نظارہ کر رہے ہوں جبکہ صالحہ اب لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں گلی
کے تقریباً آخری حصے پر پہنچ چکی تھی۔ اچانک صالحہ لڑکھڑائی اور پھر وہ
گلی کے درمیان میں اس طرح گر گئی جیسے اب اس کے لئے مزید چلنا
دشوار ہو گیا ہو۔ وہ بڑے عجیب سے انداز میں گلی کے درمیان پڑی
ہوئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی چوکنا ہو گئے لیکن جب چار پانچ
منٹ تک کچھ نہ ہوا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن پھر
اچانک سرر کی تیز آواز انہیں گلی کے اختتام پر سنائی دی اور وہ سب
تیزی سے مڑے ہی تھے کہ انہوں نے گلی کے اختتام سے تقریباً پچاس
گز پہلے دیوار کو درمیان سے کھلتے ہوئے دیکھا اور پھر ایک نوجوان
باہر نکلا اور تیزی سے گلی میں پڑی ہوئی صالحہ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ
عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز کے
ساتھ ہی صالحہ پر جھکا ہوا نوجوان اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے
کے بعد ساکت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی صالحہ بجلی کی سی تیزی سے
اچھل کر کھڑی ہوئی اور تیزی سے دیوار کے اس کھلے ہوئے حصے کی

طرف دوڑ پڑی۔ ادھر عمران اور اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ لیکن جب وہ اس کھلے ہوئے حصے کے قریب پہنچے تو اسی لمحے صالحہ باہر آگئی تھی۔

" میں نے بے ہوش کر دینے والے سارے کیپسول فائر کر دیئے ہیں"...... صالحہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آؤ ہمیں واپس چلنا ہو گا تاکہ کسی کو شک نہ پڑے ۔ اس نوجوان کی لاش کو اٹھا کر اندر پھینک دو"...... عمران نے کہا تو تنویر تیزی سے اس نوجوان کی طرف بڑھا جبکہ باقی ساتھی عمران سمیت سڑک کی طرف بڑھ گئے۔

" تم نے واقعی بہترین اداکاری کی ہے صالحہ "...... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا اور صالحہ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" مجھے ان لوگوں کی نفسیات کا بخوبی علم ہے اس لئے مجھے یقین تھا کہ جیسا میرا خیال ہے ویسے ہی ہو گا اور تم نے دیکھ لیا کہ ویسے ہی ہوا"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" صفدر تم پارکنگ سے کار لے آؤ۔ ہم نے فوری طور پر سرداور کو نکالنا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس کیسینو کی سائیڈ سے مڑ کر آگے بڑھ گیا۔

" کیپٹن شکیل اور نعمانی تم دونوں یہیں رکو گے اگر کوئی مداخلت کرنے کی کوشش کرے تو تم نے ان کا خاتمہ اس انداز میں کرنا ہے کہ کوئی ہنگامہ نہ ہو۔ میں صفدر اور جولیا کے ساتھ سرداور

کو ایئرپورٹ لے جاؤں گا۔ باقی ساتھی یہاں سے سیدھے نیشنل گارڈن پہنچ جائیں گے۔ میں بھی باقی ساتھیوں سمیت واپس وہیں پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد ہم نے اس گارڈن ہوٹل پر ریڈ کرنا ہے تاکہ ان کے ایکشن ونگ کا خاتمہ کیا جاسکے"...... عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ واپس مڑ گئے جبکہ کیپٹن شکیل اور نعمانی وہیں گلی کے کنارے پر ہی رک گئے۔ دیوار کا وہ حصہ ابھی تک ویسے ہی کھلا ہوا تھا۔

" تم نے زیرو میگنٹ آن کر کے رکھ دیا تھا"...... عمران نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں"...... صالحہ نے جواب دیا تو عمران نے گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کے سرے پر ہی زیرو میگنٹ موجود تھا اور اس پر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب بتا رہا تھا کہ وہ آن ہے۔

" چوہان تم یہیں ٹھہرو گے کیونکہ اچانک کوئی آ سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو چوہان وہیں رک گیا جبکہ باقی ساتھی اندر داخل ہوئے اور پھر وہ راہداری کراس کر کے ہال میں پہنچے تو وہاں دس کے قریب مسلح افراد کرسیوں پر ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

" سب پھیل کر تلاش کرو سرداور کسی نہ کسی کمرے میں ہوں گے"۔ عمران نے کہا تو سب تیزی سے سائیڈوں میں پھیلتے چلے گئے۔ عمران نے بھی وہاں موجود کمروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب سرداور ادھر موجود ہیں"...... اچانک صدیقی کی آواز بائیں طرف سے عمران کے کانوں میں پڑی تو عمران تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا اور پھر واقعی وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جہاں بیڈ پر سرداور لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے کا رنگ زرد پڑا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے سرداور کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"طویل بے ہوشی کے نتیجے میں یہ حالت ہے ان کی۔ بہرحال کوئی خطرے والی بات نہیں۔ اٹھاؤ انہیں اور باہر لے چلو"...... عمران نے پیچھے ہٹ کر صدیقی سے کہا اور صدیقی نے سرداور کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے کمرے سے باہر آ گئے۔

"صفدر کار لے آیا ہے عمران صاحب"...... صالحہ نے کہا۔

"جولیا۔ تمہارے پاس میگا ٹروشی بم موجود ہے اسے چارج کر کے یہاں رکھ دو اور باہر سڑک پر جا کر اسے چارج کر دینا۔ یہاں موجود ہر چیز بھسم ہو جائے گی"...... عمران نے جولیا سے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ صدیقی نے سرداور کو احتیاط سے کار کی عقبی سیٹ کے آگے درمیانی حصے میں لٹا دیا کیونکہ سیٹ پر لٹانے سے کسی پولیس آفیسر کی نظر بھی ان پر پڑ سکتی تھی اور پھر ظاہر ہے انہیں روک لیا جاتا۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا سائیڈ سیٹ پر اور صدیقی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا تو عمران نے کار کو تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ صفدر نے کار کو ٹرن دے کر اس طرح کھڑا کیا تھا کہ اس کا

رخ سڑک کی طرف ہی تھا تاکہ سرداور کو لے کر روانگی میں وقت ضائع نہ ہو سکے۔

"عمران صاحب سرداور کو ہوش میں لے آنا ضروری ہے ورنہ ایئرپورٹ پر پرابلم ہو جائے گا"...... کار کے سڑک پر آتے ہی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ واقعی ٹھیک ہے۔ پہلے رہائش گاہ پر چلتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کار کا رخ ایک چوک سے اس طرف کو موڑ دیا جدھر ان کی رہائش گاہ تھی۔

راجر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ صرف کسمسا کر رہ گیا کیونکہ اس کا جسم رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ منہ میں رومال ہونے کی وجہ سے وہ بول بھی نہ سکتا تھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ اسی تہہ خانہ نما کمرے میں ہی ہے جس میں اس سے ان لوگوں نے پوچھ گچھ کی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی اس کے جسم کے ساتھ ہی رسی سے بندھے ہوئے تھے جبکہ اس کی دونوں ٹانگیں آزاد تھیں۔ اس نے دونوں ٹانگوں کی مدد سے اپنے بندھے ہوئے جسم کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھایا اور پھر وہ جان بوجھ کر پہلو کے بل کرسی سمیت نیچے فرش پر ایک دھماکے کے ساتھ جا گرا اور نتیجہ اس کی توقع کے مطابق نکلا۔ لکڑی کی کرسی اس کے بھاری جسم سمیت نیچے گرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی اور اس کے ٹوٹنے کی وجہ سے اس

کے جسم کے گرد موجود رسیاں یکلخت ڈھیلی پڑ گئیں۔ راجر نے اپنے بازو ان ڈھیلی رسیوں سے باہر نکالنے کی کوشش شروع کر دی اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ دونوں بازو باہر نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے منہ میں گھسا ہوا رومال باہر نکالا اور بے اختیار زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ کرسی سمیت اس کے فرش پر گرنے کی وجہ سے خاصا زوردار دھماکہ ہوا تھا جس میں کرسی ٹوٹنے کی مخصوص آواز بھی شامل تھی لیکن ابھی تک کسی کے نہ آنے سے وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یا تو یہ کمرہ کوٹھی سے کہیں علیحدہ ہے یا پھر کوٹھی خالی ہو چکی ہے۔ سانس نارمل ہونے پر اس نے دونوں بازوؤں کی مدد سے ڈھیلی پڑی ہوئی رسیوں کو کھینچ کر اپنے جسم کے گرد گردش دینا شروع کر دی۔ وہ چاہتا تھا کہ عقبی طرف موجود گانٹھ سامنے آجائے تو وہ اسے آسانی سے کھول لے گا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد عقبی طرف موجود گانٹھ سامنے آ گئی اور راجر نے اسے چند لمحوں میں کھول لیا۔ رسیاں جسم سے علیحدہ کر کے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا اور پھر اس نے ساری کوٹھی گھوم لی۔ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ پورچ میں کوئی کار تھی۔ کوٹھی کا پھاٹک بھی باہر سے بند تھا۔ کمروں میں موجود سامان دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ بہرحال واپس آئیں گے۔ اس نے ایک کمرے میں پڑے ہوئے

فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد میکائی کی خمار آلود آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... راجر نے کہا۔

"کیا ہوا۔ اس وقت کیوں کال کی ہے"...... میکائی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو راجر نے اپنے پکڑے جانے سے لے کر اب آزاد ہونے تک ساری تفصیل بتا دی۔ البتہ اس نے جان بوجھ کر میکائی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اس نے اسے اس کا فون نمبر اور چیف آرتھر کا فون نمبر اور دیگر تفصیلات بتائی ہیں۔ اس نے اسے یہی بتایا تھا کہ اس کا بیج دیکھ کر انہوں نے اسے بے ہوش کر دیا اور پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ کرسی کے ساتھ رسی کی مدد سے بندھا ہوا تھا اور اس کے منہ میں رومال ٹھنسا ہوا تھا۔

"اوہ۔ لیکن اب تم بتا رہے ہو کہ وہ کہیں گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت وہ کہاں جا سکتے ہیں"...... میکائی نے ساری تفصیل سننے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا ذاتی خیال ہے باس کہ یہ لوگ اب کارڈن ہوٹل میں ریڈ کرنے گئے ہوں گے"...... راجر نے جواب دیا۔

"ہاں اور کہاں جا سکتے ہیں۔ تمہاری کار کہاں ہے۔ اس میں ایس وی ٹی تو ہو گا"...... میکائی نے کہا۔

"کار باہر موجود ہے اور اس میں ایس وی ٹی موجود ہے"۔ راجر

نے کہا۔

"تم کار میں سے ایس وی ٹی نکال کر کوٹھی کے اندر کسی ایسی جگہ لگا دو جہاں سے تم ان کی گفتگو تو سن لو لیکن وہ ایس وی ٹی کو ٹریس نہ کر سکیں۔ اس طرح جب وہ واپس آئیں گے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں گئے تھے اور کیا کر کے آ رہے ہیں"۔ میکائی نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا۔

"اور سنو۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے فوراً رپورٹ دینا۔ سمجھے"۔ میکائی نے کہا۔

"یس باس"...... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر تیزی سے باہر آ کر وہ عقبی طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عقبی طرف کے جائزے کے دوران یہ چیک کیا تھا کہ عقبی طرف ایک دروازہ موجود ہے جو اندر سے بند ہے۔ وہ اب اس دروازے کو کھول کر باہر جانا چاہتا تھا اور پھر یہی ہوا۔ اس نے دروازے کو کھولا اور باہر آ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ کار سے ایس وی ٹی لے کر وہ اس کوٹھی کی عقبی سمت آیا۔ عقبی دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا اس لئے وہ اندر آیا اور پھر اس نے ایس وی ٹی کو اس جگہ فٹ کر دیا جہاں سے پوری کوٹھی میں ہونے والی گفتگو آسانی سے سنی جا سکتی تھی اور ایس وی ٹی پر کسی کی نظر بھی نہ پڑ سکتی تھی۔ اس طرف سے

مطمئن ہو کر وہ واپس عقبی دروازے کی طرف آیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر آیا اور پھر اس نے دروازے کے پٹ بھیڑ دیئے اور تیزی سے واپس پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایس وی ٹی کی رینج کافی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پارکنگ میں کار میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرے گا کیونکہ وہاں سے وہ کوٹھی کے گیٹ پر نظر رکھ سکتا تھا اور اسے چیک بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ وہ یہ بات چیک کر لیں گے کہ وہ رسیاں کھول کر نکل گیا ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ وہ نگرانی کریں گے ورنہ وہ رات کو کوٹھی چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ پارکنگ میں پہنچ کر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پارکنگ میں چھ کاریں موجود تھیں اس لئے وہ بے فکر تھا کہ کوئی اس پر شک نہیں کر سکتا۔ اگر اس کی کار اکیلی ہوتی تو شاید وہ لوگ مشکوک ہو سکتے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک کار پارکنگ کے سامنے سے گزری اور پھر وہ کوٹھی کے گیٹ کے سامنے آکر رک گئی اور راجر چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کار کا عقبی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اتر کر کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار کوٹھی کے اندر چلی گئی تو راجر نے جیب سے ایس وی ٹی کا رسیور نکالا اور اسے آن کر دیا۔ کار کے دروازے کھلنے کی آوازیں بھی صاف سنائی دے رہی تھیں۔

" سرداور کو باہر نکالو صفدر۔ میں جا کر اس راجر کو چیک کر لوں "...... اس آدمی کی آواز سنائی دی جس نے اس سے پوچھ گچھ کی

تھی اور سرداور کا نام سن کر راجر بے اختیار چونک پڑا۔ یہ اس کے لئے نیا نام تھا۔ بہرحال وہ خاموش بیٹھا رہا۔

" راجر نکل گیا ہے صفدر۔ تم اور جولیا دونوں اطراف میں نگرانی کرو میں سرداور کو ہوش میں لے آتا ہوں "...... اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

" وہ کیسے نکل گیا عمران صاحب "...... ایک مرد کی آواز سنائی دی۔

" وہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ بہرحال اس وقت اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں "...... عمران نے کہا اور پھر خاموشی چھا گئی البتہ چلنے پھرنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

" صفدر۔ وہ عقبی دروازہ کھول کر گیا ہے۔ دروازہ کھلا ہوا ہے "...... اس عورت کی آواز سنائی دی جس کا نام شاید جولیا تھا اور راجر سمجھ گیا کہ کار میں بے ہوش سرداور کے علاوہ صرف تین افراد واپس آئے تھے جن میں ایک تو وہ عمران ہے جو شاید ان کا لیڈر ہے دوسرا صفدر اور تیسری وہ عورت جولیا ہے۔

" یہ۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں "...... اچانک ایک کمزور سی آواز سنائی دی۔

" سرداور۔ میں علی عمران ہوں۔ آپ کو اغوا کر لیا گیا تھا اور طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر بے ہوش رکھا گیا تھا۔ ہم نے آپ کو برآمد کرایا ہے۔ آپ پوری طرح ہوش میں آجائیں ہم نے فوری

طور پر ایئرپورٹ پہنچنا ہے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران تم۔ یہ سب کیا ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں صدیوں سے بیمار ہوں"...... وہی کمزور سی آواز سنائی دی۔

"طویل بے ہوشی کے انجکشن کا رد عمل ہے۔ بہرحال ہم زیادہ دیر یہاں نہیں رک سکتے۔ یہ پانی پی لیں اس سے آپ میں توانائی آ جائے گی۔ پھر ہم نے یہاں سے روانہ ہونا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

"کس نے مجھے اغوا کیا تھا اور کیوں"...... سرداور کی دوبارہ آواز سنائی دی۔ اب اس کا لہجہ پہلے کی طرح کمزور نہ تھا۔

"فان لینڈ کا ایک سنڈیکیٹ ہے۔ اس نے آپ کے عوض پاکیشیا سے ایک دفاعی معاہدے کی فائل طلب کی تھی۔ بہرحال باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ آپ چلیں"...... عمران نے کہا اور پھر قدموں کی آوازیں ابھریں اور راجر اب ساری بات سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ ماسٹر گروپ کے قبضے سے پاکیشیائی سائنس دان کو نکال لائے ہیں۔ وہ یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ انہوں نے کیسے کیا ہو گا لیکن پھر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ فوری طور پر اس کی رپورٹ باس کو دے دے۔ شاید باس انہیں روکنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف بنے ہوئے ٹیلی فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہاں تقریباً ہر دس قدم پر فون بوتھ موجود تھے یہاں کال کے نرخ بھی انتہائی کم تھے اس

لئے یہاں سنائی میں کارڈلیس فون کا رواج بے حد کم تھا اور زیادہ تر یہی فون بوتھ ہی استعمال ہوتے تھے۔ راجر فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے کوٹ کی چھوٹی اندرونی جیب سے کارڈ نکالا جو تلاشی کے دوران نہ نکالا گیا تھا اس لئے وہ موجود تھا۔ اس نے کارڈ فون پیس میں ڈالا اور اسے پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا رخ فون کی طرف تھا اور اسی لمحے اس نے وہی کار جو کوٹھی میں داخل ہوئی تھی فون بوتھ کے سامنے سے گزر کر جاتے ہوئے دیکھی۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس۔ میکائی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد میکائی کی آواز سنائی دی۔

"راجر بول رہا ہوں باس"...... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سائنس دان کو لے اڑے ہوں"...... دوسری طرف سے میکائی نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اس سائنس دان کا نام سرداور ہے اور میں نے خود عمران کی اس سے بات چیت سنی ہے۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اسے غنڈوں کے سنڈیکیٹ نے اغوا کر لیا تھا اور وہ اس کے بدلے دفاعی معاہدے کی فائل طلب کر رہے تھے"...... راجر نے

جواب دیا۔

" حیرت ہے۔ یہ تو جادو جیسا کام ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں یہ لوگ۔ کیا کوٹھی میں ہیں"...... میکائی نے پوچھا۔

" نہیں باس۔ ابھی ان کی کار فون بوتھ کے سامنے سے گزری ہے۔ وہ ایئرپورٹ جانے کی بات کر رہے تھے۔ یقیناً وہ ایئرپورٹ گئے ہیں"...... راجر نے کہا۔

" ایئرپورٹ۔ اوہ۔ تم ایسا کرو کہ ان کے پیچھے ایئرپورٹ پہنچو۔ میں چیف سے بات کر کے وہیں ایئرپورٹ پہنچ رہا ہوں"...... میکائی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے رسیور ہک میں لٹکایا اور کارڈ نکال کر واپس جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پارکنگ سے نکل کر کالونی کے بیرونی چوک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ پارکنگ بوائے نے اسے کارڈ دیا۔ اس نے کارڈ لے کر وسیع و عریض پارکنگ میں نظریں دوڑائیں لیکن وہ کار اسے کہیں نظر نہ آئی جس میں وہ لوگ کوٹھی میں داخل ہوئے تھے۔ بہرحال وہ تیز تیز قدم اٹھاتا تیزی سے ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن پوری عمارت گھوم لینے کے باوجود اسے عمران یا اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آئے تو اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے البتہ کمپیوٹر ڈسپلے سے پروازوں کے

شیڈول چیک کر لئے تھے اور پھر وہ واپس بیرونی طرف کو مڑ گیا۔ ابھی وہ بیرونی برآمدے میں پہنچا ہی تھا کہ اس نے میکائی کی کار پارکنگ میں داخل ہوتے دیکھی تو وہ وہیں رک گیا۔ تھوڑی دیر بعد میکائی تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کی طرف بڑھا تو راجر نے ہاتھ اٹھا کر اسے اشارہ کیا تو وہ اس کی طرف مڑ آیا۔

" کیا وہ لوگ موجود ہیں"...... میکائی نے قریب آ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

" نو باس۔ میں نے سارا ایئرپورٹ چیک کر لیا ہے یہ لوگ کہیں بھی موجود نہیں ہیں"...... راجر نے جواب دیا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب وہ ایئرپورٹ آئے ہیں تو یہیں ہوں گے۔ اتنی جلدی وہ کہاں جا سکتے ہیں۔ تم انہیں پہچانتے تو ہو گے"۔ میکائی نے کہا۔

" یس باس۔ اس عمران کو تو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ وہی کار ڈرائیو کر رہا تھا"...... راجر نے کہا۔

" پھر وہ کہاں چلے گئے"...... میکائی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" پارکنگ میں وہ کار بھی موجود نہیں ہے باس جس میں وہ آئے ہیں"...... راجر نے کہا تو میکائی یکلخت اچھل پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ کہیں وہ چارٹرڈ کمپنی کے سپیشل ایئرپورٹ نہ گئے ہوں۔ اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ اپنی کار یہیں رہنے دو"...... میکائی نے کہا اور تیزی سے واپس پارکنگ کی طرف دوڑ پڑا۔ راجر بھی اس کے

پیچھے دوڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار پارکنگ سے باہر آئی اور ڈرائیونگ سیٹ پر موجود میکائی نے اس کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ دیا جو قریب ہی موجود سپیشل ایئرپورٹ کی طرف جاتی تھی۔

" چیف نے کیا کہا ہے باس"...... راجر نے جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا، پوچھا۔

" چیف نے تو مداخلت نہ کرنے کا حکم دیا ہے لیکن میں ذاتی طور پر انہیں روکنا چاہتا ہوں"...... میکائی نے جواب دیا تو راجر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار سپیشل ایئرپورٹ پہنچ گئی اور میکائی نے اسے پارکنگ میں روکا تو راجر تیزی سے نیچے اترا۔ یہاں کاریں نسبتاً بڑے ایئرپورٹ سے کم تھیں لیکن وہ کار اسے وہاں بھی نظر نہ آ رہی تھی۔

" کار تو یہاں بھی پارکنگ میں موجود نہیں ہے باس"...... راجر نے میکائی کے پیچھے ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے۔ بہرحال آؤ"...... میکائی نے کہا اور پھر وہ اس چھوٹے ایئرپورٹ کی ساری عمارت میں گھومتے رہے لیکن راجر کو یہاں بھی عمران یا اس کے ساتھی نظر نہ آئے۔

" کیا ابھی یہاں سے کوئی چارٹرڈ طیارہ روانہ ہوا ہے"...... میکائی نے ایک کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" یس سر۔ گریٹ لینڈ کے لئے ابھی دس منٹ پہلے ایک چارٹرڈ طیارے نے پرواز کی ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

" اس میں کتنے افراد سوار ہوئے ہیں"...... میکائی نے پوچھا۔

" جی ایک تو کسی ایشیائی سفارت خانے کے سفیر صاحب تھے اور ایک ایشیائی آدمی تھا۔ دو افراد تھے"...... لڑکی نے سامنے رکھی ہوئی فائل پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

" ایشیائی سفیر اور ایشیائی آدمی۔ یہ طیارہ کتنی دیر میں گریٹ لینڈ پہنچے گا"...... میکائی نے کہا۔

" تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ وہاں لینڈ کر جائے گا"...... لڑکی نے جواب دیا تو میکائی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس مڑ گیا۔

" وہ نکل گئے ہیں راجر۔ ہم وہاں ایئرپورٹ پر نہ جاتے اور یہاں آ جاتے تو انہیں گھیر لیتے"...... میکائی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" آپ انہیں گرفتار کرنا چاہتے تھے"...... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کچھ تو کرتا۔ بہرحال اب چلو۔ میرا خیال ہے کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ واپس اس کوٹھی پر ہی گئے ہوں گے"...... میکائی نے کہا اور پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" لیکن یہ لوگ تو صرف تین تھے۔ ان کے باقی ساتھی تو نہیں آئے تھے۔ شاید اب پہنچ گئے ہوں"...... راجر نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ایس وی ٹی کا رسیور تو تمہاری کار میں ہو گا"...... میکائی نے

پوچھا۔

"نہیں باس۔ میری جیب میں ہے"...... راجر نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر چلو اس کوٹھی کو چیک کر لیں"...... میکائی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ اس کالونی میں پہنچ کر جب راجر نے اس کوٹھی کی نشاندہی کی تو میکائی نے گیٹ پر تالے کو دیکھ کر ایک طویل سانس لیا اور کار آگے بڑھا دی۔

"وہ واپس یہاں نہیں آئے۔ بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے۔ میں تمہیں باہر سڑک پر ڈراپ کر دیتا ہوں تم ٹیکسی لے کر ایئرپورٹ چلے جاؤ اور وہاں سے کار لے کر واپس چلے جانا"...... میکائی نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ میکائی کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ میکائی کے نزدیک مشن ختم ہو چکا ہے۔

ماسٹر کارڈن اپنی رہائش گاہ کے بیڈ روم میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور پھر یہ سیٹی کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی اور ماسٹر کارڈن جو آدھی رات تک شراب نوشی اور دیگر حسب معمول خرمستیوں کے بعد مدہوشی کے عالم میں سویا ہوا تھا گھنٹی کی انتہائی تیز آواز پر بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ پہلے تو اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات پھیلتے رہے جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ یہ کیسی آواز ہے اور کیوں اسے سنائی دے رہی ہے لیکن پھر جیسے ہی اس کے شعور نے اس آواز کا ادراک کیا تو وہ اس طرح اچھل کر بیڈ سے نیچے اترا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ وہ دوڑتا ہوا سائیڈ دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ سیٹی کی تیز ترین آواز اس الماری سے ہی نکل رہی تھی۔ اس نے جلدی سے الماری کے پٹ کھولے اور

اندر موجود ایک چوکور سی مشین کے ہک میں لٹکا ہوا رسیور نما آلہ اتار لیا۔ اس آلے کے ہک سے علیحدہ ہوتے ہی سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی اور مشین پر کئی چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

"ہیڈ کوارٹر کالنگ"...... ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں"...... ماسٹر کارڈن نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"گرانڈ ماسٹر سے بات کرو ماسٹر کارڈن"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ میں ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں"...... ماسٹر کارڈن کا لہجہ اس بار مودبانہ تھا۔

"ماسٹر کارڈن۔ تمہاری نااہلی پر تمہیں کیا سزا دی جائے"۔ دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا تو ماسٹر کارڈن بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف"...... ماسٹر کارڈن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم پڑے سو رہے ہو اور پاکیشیائی ایجنٹ سائنس دان کو نہ صرف لے اڑے ہیں بلکہ وہ اسے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈ بھی پہنچا چکے ہیں"...... دوسری طرف سے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا تو ماسٹر کارڈن کے ہاتھ سے رسیور چھوٹتے

چھوٹتے بچا۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے چیف۔ سپر ایکس میں موجود سائنس دان کو کیسے باہر نکالا جا سکتا ہے"...... ماسٹر کارڈن کے لہجے میں مزید بوکھلاہٹ شامل ہو گئی تھی۔

"ماسٹر کارڈن یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے اور سنو اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے ان پاکیشیائی ایجنٹوں اور خاص طور پر ان کے لیڈر علی عمران کی لاش چاہئے۔ وہ سب ابھی تک سنائی میں ہی موجود ہیں اور یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں رہ رہے ہیں اور اگر یہ سنائی سے چلے بھی جائیں تو چاہے یہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں مجھے ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ پھر تم اور تمہارا سیکشن لاشوں میں تبدیل کر دیا جائے گا"۔ دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا۔ لہجہ اس قدر سرد اور سفاک تھا کہ ماسٹر کارڈن جیسے آدمی کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

"حکم کی تعمیل ہو گی چیف"...... ماسٹر کارڈن نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ان پر پوری قوت سے ٹوٹ پڑو۔ پورے سنائی کی اینٹ سے اینٹ بجا دو۔ کسی کا لحاظ مت کرو۔ کسی کی پرواہ مت کرو۔ مجھے بہرحال ان کی لاشیں چاہئیں"...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن باس اگر وہ فائل آئے تو"...... ماسٹر کارڈن

نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نانسنس۔ اب بھی تم فائل کا انتظار کر رہے ہو۔ یہ سب ڈرامہ تھا۔ فراڈ تھا۔ وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ انہیں کل صبح تک کی مہلت مل جائے اور وہ اپنے سائنس دان کو نکال کر لے جائیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایک سائنس دان کے جانے سے کیا ہوگا۔ میں پورے پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا لیکن تم نے بہرحال ان ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ یہ تمہاری زندگی کے لئے ضروری ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر کارڈن کافی دیر تک تو رسیور ہاتھ میں پکڑے کھڑا رہا۔ اسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ سپر ایکس سے سائنس دان کو اغوا کیا جا سکتا ہے۔ اس نے رسیور واپس اس چوکور مشین سے منسلک ہک پر لٹکایا اور الماری بند کر کے وہ بجائے بیڈ پر بیٹھنے کے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے سائیڈ میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف جب کافی دیر تک گھنٹی بجنے کی بھی آواز سنائی نہ دی تو اس کے چہرے پر پہلی بار غصے کے تاثرات پھیلنے لگے۔ اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" لا بیلی کیسینو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں۔ ریمزے سے بات کراؤ"...... ماسٹر

کارڈن نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" یس ماسٹر میں ریمزے بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بھیک مانگنے والوں جیسا تھا۔

" نیچے سپر ایکس میں جاؤ اور دیکھو کہ وہاں کیا ہوا ہے اور پھر مجھے میری رہائش گاہ کے فون پر تفصیلی رپورٹ دو"...... ماسٹر کارڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ تو بند ہو گا ماسٹر"...... ریمزے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سپیشل دروازہ کھول لینا۔ جلدی کرو۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کر رہا ہوں"...... ماسٹر کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

" یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر وہاں ایک گولی بھی چلتی تو سپیشل روم میں گھنٹیاں بج اٹھتیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گرانڈ ماسٹر کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ یقیناً غلط اطلاع دی گئی ہے"...... ماسٹر کارڈن نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں"...... ماسٹر کارڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ریزے بول رہا ہوں ماسٹر۔ سپر ایکس مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ جیکب اور اس کے پورے سیکشن کے آدمیوں کے جسم جل کر کوئلہ بن چکے ہیں اور تمام مشینری جل کر راکھ ہو چکی ہے۔ اس کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر تو قیامت کا منظر ہے جناب"۔ ریزے کی بوکھلائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی"...... ماسٹر کارڈن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

"تو گرانڈ ماسٹر کی اطلاع درست تھی لیکن یہ سب کیسے ہو گیا"...... ماسٹر کارڈن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں انہیں پیس کر رکھ دوں گا۔ میں ان کا عبرتناک حشر کروں گا"...... ماسٹر کارڈن نے یکلخت اونچی آواز میں چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بارگو بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد بارگو کی خمار آلود آواز سنائی دی۔ وہ بھی یقیناً نیند سے اٹھا تھا۔

"بارگو۔ پاکیشیائی ایجنٹ تمہاری نااہلی کی وجہ سے ایئرپورٹ سے غائب ہوئے تھے اور وہ سپر ایکس کو تباہ کر کے وہاں سے اپنا سائنس دان نکال کر لے گئے ہیں۔ سائنس دان تو گریٹ لینڈ پہنچ چکا

ہے لیکن یہ ایجنٹ ابھی تک سنائی میں ہی ہیں اور اب ان کا ازالہ بھی تم نے ہی کرنا ہے۔ سب سے پہلے اپنے سیکشن کو لے جا کر فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس پر ریڈ کرو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ ایجنٹ اس کوٹھی میں رہائش پذیر ہیں۔ اس پوری کوٹھی کو میزائلوں سے اڑا دو۔ اس کے بعد وہاں چیکنگ کرواگر تو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں مل گئیں تو ٹھیک ورنہ پورے شہر میں موجود اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دو اور کسی نہ کسی طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرو۔ مجھے ہر قیمت پر صبح ہونے سے پہلے ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ تم خود لاش میں تبدیل ہو جاؤ گے"۔ ماسٹر کارڈن نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو ماسٹر کارڈن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارڈن ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کارڈن بول رہا ہوں۔ جانسن سے بات کراؤ"...... ماسٹر کارڈن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جانسن بول رہا ہوں ماسٹر"...... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جانسن۔ ہوٹل میں ریڈ الرٹ کا حکم دے دو۔ پاکیشیائی ایجنٹ شاید یہاں ریڈ کریں۔ تم نے انہیں ہر صورت میں لاشوں میں تبدیل کرنا ہے۔ جو مشکوک آدمی یا عورت نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو۔ بعد میں تحقیقات ہوتی رہے گی"...... ماسٹر کارڈن نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ماسٹر کارڈن نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر اٹھ کر وہ ایک طرف موجود ریک کی طرف بڑھ گیا۔ ریک میں انتہائی قیمتی شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے دو بوتلیں اٹھائیں اور دوبارہ کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ ایک بوتل کھول کر اس نے منہ سے لگائی اور اس وقت تک اسے نہ ہٹایا جب تک اس میں موجود شراب کا آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔

"میں ان ایجنٹوں کو تباہ کر دوں۔ برباد کر دوں گا"...... اس نے خالی بوتل منہ سے علیحدہ کر کے پوری قوت سے اسے دیوار پر مارتے ہوئے کہا۔ بوتل ایک دھماکے سے ٹوٹ گئی اور اس کی کرچیاں قالین پر بکھر گئیں جبکہ اس نے دوسری بوتل اٹھا لی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

نیشنل گارڈن میں رات کے وقت اتنی رونق نہ تھی جتنی دن کے وقت ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں اچھے خاصے لوگ موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران، جولیا اور صفدر ابھی وہاں پہنچے تھے جبکہ ان کے باقی ساتھی پہلے سے وہاں موجود تھے۔

"آپ نے کوٹھی جانے کی بجائے یہاں اکٹھے ہونے کا کیوں پروگرام بنایا ہے عمران صاحب"...... نعمانی نے کہا۔

"راجر تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے مجھے خدشہ تھا کہ وہ فرار ہو سکتا ہے اور اس کے فرار ہونے کا مطلب ہے کہ یہ کوٹھی کاراکاز کی نظروں میں آجائے گی اور میرا خدشہ درست ثابت ہوا۔ راجر ہمارے وہاں جانے سے پہلے فرار ہو چکا تھا۔ چونکہ مسئلہ سرداور کو ہوش میں لے آنا تھا کیونکہ اگر انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ایئرپورٹ لے

جایا جاتا تو وہاں خاصی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی تھیں اس لئے مجبوراً ہمیں وہاں جانا بھی پڑا اور رکنا بھی پڑا لیکن اب ہم اگر واپس وہاں گئے تو کاراکاز ہمارا تعاقب نہ چھوڑے گی"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کاراکاز کا اس مشن سے کیا تعلق بنتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"بظاہر تو نہیں بنتا لیکن وہ اپنے طور پر دفاعی معاہدے کی فائل اڑانا چاہتے ہیں۔ بہرحال اب مجھے ان کی طرف سے بھی ہوشیار رہنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"اب سرداور تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح سلامت برآمد ہو کر یہاں سے نکل ہی گئے ہیں۔ اب آپ کا کیا پلان ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"مجھے سب سے زیادہ فکر سرداور کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا واقعی کرم ہو گیا ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن اگر ہم نے صرف اس پر اکتفا کر لیا تو پھر یہ لوگ کوئی بھی دوسرا وار کر سکتے ہیں اس لئے اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس سپر ماسٹر گروپ کا خاتمہ کیا جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ اسلحہ ہمارے پاس موجود ہے اور کارڈن ہوٹل یہاں سے قریب ہی ہے۔ اس کا ابھی خاتمہ کر دیتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"مسئلہ ان غنڈوں کے خاتمے کا نہیں ہے تنویر۔ اصل تنظیم سپر ماسٹر گروپ ہے جو خفیہ رہتی ہے اور صرف ماسٹر کارڈن ہی اس کے بارے میں جانتا ہے اس لئے ہم نے اس ماسٹر کارڈن کو اغوا کرنا ہے اور پھر اس سے سپر ماسٹر گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ پھر ہمارا مشن مکمل ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس وقت تو ظاہر ہے وہ ماسٹر کارڈن ہوٹل میں موجود نہیں ہو گا۔ پھر"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یقیناً وہ کسی رہائش گاہ پر ہو گا لیکن اب اس رہائش گاہ کا پتہ لگانا بھی ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دور موجود ویٹر کو اشارہ کیا تو ویٹر تیزی سے قریب آ گیا۔

"فون لے آؤ"...... عمران نے ویٹر سے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے جواب دیا اور پھر اس نے اپنے لباس کی جیب سے کارڈلیس فون پیس نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھا اور خود تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں کوئیک سروس۔ پہلے میں سمجھا تھا کہ کوئیک سروس کا مطلب ہے کہ ویٹر صاحبان کوئیک مارچ کرتے ہوئے سروس دیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔ عمران نے فون پیس اٹھا کر اس پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کارڈن ہوٹل"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف کاراکاز آرتھر بول رہا ہوں۔ کون اس وقت انچارج ہے"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس جانسن سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اس سے بات کراؤ"...... عمران نے اسی بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جانسن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آرتھر بول رہا ہوں۔ چیف آف کاراکاز"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ماسٹر کارڈن سے انتہائی ایمرجنسی بات کرنی ہے ورنہ اس کا بے پناہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ کیا اس وقت فون پر بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ وہ جاگ رہے ہیں سر کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے مجھ سے فون پر بات کی ہے"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ کیا نمبر ہے اس کا"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے

نمبر بتا دیا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کمشنر پولیس بول رہا ہوں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ یہاں سنائی میں پولیس کے چیف کو کمشنر کہا جاتا تھا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ایک نمبر نوٹ کرو اور چیک کر کے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر ہے۔ درست طور پر چیک کرنا کیونکہ یہ انتہائی اعلیٰ سطح کا ملکی مسئلہ ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ بتائیں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے جانسن کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر۔ میں ابھی چیک کر کے بتاتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھی طرح تسلی سے چیک کرنا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر"...... چند لمحوں بعد ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ اس نے کمپیوٹر پر چیکنگ کی ہو گی اس لئے اتنی جلدی اس نے معلوم کر لیا ہے۔

"یس"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ نمبر ٹرانس کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں نصب ہے اور ماسٹر کارڈن کے نام سے ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ اور اگر یہ بات لیک آؤٹ ہوئی تو آپ کو اس کا انتہائی خمیازہ بھگتنا ہو گا"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔

"ماسٹر کارڈن ٹرانس کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں ہو گا اور یہ کالونی سٹار روڈ پر ہے۔ اب ہم نے صبح ہونے سے پہلے پہلے بہر حال اس ماسٹر کارڈن سے معلومات حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ معلومات حاصل کر لینے کے بعد ہمیں کہیں نہ کہیں تو چھپنا ہو گا۔ کسی ہوٹل میں یا کسی کوٹھی میں"...... صفدر نے کہا۔

"ماسٹر کارڈن کی کوٹھی ہمارے لئے سب سے بہترین پناہ گاہ ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ واقعی"...... سب نے ہی عمران کے اس آئیڈیئے کی داد دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے میرا خیال تھا کہ اس کارڈن ہوٹل کو ہی تباہ کر دیا جائے تاکہ ان لوگوں پر ہماری دہشت بیٹھ جائے اور یہ ہمارے خلاف کھل کر کوئی کارروائی نہ کریں"...... تنویر نے کہا۔

"تنویر کی بات درست ہے عمران صاحب۔ یہ غنڈوں اور بدمعاشوں کی نفسیات ہے کہ وہ اس قسم کی کارروائیوں سے واقعی دہشت زدہ ہو جاتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس سے یقیناً وہ سپر ماسٹرز چونک پڑیں گے۔ پہلے ہی انہیں سپر ایکس سے سرداور کے نکال کر لے جانے اور اسے تباہ کرنے کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں اس لئے پہلے ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ اس کے بعد اس ہوٹل کا نمبر آئے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ بات آپ کو کیسے معلوم ہو گئی کہ انہیں اس کی اطلاع مل چکی ہے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"اس جانسن نے بتایا ہے کہ اس وقت ماسٹر کارڈن جاگ رہا ہے اور ان جیسے لوگوں کا یہ جاگنے کا وقت نہیں ہوا کرتا۔ اس کے جاگنے کا مطلب ہے کہ اسے اطلاع مل چکی ہے"...... عمران نے جواب دیا

تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" آپ واقعی بہت گہرے انداز میں سوچتے ہیں"...... صالحہ نے پہلی بار تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" چلو اٹھو۔ ہم نے فوری وہاں ریڈ کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ویٹران کے اٹھتے ہی تیزی سے قریب آیا تو نعمانی نے جیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔

" باقی تمہاری ٹپ"...... نعمانی نے کہا تو ویٹر نے باقاعدہ سلام کر کے نعمانی کا شکریہ ادا کیا اور پھر میز پر پڑا ہوا فون پیس اٹھا کر اس نے اپنی جیب میں رکھا اور ریستوران کی عمارت کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی اپنی کاروں میں سوار ہو کر ٹرانس کالونی کی طرف بڑھ گئے۔

آرتھر نائٹ سوٹ میں ملبوس اپنے بیڈ روم میں مسلسل ٹہلنے میں مصروف تھا۔ میکائی نے اسے فون پر سائنس دان کے سنائی سے نکل جانے کی نہ صرف تفصیل بتا دی تھی بلکہ اس نے فوری طور پر ملاقات پر بھی اصرار کیا تھا جس کے نتیجے میں اس نے اسے اپنی رہائش گاہ پر بلا لیا تھا اور اپنے ملازموں سے کہہ دیا تھا کہ میکائی کو ڈرائینگ روم میں بٹھا کر اسے اطلاع دی جائے۔ وہ اس لئے بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ اس کے ذہن کے مطابق اب فان لینڈ کو دفاعی معاہدے کی فائل ملنے کا سکوپ تقریباً ختم ہو چکا تھا جبکہ ڈیفنس سیکرٹری نے اسے کہا تھا کہ اگر یہ فائل ان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس سے سفارتی سطح پر بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس لئے اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو آرتھر مڑا اور دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ملازم باہر موجود تھا۔

" مہمان پہنچ چکے ہیں صاحب"...... ملازم نے کہا تو آرتھر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر بیڈ روم کا دروازہ بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ڈرائینگ روم میں میکائی موجود تھا۔ آرتھر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو میکائی "...... آرتھر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود بھی صوفے پر بیٹھ گیا۔

" اب فائل کا کیا ہو گا۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ تو واقعی انتہائی تیز ثابت ہوئے ہیں"...... میکائی نے کہا۔

"یہی بات میں بھی سوچ رہا ہوں۔ اب یہ تو سوچنا ہی حماقت ہے کہ صبح کوریئر سروس سے فائل پہنچ جائے گی۔ یقیناً یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہو گا کہ ماسٹر گروپ ان کے سائنس دان کو ہلاک نہ کر دے۔ لیکن یہ لوگ آخر کس طرح اس سائنس دان کو نکال کر لے گئے ہیں اور کہاں سے جبکہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے کہ اسے کہاں رکھا گیا تھا"...... آرتھر نے کہا۔

" میں نے یہاں آنے سے پہلے ساری صورت حال معلوم کر لی ہے"...... میکائی نے کہا۔

" کیا"...... آرتھر نے چونک کر پوچھا۔

" سائنس دان کو ماسٹر گروپ نے لابیلی کیسینو کے نیچے اپنے خصوصی اڈے جسے سپر ایکس کہا جاتا ہے، میں بے ہوش کر کے رکھا

ہوا تھا اور اس کا علم صرف وہاں کے انچارج جیکب اور ماسٹر کارڈن کو ہی تھا اور کسی کو اس کا علم نہ تھا لیکن ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس کا سراغ لگایا اور پھر انہوں نے وہاں اس قدر پراسرار انداز میں کارروائی کی کہ باہر سڑک تک بھی کسی کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکا اور سپر ایکس کا یہ راستہ جسے انتہائی جدید ترین سائنسی آلات کی وجہ سے انتہائی محفوظ سمجھا جاتا تھا اور پھر اسے صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا، باہر سے کسی طور پر بھی نہیں کھولا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں جیکب اور اس کے خصوصی گروپ کے تقریباً بیس انتہائی تربیت یافتہ افراد بھی رہتے تھے لیکن اب جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ راستہ کھلا ہوا تھا۔ اندر موجود تمام مشینری مکمل طور پر جل کر راکھ ہو چکی تھی۔ جیکب اور اس کے تمام ساتھی بھی جل کر کوئلہ بن چکے تھے اور کسی کو کانوں کان اس کی خبر نہ ہو سکی تھی"...... میکائی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" حیرت ہے۔ یہ تو ایسی کارکردگی ہے جو ناولوں میں پڑھی جاتی ہے یا پھر ایکشن فلموں میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حقیقت میں تو ایسی کارروائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ سب کچھ حقیقت ہے"...... آرتھر نے کہا۔

" اس کے علاوہ ان لوگوں نے باقاعدہ پلاننگ کر رکھی تھی۔ سپیشل ایئرپورٹ پر ایک چارٹرڈ طیارہ تیار کھڑا تھا اور پاکیشیائی سفیر

بھی ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ اس سائنس دان جس کا نام سرداور تھا، اسے کوٹھی میں لے جا کر ہوش میں لایا گیا پھر وہاں سے سیدھا ایئر پورٹ پر پہنچایا گیا اور وہ پاکیشیائی سفیر کے ساتھ گریٹ لینڈ روانہ ہو گئے۔ جب تک میں راجر کے ساتھ وہاں پہنچتا تو یہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی وہاں سے واپس جا چکے تھے"...... میکائی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جیسے گریٹ لینڈ کے حکام نے بتایا تھا یہ واقعی انتہائی فعال اور انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ سروس ہے"۔ آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ابھی تک یہ لوگ یہاں موجود ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ماسٹر گروپ کو ختم کر کے یہاں سے واپس جائیں گے اور اسی لئے میں آیا ہوں"...... میکائی نے کہا تو آرتھر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... آرتھر نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ اب بظاہر اس وفاعی فائل کا حصول تو تقریباً ناممکن ہو چکا ہے۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ سپر ماسٹر گروپ اور ماسٹر گروپ کا بھی خاتمہ کر دیں گے لیکن اس میں انہیں بہرحال کچھ روز لگ جائیں گے اس لئے اگر ان دنوں میں ہم پاکیشیا جا کر اس فائل کو حاصل کریں تو ہم آسانی سے کامیاب ہو سکتے ہیں"...... میکائی نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس یہاں مصروف ہے اس لئے تمہیں فائل حاصل کرنے میں آسانی رہے گی"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان فائل کے حصول میں مین کردار ادا کر سکتے ہیں اور ہم جا کر اگر اس سر سلطان کو اغوا کر لیں تو فائل آسانی سے مل جائے گی"...... میکائی نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے لیکن اس کے لئے مجھے ڈیفنس سیکرٹری کی باقاعدہ منظوری لینا ہو گی کیونکہ بہرحال یہ کسی ملک کے خلاف باقاعدہ مشن ہے جبکہ یہاں ہم اس انداز میں کارروائی کر رہے تھے کہ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکے کہ فائل کون لے گیا"...... آرتھر نے کہا۔

"آپ پلیز اس کی منظوری لے لیں کیونکہ میں اب ذہنی طور پر فیصلہ کر چکا ہوں کہ یہ فائل حاصل کروں"...... میکائی نے کہا۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ حکومتی معاملات بے حد سنجیدہ ہوتے ہیں۔ حکام کو بہت کچھ سوچنا پڑتا ہے۔ بہرحال صبح کو میں ڈیفنس سیکرٹری اور چیف سیکرٹری سے بات کر کے پھر ہی کوئی جواب دے سکتا ہوں۔ ویسے ابھی یہ لوگ یہاں کچھ روز تو بہرحال رہیں گے۔ اب اتنی جلدی تو نہ سپر ماسٹر گروپ کا سراغ لگ سکتا ہے اور نہ ہی ماسٹر گروپ کا خاتمہ ہو سکتا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن کل شام سے پہلے پہلے اس کا فیصلہ ہو جانا

چاہیے تاکہ میں فوری طور پر سیکشن کو لے کر پاکیشیا روانہ ہو جاؤں"...... میکائی نے اٹھتے ہوئے کہا اور آرتھر بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹرانس کالونی واقعی نو تعمیر شدہ علاقہ تھا لیکن وہاں کی کوٹھیاں شاہانہ انداز کی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کاریں پہلے چوک کے قریب ہی پارکنگ میں کھڑی کیں اور پھر وہ سب نیچے اتر کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔

"کیا پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے گی"۔ صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے ورنہ فائرنگ شروع ہو گئی تو ارد گرد کی کوٹھیوں میں سے لازماً کسی نہ کسی نے پولیس کو فون کر دینا ہے اور پھر ہمارا اس کوٹھی میں رکنے کا مسئلہ بھی نہ رہے گا"...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ مطلوبہ کوٹھی کی سائیڈ میں ایک چوڑی سڑک تھی۔ عمران کے اشارے پر صفدر ان سے علیحدہ ہو کر اس سڑک کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران اور اس کے باقی ساتھی ویسے ہی

علیحدہ علیحدہ ہو کر ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہوں نے جان بوجھ کر کوٹھی کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی تاکہ کوٹھی کے اندر سے ان کو چیک کیا جا رہا ہو تو انہیں مشکوک نہ سمجھ لیا جائے۔ کوٹھی کے سامنے سے گزر کر وہ کافی آگے بڑھتے چلے گئے۔ چار کوٹھیوں کے بعد ایک بار پھر سائیڈ روڈ تھی۔

"اب ادھر سے عقبی طرف چلو۔ صفدر نے اپنا کام اس دوران کر لیا ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سائیڈ روڈ کی طرف مڑ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے سائیڈ روڈ پر مڑ گئے۔ البتہ مڑنے سے پہلے انہوں نے احتیاطاً ارد گرد محتاط انداز میں نظریں دوڑائیں لیکن وہاں آنے جانے والے اور سڑک سے کاروں پر گزرنے والے سب لوگ اپنے اپنے حال میں مست تھے۔ کسی کی توجہ بھی ان کی طرف نہ تھی۔ سائیڈ روڈ سے ہو کر جب وہ عقبی طرف موجود سڑک پر پہنچے تو انہیں صفدر اس طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس طرف ٹریفک تو موجود تھی لیکن تقریباً نہ ہونے کے برابر۔

"میں نے دس کیپسول فائر کر دیئے ہیں"....... صفدر نے قریب آ کر کہا۔

"کافی ہیں۔ اب نعمانی اور چوہان عقبی طرف سے اندر کود کر عقبی گیٹ کھولیں گے لیکن اس وقت جب دس منٹ گزر جائیں گے"....... عمران نے کہا اور پھر وہ اسی طرح ٹہلنے کے سے انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر سائیڈ روڈ سے ہو کر وہ دوبارہ کوٹھی کے

فرنٹ کی طرف پہنچ گئے جبکہ نعمانی اور چوہان وہیں کوٹھی کی عقبی طرف ہی رہ گئے تھے۔ وہ ان کے ساتھ سائیڈ روڈ پر نہ آئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی مین روڈ پر پہنچ کر ایک بار پھر کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے سے گزرے لیکن اس بار بھی انہوں نے کوٹھی کی طرف توجہ نہ کی تھی۔ پھر آگے بڑھ کر ایک بار پھر وہ سائیڈ سے ہو کر جب عقبی طرف پہنچے تو چوہان وہاں موجود تھا۔

"آ جائیے عقبی دروازہ کھلا ہوا ہے اور اندر موجود سات افراد بے ہوش پڑے ہیں جن میں سے دو مسلح پہرے دار ہیں اور دو مرد ملازم ہیں جبکہ دو ملازم نما عورتیں ہیں اور ایک شاید اس ماسٹر کارڈن کی بیوی ہے لیکن وہ علیحدہ کمرے میں ہے جبکہ یہ ماسٹر کارڈن ایک کمرے میں کرسی پر ہی بے ہوش پڑا ہوا ہے"....... چوہان نے عقبی دروازے تک پہنچتے پہنچتے پوری تفصیل بتا دی۔

"تمہیں تو سروے ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہونا چاہئے۔ چند لمحوں میں تم نے پوری کوٹھی کا سروے مکمل کر لیا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سروے نعمانی نے کیا ہے۔ میں تو عقبی دروازے کے پاس رکا رہا تھا تاکہ کوئی مداخلت نہ ہو سکے"....... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ عقبی دروازے سے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔

"دروازہ بند کر کے اب تم یہاں پہرہ دو گے تاکہ اگر کوئی چیک

کر رہا ہو تو اس کے رد عمل کو بروقت روکا جا سکے"...... عمران نے کہا اورچوہان نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر وہ وہیں رک گیا۔

" خاور تم اور صدیقی بھی عقبی طرف رکو گے اور پوری طرح ہوشیار رہو گے"...... عمران نے خاور اور صدیقی سے کہا۔

" ٹھیک ہے"...... ان دونوں نے کہا اور عمران باقی ساتھیوں سمیت سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا سامنے کی طرف مڑ گیا۔ پھاٹک کے پاس باقاعدہ گارڈ روم بنا ہوا تھا۔ یہاں نعمانی موجود تھا۔ برآمدے میں دو مسلح افراد ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

" سوائے عورتوں کے جتنے بھی مرد یہاں موجود ہیں ان سب کو اکٹھا کر کے ایک کمرے میں پہنچا دو اور ان کے ہاتھ پیر باندھ کر منہ میں رومال ٹھونس دو"...... عمران نے کہا۔

" جولیا اور صالحہ تم ان عورتوں کو ایک کمرے میں اکٹھا کر کے ان کے ساتھ بھی یہی کارروائی کرو"...... عمران نے جولیا اور صالحہ سے کہا اور پھر وہ نعمانی کو ساتھ لے کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں ماسٹر کارڈن کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

" رسی تلاش کر کے لے آؤ نعمانی۔ یہ آدمی خاصا سخت جان نظر آ رہا ہے"...... کمرے میں داخل ہو کر عمران نے کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے ماسٹر کارڈن کو دیکھ کر نعمانی سے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران نے سب سے پہلے اس کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن وہاں سے اس کے مطلب کی کوئی چیز نہ مل سکی تھی۔ اس

دوران نعمانی رسی کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا تو عمران نے اس کے ساتھ مل کر ماسٹر کارڈن کو اس رسی کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔

" پانی لے آؤ اور اس کے منہ میں ڈالو تاکہ اسے ہوش آ سکے"...... عمران نے ماسٹر کارڈن کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور نعمانی ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پلاسٹک کی بنی ہوئی ایک بوتل تھی جس میں آدھے سے زیادہ پانی بھرا ہوا تھا۔ اس نے عمران کے کہنے پر اس ماسٹر کارڈن کے دونوں جبڑے بھینچ کر اس کے حلق میں چند گھونٹ پانی ڈالا اور پھر باقی پانی اس نے اس کے سر پر انڈیل دیا اور چند لمحوں بعد ماسٹر کارڈن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ نعمانی بھی اب عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ماسٹر کارڈن نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر یکلخت غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور نعمانی پر جیسے جم سی گئیں۔

" تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ۔ یہ مجھے کس نے باندھا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تو میرا بیڈ روم ہے۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب"...... ماسٹر

کارڈن کے منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ نکل رہے تھے۔

" تمہارا نام ماسٹر کارڈن ہے اور تم ماسٹر گروپ نامی سنڈیکیٹ کے سربراہ ہو"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

" تم۔ تم کون ہو۔ یہ تم یہاں کیسے آگئے۔ کیا مطلب ہوا"۔ ماسٹر کارڈن کی حیرت اور زیادہ گہری ہوتی جا رہی تھی۔

" میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر کارڈن نے بے اختیار اچھلنے کی کوشش کی لیکن نتیجہ وہی نکلا کہ وہ ایک بار پھر کسمسا کر رہ گیا۔

" عمران۔ پاکیشیائی۔ اوہ۔ اوہ۔ تم یہاں۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے"...... ماسٹر کارڈن نے مر جانے کی حد تک حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" پہلے تم اپنی حیرت پر قابو پالو ماسٹر کارڈن۔ پھر تم سے بات ہو گی۔ تمہارا خیال تھا کہ تم چونکہ ماسٹر گروپ کے سربراہ ہو اس لئے تم تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تو یہ تمہاری حماقت تھی۔ تم نے پہلے بھی ہمارے سائنس دان سرداور کو اغوا کر کے اور اپنے اڈے سپر ایکس میں بند کر کے یہ سمجھ لیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سرداور تک نہ پہنچ سکے گی لیکن تمہیں یقیناً یہ اطلاع مل گئی ہو گی کہ ہم نے تمہارے سپر ایکس سے سرداور کو نکال کر سپر ایکس کو جلا کر راکھ کر دیا ہے اور سرداور کو زندہ سلامت نہ صرف وہاں سے نکال کر لے گئے ہیں بلکہ انہیں گریٹ لینڈ پہنچا دیا گیا ہے جہاں سے وہ اب پاکیشیا پہنچنے والے

ہوں گے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے تو کارڈن ہوٹل پر ریڈ کرنا تھا۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ یہاں کے بارے میں تو کوئی نہیں جانتا"...... ماسٹر کارڈن نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" وہاں بھی ریڈ کر لیں گے۔ فی الحال تو ہمیں تم سے کام تھا اس لئے تمہارے پاس آگئے ہیں۔ اب تم چونکہ ذہنی طور پر سنبھل گئے ہو اس لئے اب تم ہمیں یہ بتاؤ کہ سپر ماسٹر گروپ کا سربراہ کون ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر یا رہائش گاہ وغیرہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

" سپر ماسٹر گروپ۔ کیا مطلب۔ ماسٹر گروپ ایک ہی ہے اور میں اس کا سربراہ ہوں اس لئے میں ہی سپر ماسٹر ہوں"...... ماسٹر کارڈن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" نعمانی کیا خیال ہے۔ کیا تم اس کی زبان کھلوا لو گے یا مجھے ہی حرکت میں آنا پڑے گا"...... عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ تو وہی نتھنے کاٹنے والا عمل کریں گے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ان حالات میں وہی کام دیتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب۔ آپ کے اس عمل میں نہ صرف کافی وقت لگتا ہے بلکہ خون بھی بہتا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ میں اس سے کم وقت میں بغیر خون بہائے بھی معلومات حاصل کر سکتا ہوں"۔

نعمانی نے جواب دیا۔ وہ دونوں اس انداز میں باتیں کر رہے تھے جیسے پارک کی کسی بنچ پر بیٹھے گپ شپ کر رہے ہوں۔

" سنو۔ مجھے کھول دو اور اپنی جانیں بچا کر چلے جاؤ۔ سمجھے ورنہ تمہارا برا حشر ہو گا"....... اچانک ماسٹر کارڈن نے کہا۔

" تم فکر مت کرو ماسٹر کارڈن۔ تمہارے آدمی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے"....... عمران نے مڑ کر ماسٹر کارڈن سے کہا اور پھر وہ نعمانی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

" اچھا۔ کیا اس سے بھی کوئی اچھا طریقہ سیکھ لیا ہے تم نے۔ اگر ایسا ہے تو مجھے بھی بتا دو۔ میں بھی نتھنے کاٹ کاٹ کر تنگ آ گیا ہوں بلکہ اب تو میرے اس طریقے کی وجہ سے مجھے نتھنے کاٹ کا لقب بھی دے دیا گیا ہے"....... عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ نے یقیناً پڑھا ہو گا کہ قدیم رومن بادشاہ زبان کھلوانے کے لئے ایک قدیم رومن طریقہ استعمال کیا کرتے تھے جسے وہ اپنی زبان میں ورا کی کہتے تھے"....... نعمانی نے کہا۔

" ورا کی۔ ہاں میں نے پڑھا ہوا ہے لیکن اس میں تو پہلے اس آدمی کے سر کے بال صاف کئے جاتے ہیں پھر اس کے سر کی مخصوص رگوں پر سوئی کی نوک چبھو کر لاشعور کو حرکت میں لایا جاتا ہے اور وہ لوگ اس میں واقعی انتہائی مہارت رکھتے تھے لیکن بہرحال یہ ایک خاصا طویل اور مہارت کا کام ہے"....... عمران نے کہا۔

" موجودہ دور میں طب، رومن دور سے بہت آگے جا چکی ہے۔ اب

سر کے بال ہٹانے اور مخصوص رگوں کو سامنے لے آنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چونکہ مجھے یہ طریقہ خاصا دلچسپ محسوس ہوا تھا اس لئے میں نے اس پر کچھ عملی کام بھی کیا ہوا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کا عملی مظاہرہ کروں"....... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا۔ ویری گڈ۔ اگر تم واقعی کامیاب مظاہرہ کرو تو بیس گز کی پگڑی اور ایک من مٹھائی پیش کر کے تمہارا شاگرد رشید بن جاؤں گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کو شاگرد بنا کر مجھے واقعی خوشی ہو گی"....... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" مگر وہ سوئی۔ وہ تو پہلے کہیں سے ڈھونڈ لو"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سوئی کی ضرورت نہیں۔ پیپر پن کافی ہے اور وہ میرے کوٹ کے کالر میں موجود ہے"....... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کے کالر سے ایک پن نکالی اور ماسٹر کارڈن کی کرسی کے عقب میں آ گیا۔

" ارے کیا واقعی۔ کیا تم واقعی سنجیدہ ہو"....... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ نعمانی کی بات کو اب تک مذاق سمجھ رہا ہو۔

" ابھی آپ دیکھ لیں گے"....... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے ماسٹر کارڈن کا سر پکڑ لیا۔

" یہ سب کیا ہے۔ تم کیا کر رہے ہو"....... ماسٹر کارڈن نے سر کو

چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن نعمانی کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ وہ اپنے سر کو پوری طرح حرکت بھی نہ دے سکتا تھا۔ پھر نعمانی نے دوسرے ہاتھ کی ان دو انگلیوں کو جس میں ہیپر پن موجود تھی ماسٹر کارڈن کے سر پر پھیرنا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد اس نے دوسرے ہاتھ کا انگوٹھا اس کے سر کے پچھلے حصے میں ایک مخصوص جگہ پر رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انگلیوں میں پکڑی ہوئی ہیپر پن جھٹکے سے اس کے سر میں اتار دی۔ ماسٹر کارڈن کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ اس نے سر کو زور سے جھٹکا دیا لیکن نعمانی نے پن باہر نکالی اور پھر ذرا سا آگے کر کے اس نے پن دوبارہ اس کے سر میں اتار دی اور اس کے ساتھ ہی ماسٹر کارڈن کا جسم یکلخت ڈھیلا سا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں آدھی بند ہو گئیں۔ چہرہ لٹک سا گیا۔ نعمانی نے پن کو ذرا سا اور دبایا اور پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گیا تو ماسٹر کارڈن بت کی طرح بیٹھا رہ گیا۔ نعمانی گھوم کر واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"اب آپ سوال کریں عمران صاحب"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کارڈن۔ سپر ماسٹر گروپ کا سربراہ کون ہے"...... عمران نے کہا۔

"گرانڈ ماسٹر"...... ماسٹر کارڈن کے منہ سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے وہ اپنی مرضی سے نہ بول رہا ہو بلکہ الفاظ کسی مشین کے ذریعے

بن کر اس کے منہ سے باہر آرہے ہوں۔

"کیا نام ہے گرانڈ ماسٹر کا"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ بس سب اسے گرانڈ ماسٹر کہتے ہیں"۔ ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

"اس سے تمہارا رابطہ کیسے ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ خود فون کرتا ہے"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

"تم رات گئے اس وقت کیوں جاگ رہے تھے۔ کیا اطلاع ملی تھی تمہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"گرانڈ ماسٹر نے سپیشل میسج مشین پر کال کیا اور مجھے بتایا کہ سپر ایکس اڈا تباہ ہو چکا ہے اور سائنس دان کو پاکیشیائی ایجنٹ نکال کر لے گئے ہیں اور اسے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے گریٹ لینڈ بھیج دیا گیا ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں فوراً پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دوں ورنہ میرے اور میرے پورے گروپ کے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے سعادت مندانہ انداز میں اس طرح جواب دے رہا تھا جیسے وہ عمران کا ماتحت ہو۔

"پھر تم نے کیا کیا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے بارگو کو فون کر کے اسے حکم دیا کہ صبح تک تمہیں تلاش کر کے تمہارا خاتمہ کر دیا جائے۔ مجھے گرانڈ ماسٹر نے پاکیشیائی ایجنٹوں کی رہائش گاہ کی تفصیل بھی بتائی۔ میں نے اس کوٹھی کی

نگرانی کرنے اور جب یہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچیں تو اس کوٹھی کو میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دیا"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کوٹھی کے بارے میں تمہیں گرانڈ ماسٹر نے بتایا تھا یا تم پہلے سے جانتے تھے یا تمہارے کسی آدمی نے رپورٹ دی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے گرانڈ ماسٹر نے اطلاع دی تھی"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم میکائی کے بارے میں جانتے ہو۔ کاراکاز کے ایجنٹ کے بارے میں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ سرکاری آدمی ہے۔ میں جانتا ہوں اسے لیکن وہ ہمارے کام میں مداخلت نہیں کرتا"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

"کاراکاز کا کوئی تعلق گرانڈ ماسٹر سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ہو سکتا ہے کہ ہو۔ میں تو اپنے کام سے کام رکھتا ہوں"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

"اب اگر تم بارگو کو کوئی حکم دو تو کیسے دو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"کارڈلیس فون کے ذریعے"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیا۔

"کہاں ہے فون"...... عمران نے پوچھا۔

"الماری میں"...... ماسٹر کارڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نعمانی الماری کھول کر فون نکالو۔ ویسے تمہاری اس ترکیب نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے"...... عمران نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیس گز کی پگڑی اور ایک من مٹھائی تیار رکھیں عمران صاحب"...... نعمانی نے مڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ وہ تو محاورہ تھا۔ مجھ جیسا مفلس اور قلاش آدمی بھلا اتنی رقم کہاں سے خرچ کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے الماری کھول کر اس میں موجود کارڈلیس فون پیس نکالا اور پھر الماری بند کر کے اس نے فون پیس لا کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

"کیا نمبر ہے بارگو کا"...... عمران نے ماسٹر کارڈن سے مخاطب ہو کر پوچھا تو ماسٹر کارڈن نے نمبر بتا دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے اچانک ایک زوردار جھٹکا کھایا اور اس کی گردن ڈھلک گئی اور آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ نعمانی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا ماسٹر کارڈن کی طرف بڑھا۔ پھر اس نے اس کے سر سے پیرپن کھینچ کر نکال لی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ یہ تو مر چکا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ شاید اس کے لاشعور پر بہت زیادہ دباؤ پڑ گیا تھا۔ پہلے اتنی

دیر میں نے کبھی یہ تجربہ نہیں کیا تھا ورنہ میں اب اس طرح نہ ہونے دیتا"...... نعمانی نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری مفلسی کی لاج رکھ لی ورنہ تم پگڑی اور مٹھائی نہ چھوڑتے اور مجھے تو کوئی قرض دینے والا بھی نہیں رہا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے واقعی میں ابھی پوری طرح اس عمل پر گرفت نہیں کر سکا اس لئے یہ اہم آدمی اس طرح ضائع ہو گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ آپ نے شاید ابھی بہت کچھ پوچھنا تھا"...... نعمانی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔ مجھے خود بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا کہ لاشعور اس قدر بوجھ کتنی دیر تک برداشت کر سکتا ہے۔ بہرحال کافی معلومات مل چکی ہیں اس لئے اب مزید افسوس کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بارگو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا کر رہے ہو"...... عمران نے اس بار ماسٹر کارڈن کے لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ماسٹر پورے سنائی میں اس کی تلاش جاری ہے جیسے ہی وہ ملے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے

میں کہا گیا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ ان کے بارے میں حتمی اطلاع مل چکی ہے کہ وہ واپس جا چکے ہیں اس لئے اب تم اپنے آدمیوں کو واپس بلا لو"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے بولنے والے کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو اور عمران نے مسکراتے ہوئے فون آف کیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کی رسیاں کھول کر اسے بیڈ پر لٹا دو۔ رسی کا بنڈل بنا کر واپس سٹور میں ڈال دو"...... عمران نے نعمانی سے کہا اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا۔ کچھ معلوم ہوا"...... باہر برآمدے میں موجود جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اتنا معلوم ہوا ہے کہ سپر ماسٹر گروپ کے سربراہ کو گرانڈ ماسٹر کہا جاتا ہے اور بس"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تو پھر اسے کیسے تلاش کیا جائے گا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اب اس کاراکاز کے میکائی کو تلاش کرنا ہو گا۔ وہ یقیناً اس بارے میں جانتا ہو گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کاراکاز کا چیف آرتھر ہی گرانڈ ماسٹر ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا اور دوسرے ساتھی چونک

پڑے تو عمران نے ماسٹر کارڈن سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

" لیکن عمران صاحب اگر ایسا ہوتا تو پھر کارا کا زبراہ راست بھی تو سامنے آسکتی تھی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ حکومتی مجبوریوں کی وجہ سے وہ سامنے نہ آنا چاہتے ہوں۔ بہرحال یہ میرا اندازہ ہے۔ ویسے اس میکائی کو یقیناً معلوم ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اب اس میکائی کو کیسے تلاش کیا جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

" مجھے اس کا فون نمبر معلوم ہے اس لئے کوشش تو کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کارڈلیس فون کو آن کیا اور پھر نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" پولیس کمشنر بول رہا ہوں"...... عمران نے پہلے والے لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ایک اور نمبر نوٹ کرو اور مجھے چیک کر کے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کے نام پر ہے"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ بتائیں سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا

گیا تو عمران نے فون نمبر بتا دیا۔

" ہولڈ کریں جناب۔ میں چیک کرتی ہوں"...... انکوائری آپریٹر نے کہا۔

" اچھی طرح چیک کرنا۔ یہ انتہائی اہم حکومتی معاملہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ کرو چیک"...... عمران نے کہا اور فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

میکائی اپنے بیڈ روم میں بستر پر لیٹا ہوا پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ صبح آرتھر ضرور حکومت سے اس کے لئے پاکیشیا جانے کی اجازت لے دے گا۔ گو وہ سونے کے لئے بستر پر لیٹ چکا تھا لیکن اسے نیند نہ آ رہی تھی۔ وہ مسلسل پاکیشیا میں اپنی کارکردگی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کی آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن اس کا ذہن بھاری ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ اس کی ناک سے کوئی نامانوس سی بو ٹکرائی ہے۔ اس نے ایک بار پھر اپنے سوتے ہوئے ذہن کو جگانے کی کوشش کی اور پھر اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں لیکن جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ بستر پر پڑا ہونے کی بجائے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

" یہ کیا ہوا۔ یہ کیا مطلب۔ یہ میرا ہی بیڈ روم ہے لیکن یہ سب کیا ہے"...... اس نے حیرت کی شدت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے نظریں ادھر ادھر دوڑائیں لیکن بیڈ روم خالی تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا تو وہ اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہیں ہوش آگیا کاراکاز کے چیف ایجنٹ مسٹر میکائی"۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اطمینان سے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

" تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ سب کچھ کیا ہے"...... میکائی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم تربیت یافتہ آدمی ہو اور پھر سرکاری سیکرٹ ایجنسی سے متعلق ہو اس لئے تمہیں تو اس قسم کے سوالات نہیں کرنے چاہئیں ویسے میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے"۔ سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک اور آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ بھی مقامی آدمی تھا۔

" نعمانی اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ میکائی صاحب رسیاں کھولنے کی مہارت کا مظاہرہ نہ کر سکیں"...... عمران نے آنے والے سے کہا اور وہ آدمی جس کا نام نعمانی لیا گیا تھا سرہلاتا ہوا اس

کے عقب میں آگیا۔ میکائی سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ میک اپ میں ہیں لیکن ان کا میک اپ اس قدر شاندار تھا کہ باوجود کوشش کے وہ میک اپ نہ پہچان سکا تھا۔

" عمران صاحب اس پر بھی وہی کارروائی دوہرائی جائے یا"۔ میکائی کے عقب میں کھڑے آدمی کی آواز سنائی دی۔

" ابھی نہیں۔ میکائی سرکاری آدمی ہے۔ہاں اگر اس نے تعاون نہ کیا تو پھر دیکھا جائے گا"...... سامنے بیٹھے ہوئے عمران نے جواب دیا۔ میکائی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ ان لوگوں نے آخر کس طرح اس کی رہائش گاہ کو ٹریس کیا اور کس طرح یہاں قبضہ کیا اور کیوں یہ لوگ یہاں آئے ہیں یا کیا انہیں پیشگی معلوم ہو گیا ہے کہ وہ پاکیشیا جا کر فائل حاصل کرنا چاہتا ہے۔

" مسٹر میکائی مجھے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا ماسٹر گروپ سے کیا تعلق ہے"...... عمران نے میکائی سے مخاطب ہو کر کہا تو میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

" ماسٹر گروپ سے۔ کیا مطلب۔ میرا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ وہ تو غنڈوں اور بدمعاشوں کا گروپ ہے جبکہ میں سرکاری آدمی ہوں"...... میکائی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" تمہارا آدمی راجر ہماری رہائش گاہ کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اسے اس لئے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ وہ سرکاری آدمی ہے جبکہ تمہیں یقیناً

معلوم ہو گا کہ ہم پاکیشیائی سائنس دان کو اس ماسٹر گروپ سے چھڑوانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان حالات میں تمہارے آدمی کا ہمارے خلاف کام کرنا بتا رہا ہے کہ کاراکاز بھی دراصل ماسٹر گروپ کے لئے کام کرتی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ کاراکاز سرکاری تنظیم ہے۔اس کا کوئی تعلق ماسٹر گروپ سے نہیں ہے البتہ ہمیں اطلاع مل چکی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آرہے ہیں اس لئے ہم اپنے طور پر چیکنگ کر رہے تھے۔ اگر کاراکاز تمہارے خلاف کام کرتی تو تم اپنا سائنس دان اتنی آسانی سے یہاں سے نکال کر نہ لے جا سکتے"...... میکائی نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ماسٹر گروپ کے خلاف ہونے والی تمام کارروائی کے بارے میں اطلاع ملتی رہتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ ہمارے آدمی اس گروپ میں شامل ہیں"...... میکائی نے جواب دیا۔

" پھر تو تمہیں معلوم ہو گا کہ سپر ماسٹر گروپ کا سربراہ گرانڈ ماسٹر کون ہے"...... عمران نے کہا تو میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

" گرانڈ ماسٹر۔ مجھے کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے"...... میکائی نے جواب دیا۔

" کیا تمہارے باس آرتھر کو بھی معلوم نہیں ہے"...... اس بار

عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو میکائی بے اختیار چونک پڑا۔

" تم چیف آرتھر کے بارے میں جانتے ہو۔ کیا مطلب۔ تم کیسے جانتے ہو اور تم نے میرے بارے میں کس سے معلوم کیا ہے"۔ میکائی نے کہا۔

" میری تمہارے باس آرتھر سے فون پر بات ہو چکی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں نے تمہارے لہجے میں اور تمہاری آواز میں اس سے بات کی تھی اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارے اور تمہارے باس کے فون نمبر بھی میں نے راجر سے معلوم کر لئے تھے اور میں نے تم سے راجر کے لہجے اور آواز میں اور تمہارے باس آرتھر سے تمہاری آواز اور لہجے میں بات کر کے ان نمبرز کو کنفرم کر لیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے سائنس دان سرداور کو نکالا اور گریٹ لینڈ بھجوا دیا لیکن ہمیں معلوم ہے کہ اصل پارٹی سپر ماسٹر گروپ ہے۔ چنانچہ نے ماسٹر کارڈن کی رہائش گاہ کا کھوج لگایا اور جس طرح ہم تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں اس طرح ہم اس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ لیکن وہ صرف یہ بتا سکا کہ اسے گرانڈ ماسٹر کہتے ہیں اور بس۔ اس سے زیادہ اسے معلوم نہ تھا۔ بہرحال اس کارروائی میں وہ ہلاک ہو گیا البتہ اس نے یہ بتا دیا کہ گرانڈ ماسٹر نے اسے ہماری رہائش گاہ کے بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ وہ یا اس کے آدمی گرانڈ ماسٹر کو نہ جانتے تھے اس پر میں چونک پڑا۔ چونکہ ہماری رہائش گاہ کے بارے میں تمہارا آدمی راجر جانتا تھا

اور راجر نے یقیناً تمہیں بتا دیا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا یا تمہارے باس کا رابطہ گرانڈ ماسٹر سے ہے اور یہ بات تم نے یا تمہارے باس نے اسے بتائی ہے یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تمہارا باس آرتھر ہی گرانڈ ماسٹر ہو۔ چنانچہ ہم یہاں آگئے ہیں اور ہم نے یہ ساری تفصیل تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ تم سرکاری آدمی ہو اور ہم نہیں چاہتے کہ تم بھی ماسٹر کارڈن کی طرح ہلاک ہو جاؤ اس لئے اب جو کچھ سچ ہے وہ بتا دو ورنہ ہمارے پاس ایسے بہت سے طریقے ہیں کہ تم جیسے تربیت یافتہ آدمی کی زبان کھلوا سکیں۔ لیکن ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں پریشانی ہو کیونکہ ہمارا فی الحال کاراکاز سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو میکائی کے ذہن میں بے اختیار دھماکے سے ہونے شروع ہو گئے۔

" میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کاراکاز کا کوئی تعلق ماسٹر گروپ سے نہیں ہے"...... میکائی نے کہا۔

" چلو یقین کر لیا۔ اب تم بتاؤ کہ گرانڈ ماسٹر کون ہے اور کہاں رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم"...... میکائی نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ میری اتنی لمبی تقریر کا تم پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بہرحال تمہاری مرضی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں"...... میکائی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم اس غیر سرکاری گروپ کو بچانے کی کیوں کوشش کر رہے ہو۔ یا تو یہ ہو سکتا ہے کہ تم خود چاہتے ہو کہ پاکیشیا سے دفاعی فائل گرانڈ ماسٹر کو مل جائے حالانکہ تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا اور نہ تمہاری حکومت کو"...... عمران نے کہا۔

"میں اسے بچانے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"۔ میکائی نے کہا۔

"نعمانی کام شروع کر دو"...... عمران نے اس بار میکائی کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کے پیچھے کھڑے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی نعمانی نے ایک ہاتھ سے میکائی کا سر پکڑ لیا اور میکائی نے اپنا سر چھڑانے کی بہت کوشش کی لیکن اس کا سر انتہائی مضبوطی سے پکڑا گیا تھا اس لئے وہ باوجود کوشش کے اسے حرکت بھی نہ دے پا رہا تھا۔ پھر اس کے بالوں میں سرسراہٹ سی ہوئی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ آدمی اس کے سر کے عقبی حصے پر انگلیاں پھیر رہا ہے۔ اس کے بعد اچانک اسے چبھن کا احساس ہوا اور پھر یہ احساس بڑھنے لگا لیکن اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن لمحہ بہ لمحہ تاریک ہوتا جا رہا ہو۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی اور پھر اس نے پوری کوشش کر کے اپنے ذہن کو سنبھال لیا اور اس کی وہ پہلے والی کیفیت ختم ہو گئی۔ سر میں موجود چبھن کا احساس بھی ختم ہو گیا اور اس کا سر بھی چھوڑ دیا گیا

تھا۔

"یہ۔ یہ کیا کر رہے تھے تم۔ کیا کرنا چاہتے تھے"...... میکائی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم کارٹو کے ذریعے گرانڈ ماسٹر تک پیغام بھجواتے رہتے ہو اور کاراکاز کی یہ کوشش تھی کہ جیسے ہی فائل یہاں آئے وہ اسے اڑا لیں اور پھر گریٹ لینڈ کی حکومت کو بلیک میل کر کے اس سے مفادات اٹھا سکیں اور اب اس سائنس دان سرداور کے یہاں سے جانے کے بعد تم نے آرتھر سے کہا کہ تم اپنے سیکشن سمیت پاکیشیا جا کر یہ فائل لے آتے ہو"...... عمران نے کہا تو میکائی کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا ہو۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے"...... میکائی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ہمیں خود بتایا ہے۔ میرے ساتھی نے اپنے مخصوص حربے سے تمہارے شعور کو سلا کر تمہارے لاشعور کو بولنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح تم نے وہ سب کچھ بتا دیا جو تم شعوری طور پر نہ بتانا چاہتے تھے۔ ہم نے ماسٹر کارڈن سے بھی اسی طرح معلومات حاصل کی تھیں لیکن چونکہ ماسٹر کارڈن سے بات زیادہ لمبی ہو گئی تھی اس لئے وہ لاشعور پر پڑنے والا دباؤ برداشت نہ کر سکا اور اس کا ذہن ختم ہو گیا اور وہ ہلاک ہو گیا لیکن ہم نے تمہیں اس لئے بچا لیا ہے کہ تم بہرحال سرکاری آدمی ہو ورنہ اگر چند لمحے اور گزر جاتے تو تم بھی

ختم ہو چکے ہوتے "...... عمران نے کہا۔

" حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تم لوگ واقعی جادوگر ہو شاید" ۔ میکائی نے بے ساختہ ہو کر کہا۔

" سنو میکائی۔ تم یہ فائل وہاں جا کر بھی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ تمہاری حکومت کو اس معاملے میں پڑنے کی وجہ سے ایسا سبق ملتا کہ اسے علم ہو جاتا کہ اس انداز میں کام کر کے سوائے رسوائی کے اور کچھ نہیں ملا کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ آرتھر تم سے زیادہ سمجھ دار ہے اس لئے وہ ایسا نہیں ہونے دے گا۔ بہرحال اب تم بتاؤ کہ تم ہمارے ساتھ مزید تعاون کرنا چاہتے ہو یا نہیں ورنہ پھر ہمارے پاس سوائے تمہیں ہلاک کرنے کے اور کوئی راستہ نہیں رہے گا۔ کارٹو کے بارے میں تفصیل ہمیں معلوم ہو چکی ہے اس لئے ہم خود اسے تلاش کر لیں گے "...... عمران نے کہا تو میکائی کو احساس ہو گیا کہ وہ واقعی اب بے بس ہو چکا ہے اور یہ لوگ اس سے بہت باہر ہیں اس لئے اس نے ان سے تعاون کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

" ٹھیک ہے میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں۔ تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ ہماری حکومت کو اس چکر میں ملوث نہیں ہونا چاہئے "...... میکائی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" نعمانی۔ میکائی کو کھول دو۔ اب یہ ہم سے تعاون کرنے پر تیار ہو چکا ہے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو واقعی چند لمحوں بعد اس کی رسیاں کھول دی گئیں اور میکائی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" بے حد شکریہ۔ تم نے اس انداز میں مجھے کھول کر ثابت کر دیا ہے کہ تم پر واقعی اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ تم واقعی عظیم لوگ ہو۔ آؤ میرے ساتھ "...... میکائی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر سے کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"اوہ اچھا"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر کمرے کی عقبی دیوار میں موجود ایک تنگ سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ایک ہال نما کمرے میں پہنچا تو وہاں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ ادھیڑ عمر اس مشین کی طرف بڑھا۔ مشین پر مختلف رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ اس

نے مشین کی سائیڈ پر ہک میں لٹکا ہوا رسیور نکالا اور مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کارٹو بات کرنا چاہتا ہے گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایک مشینی سی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... گرانڈ ماسٹر نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہیلو گرانڈ ماسٹر۔ میں کارٹو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں"...... ادھیڑ عمر نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"ماسٹر کارڈن ہلاک ہو چکا ہے گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے کارٹو نے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں اچانک لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو"...... گرانڈ ماسٹر نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے فون پر یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ماسٹر کارڈن کی کوٹھی پر ریڈ کیا ہے۔ اس کے تمام ملازمین بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اور ماسٹر کارڈن کی لاش اس کے بیڈ روم میں بستر پر پڑی ہوئی ہے۔ میں اس اطلاع پر خود وہاں

گیا۔ اطلاع درست ہے گرانڈ ماسٹر"...... کارٹو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا ماسٹر کارڈن پر تشدد کیا گیا ہے"...... ادھیڑ عمر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں گرانڈ ماسٹر۔ اس کے جسم پر کسی قسم کا کوئی زخم نہیں ہے۔ چہرہ بھی بگڑا ہوا نہیں ہے لیکن وہ مر چکا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اسے سوتے ہوئے ہارٹ اٹیک ہو گیا ہو"۔ کارٹو نے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ اس کی موت میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہاتھ نہیں ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا لیکن تمام ملازمین کسی گیس سے بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عورتیں علیحدہ ایک کمرے میں پڑی ہوئی تھیں جبکہ مرد علیحدہ کمرے میں۔ میں نے ایک ملازم کو ہوش دلایا تو اس نے بتایا کہ اچانک اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آیا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس گیس سے صرف کچھ دیر پہلے وہ ماسٹر کارڈن کے پاس سے واپس آیا تھا۔ ماسٹر کارڈن اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے"...... کارٹو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ماسٹر کارڈن اس گیس کی وجہ سے ہلاک ہوا ہے۔ شاید اسے کوئی ایسی خفیہ اور پراسرار بیماری ہو۔ بہرحال یہ پاکیشیائی ایجنٹ اب کہاں ہیں"...... ادھیڑ عمر نے اس بار

قدرے مطمئن سے لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ماسٹر کارڈن پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہیں اطلاع کس نے دی تھی"...... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"میکائی نے گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے کیسے اطلاع مل گئی۔ کیا اس کا ماسٹر کارڈن سے رابطہ ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں گرانڈ ماسٹر۔ لیکن وہ بہرحال سرکاری ایجنٹ ہے اس لئے اس کے آدمی کام کرتے رہتے ہوں گے"...... کارٹو نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ سنو۔ کیا تم ماسٹر کارڈن کی جگہ لے سکتے ہو"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا گرانڈ ماسٹر اور میں حلف دیتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ کا وفادار رہوں گا"...... دوسری طرف سے کارٹو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر اعتماد پر پورا نہ اترو گے تو دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گے اور یہ بھی سن لو کہ مجھے غیر مشروط وفاداری چاہئے اور تمہارا سب سے پہلا ٹارگٹ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہوں گے۔ میں انہیں ہر صورت میں ختم کرانا چاہتا ہوں"...... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس گرانڈ ماسٹر۔ آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہو گی"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ میں ماسٹر کارڈن کی جگہ تمہیں ماسٹر بنا رہا ہوں۔ اب تم ماسٹر کارٹو ہو اور ماسٹر گروپ کے لیڈر اور آج سے کارڈن ہوٹل کا نام بھی کارٹو ہوٹل ہو گا۔ میں صبح احکامات بھیج دوں گا"۔ گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود مختلف بٹن آف کئے اور پھر رسیور واپس ہک میں لٹکا کر وہ اٹھا اور کمرے سے باہر آکر پہلے والے کمرے میں آکر بیٹھ گیا۔

" یہ پاکیشیائی ایجنٹ بہت تیز جا رہے ہیں۔ ان کے لئے خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے"...... گرانڈ ماسٹر نے کرسی پر بیٹھ کر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رافٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" کراؤن بول رہا ہوں رافٹ"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

" اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ اس وقت کال کی ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے کافرستان سے معاوضہ لے کر پاکیشیا سے دفاعی معاہدے کی فائل حاصل کرنے کا ٹاسک لیا تھا اور پھر ہم نے پاکیشیا کا سائنس دان اغوا کر لیا اور اس کے بدلے وہ فائل

طلب کی"...... ادھیڑ عمر کراؤن نے کہا۔

"ہاں مجھے کیا پورے بورڈ کو معلوم ہے لیکن تم یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔ کیا وہ فائل پہنچ گئی ہے"...... رافٹ نے کہا۔

" نہیں۔ بلکہ ماسٹر گروپ کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے"...... کراؤن نے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو کراؤن۔ تم تو گرانڈ ماسٹر ہو۔ تم یہ بات کر رہے ہو"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ہاں۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں"...... کراؤن نے کہا اور پھر اس نے سپر ایکس اڈے سے سائنس دان کی پراسرار برآمدگی، سپر ایکس کی تباہی اور پھر ماسٹر کارڈن کی پراسرار موت تک کی ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ یہ تو بہت خطرناک بات ہے۔ اس قدر کم وقت میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے اتنی تیزی سے کام کیا ہے۔ یہ تو واقعی سپر ماسٹر گروپ کے لئے خطرے کا باعث بن گئے ہیں"...... رافٹ نے کہا۔

" میں نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ تم بورڈ میٹنگ کال کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میٹنگ میں چند اہم فیصلے کئے جائیں جس میں پاکیشیا میں سپر ماسٹر گروپ کی طرف سے بے پناہ تباہی پھیلانے کا فیصلہ بھی شامل ہو"...... کراؤن نے کہا۔

" ہاں۔ واقعی اب ان کے خلاف حتمی طور پر اہم فیصلے ہونے

چاہئیں۔ ٹھیک ہے۔ تم ایک گھنٹے بعد میٹنگ ہال میں پہنچ جانا۔ بورڈ ممبران وہاں موجود ہوں گے"...... رافٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ باقی باتیں وہیں ہوں گی"...... کراؤن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے یقین تھا کہ رافٹ کے تعاون سے وہ بورڈ سے اپنی مرضی کے فیصلے کرا لینے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ پوری دنیا کے دہشت گردوں کو اکٹھا کر کے پاکیشیا میں اس قدر تباہی پھیلائے گا کہ پاکیشیا صدیوں تک سنبھل نہ سکے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جب اس بڑے سے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ آرتھر تھا۔ کاراکاز کا چیف ۔ میکائی نے رسیوں سے آزاد ہونے کے بعد سب سے پہلے آرتھر سے بات کی تھی اور اسے ساری تفصیل بتا کر پھر اس نے عمران کی بات آرتھر سے کرائی اور آرتھر نے بھی عمران سے نہ صرف اپنی اور باقی تنظیم کی طرف سے مداخلت پر معذرت طلب کی بلکہ اس نے اس سپر ماسٹر گروپ کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں سے مکمل تعاون کی بھی یقین دہانی کرائی اور پھر میکائی کی تجویز پر ہی وہ سب کاروں میں سوار ہو کر یہاں آرتھر کی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔

"مجھے انتہائی شرمندگی ہے عمران صاحب کہ میں نے اور میکائی نے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف کام کیا ہے"۔ ضروری

تعارف اور استقبالیہ فقروں کے بعد آرتھر نے معذرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" انسان بعض اوقات خواہ مخواہ کے لالچ میں آجاتا ہے لیکن عظیم انسان وہی ہے جو اپنی غلطی کا احساس کرتے ہی اپنی روش بدل لے اور اس لحاظ سے آپ اور میکائی دونوں عظیم ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" عظیم تو آپ ہیں عمران صاحب کہ آپ نے ہم پر ان حالات میں اعتماد کیا ہے۔ میں ہمیشہ آپ کا یہ احسان یاد رکھوں گا"...... میکائی نے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ اس ماسٹر گروپ کے خلاف تمہیں خود حرکت میں آنا چاہئے تھا ورنہ حکومت خواہ مخواہ بدنام ہو جاتی اور اس کے مفادات کو شدید نقصان پہنچتا۔ بہرحال اب آپ لوگ ہمیں صرف یہ بتا دیں کہ اس سپر ماسٹر گروپ کا سربراہ کون ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے کیونکہ اب ان کا خاتمہ انتہائی ضروری ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ یقین کریں کہ ہمیں خود معلوم نہیں ہے کہ یہ گرانڈ ماسٹر کون ہے"...... آرتھر نے کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے کوئی بھی نہ جانتا ہو۔ کوئی نہ کوئی تو بہرحال اس کے بارے میں جانتا ہی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" صرف ایک آدمی شاید جانتا ہو۔ میں نے شاید اس لئے استعمال

کیا ہے کہ میں اس بارے میں کنفرم نہیں ہوں۔ البتہ مجھے اطلاع ملی تھی کہ اس کا تعلق سپر ماسٹر گروپ کے بورڈ آف گورنرز سے ہے لیکن چونکہ مجھے اس کی تصدیق کی ضرورت نہ تھی اس لئے میں نے تصدیق نہ کی تھی کیونکہ سپر ماسٹر گروپ نے کبھی اپنی حکومت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا اس لئے ہم بھی اسے نظرانداز کرتے رہے تھے"...... آرتھر نے کہا۔

" وہ کون آدمی ہے باس"...... میکائی نے چونک کر پوچھا۔

" رافٹ گیم کلب کا مالک رافٹ"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس۔ کارٹو کا لنک بھی تو گرانڈ ماسٹر سے ہے۔ وہ اسے معلومات مہیا کرتا ہے۔ میں نے کئی بار اس کے ذریعے معلومات آگے پہنچائی ہیں اور ہر بار پہنچ جاتی ہیں۔ عمران صاحب کی خواہش پر میں نے ماسٹر کارڈن کی موت کی اطلاع کارٹو تک پہنچا دی تھی۔ وہ یقیناً اب تک وہاں پہنچ چکی ہو گی"...... میکائی نے کہا۔

" اوہ۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ ماسٹر کارڈن کی موت کی اطلاع تو انہیں پاگل کر دے گی۔ وہ تو پاگلوں کی طرح سارے دارالحکومت میں آپ کو تلاش کرتے پھریں گے"...... آرتھر نے کہا۔

" میں یہی چاہتا ہوں کیونکہ جب تک کوئی آدمی اپنے بل سے باہر نہ آجائے اس وقت تک اسے تلاش نہیں کیا جا سکتا"...... عمران نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر کارٹو گرانڈ ماسٹر تک پیغام پہنچا سکتا ہے تو پھر لامحالہ وہ اس کے بارے میں جانتا بھی ہوگا"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے پہلے ہی عمران صاحب کو بتایا ہے کہ کارٹو بہرحال اس بارے میں نہیں جانتا اور جو فون نمبر وہ استعمال کرتا ہے وہ ایکس چینج میں بھی موجود نہیں ہے۔ شاید کسی پراسرار سیٹلائٹ کے ذریعے رابطہ ہوتا ہے۔ مجھے یہ بات حتمی طور پر اس لئے معلوم ہے کہ میں اور کارٹو مل کر اس بارے میں کوشش کرتے رہے ہیں"...... میکائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس رافٹ کو ٹرائی کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ کے اس سے تعلقات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں ایسے لوگوں سے رابطہ نہیں رکھا کرتا"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"مجھے وہ جانتا ہے لیکن صرف جاننے کی حد تک"...... میکائی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر کوشش کی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پہلے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رافٹ گیم کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے مقامی زبان میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے کریڈل دبا دیا۔

"اب آپ دونوں خاموش رہیں گے"...... عمران نے میکائی اور آرتھر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رافٹ گیم کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ مہذب بھی تھا اور مؤدبانہ بھی اور عمران سمجھ گیا کہ رافٹ گیم کلب اونچے درجے کے لوگوں کا کلب ہے۔

"کاراکاز کا چیف ایجنٹ میکائی بول رہا ہوں۔ رافٹ سے بات کرائیں"...... عمران نے میکائی کی آواز اور لہجے میں کہا تو میکائی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ آرتھر کا بھی یہی حال ہوا تھا اور عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر ان کی حالت دیکھ کر بے اختیار مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی لیکن بہرحال میکائی اور آرتھر دونوں خاموش رہے تھے۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رافٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور سرد تھا۔

"رافٹ میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے میکائی کے لہجے میں کہا۔

"کیوں"۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ایک انتہائی ضروری سرکاری کام ہے اور اس میں تمہارا بھی فائدہ ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سرکاری کام اور میرا فائدہ۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"۔ رافٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بات فون پر بتانے کی نہیں ہے رافٹ۔ یقین کرو کہ تمہیں مجھ سے فوری طور پر مل کر بے حد فائدہ ہو گا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سوری میکائی۔ میں اس وقت قطعاً فارغ نہیں ہوں۔ میں نے ایک ضروری میٹنگ اٹنڈ کرنی ہے۔ میں جا رہا تھا کہ تمہاری کال آ گئی اور میں رک گیا۔ تم شام کو آجاؤ پھر بات ہو گی"۔۔۔۔۔۔۔ رافٹ نے اسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"صرف چند منٹ دے دو اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن اس سے تمہارا بھی فائدہ ہو جائے گا اور کارااکاز اور حکومت کا بھی لیکن یہ کام فوری ہے ورنہ دوسری صورت میں تمہیں بھی نقصان ہو سکتا ہے اور حکومت کو بھی"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری میکائی۔ نہ مجھے تم سے کوئی دلچسپی ہے نہ کارااکاز سے اور نہ ہی حکومت سے"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"تم میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے کس طرف جا رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"میرا مطلب ہے کہ میں کار روک کر راستے میں تم سے بات کر لوں۔ صرف چند لمحوں کی بات ہے۔ پھر تم بے شک میٹنگ میں چلے جانا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آخر ایسی کیا بات ہے جو تم اس قدر اصرار کر رہے ہو"۔ رافٹ نے اس بار مشکوک لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ تعاون کرو گے تو تمہیں کارااکاز میں ترقی مل جائے گی۔ حکومت کا کام ہو جائے گا اور تمہارا بھی حکومت میں نام ہو جائے گا اور تم جانتے ہو کہ حکومت میں تمہارا نام ہونے کے بعد تمہارا کس طرح فائدہ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم کہاں سے کال کر رہے ہو"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رافٹ نے پوچھا۔

"سلاگر روڈ سے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا کیونکہ آرتھر کی رہائش گاہ اسی روڈ پر ہی تھی۔

"تو سنو میں تمہیں چند منٹ دے سکتا ہوں۔ تم سلاگر روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچ جاؤ۔ میں سرخ کار میں ہوں گا"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے تھینک یو"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ میکائی۔ ہم نے اس رافٹ کو اغوا کر کے یہاں لانا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ ہمارے کام کا آدمی ثابت ہو سکتا

ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے"...... میکائی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ہم بھی ساتھ چلیں"...... صفدر نے کہا۔

"صرف صالحہ اور جولیا میرے ساتھ جائیں گی۔ ہم اسی میک اپ میں واپس آئیں گے"...... عمران نے کہا تو صالحہ اور جولیا دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں اور پھر عمران، میکائی، صالحہ اور جولیا چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران صاحب واقعی انتہائی حیرت انگیز اور ناقابل یقین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اگر میرے سامنے وہ بات نہ کر رہے ہوتے تو میں کبھی یقین ہی نہ کرتا کہ میکائی کی بجائے وہ بول رہے ہیں"۔ عمران کے جانے کے بعد آرتھر نے صفدر اور دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران کسی نامعلوم سیارے کی مخلوق ہے"...... اچانک تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا واقعی۔ کیا آپ درست کہہ رہے ہیں"...... آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں میں درست کہہ رہا ہوں۔ آپ نے ابھی اس کی صلاحیتوں کو دیکھا ہی نہیں۔ حالانکہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ صرف چیف اس کی خدمات ہائر کرتا ہے لیکن ہم پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے ممبران اس کے سامنے کٹھ پتلیوں کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں حالانکہ ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ نے صلاحیتیں اور عقل دی ہوئی ہے اور جب عمران ساتھ نہ ہو تو پھر ہماری صلاحیتیں بھی کام کرتی ہیں اور عقل بھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہم سوائے اس کا حکم پورا کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اب آپ خود بتائیں کہ کیا میں نے غلط بات کی ہے"...... تنویر نے اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا واقعی آپ کے ساتھی درست کہہ رہے ہیں"...... آرتھر نے اس بار صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب کی کارکردگی کی حد تک تو درست بات ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی ایسا ہو سکتا ہے"...... آرتھر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہے۔ عمران صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی ذہانت اور صلاحیتیں ضرور بخشی ہیں لیکن عمران صاحب اپنی صلاحیتوں اور اپنی عقل کو بروقت استعمال کر لیتے ہیں اور یہی ان کی کامیابی کا راز ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار آرتھر نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ زبان سے کچھ نہ بولا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد میکائی اندر داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر رافٹ بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا اور اس کے پیچھے

عمران اور عمران کے پیچھے جولیا اور صالحہ اندر داخل ہوئیں تو آرتھر سمیت سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔

" نعمانی اپنا شعبدہ دکھانے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے نعمانی سے کہا۔

" شعبدہ۔ کیسا شعبدہ"...... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔

" ابھی سامنے آجائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب اب اسے بہرحال ختم کرنا پڑے گا کیونکہ میکائی سامنے آچکا ہے"...... آرتھر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ میکائی یا آپ کو کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ اس دوران میکائی نے بے ہوش رافٹ کو ایک کرسی پر ڈال دیا تھا۔

" سڑک پر آپ نے اسے کیسے بے ہوش کر دیا"...... آرتھر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ میکائی عمران کے کہنے پر رسی کا بنڈل اٹھانے واپس چلا گیا تھا۔

" میکائی، صالحہ اور جولیا کو سارا ڈرامہ میں نے سمجھا دیا تھا اس لئے جیسے ہی میکائی کو سڑک کے کنارے کھڑے دیکھ کر رافٹ نے جو خود ہی اپنی کار ڈرائیور کر رہا تھا، کار روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو میکائی نے اسے کار کی عقبی سیٹ پر بٹھایا۔ اسی لمحے صالحہ اور جولیا دونوں سائیڈوں سے ہو کر اندر بیٹھ گئیں اور پھر جولیا اور

صالحہ دونوں نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا کہ بے چارہ بے ہوش ہو گیا اور میکائی نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی اور میں بے چارہ ان کے پیچھے میکائی کی کار ڈرائیونگ کرتا ہوا یہاں آیا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" صرف نظروں سے بے ہوش کر دیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ سب کیسے لوگ ہیں"...... آرتھر نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" یہ رافٹ تو ابھی بڑے مضبوط اعصاب کا مالک ہے کہ یہ صرف بے ہوش ہوا ہے۔ مجھ جیسا کمزور اعصاب کا مالک تو شاید جل کر راکھ ہو جاتا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو آرتھر کے چہرے پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" عمران ایسے ہی مذاق کرتا رہتا ہے چیف آرتھر۔ ہم نے اس کے سنبھلنے سے پہلے ہی اس کے بازو میں کراس ایکس سوئی چبھو دی تھی اور یہ فوراً بے ہوش گیا البتہ ہم دونوں اس کی سائیڈوں پر بیٹھی رہیں تاکہ اسے سیدھا بٹھائے رکھیں ورنہ راستے میں گزرنے والی ٹریفک یا کوئی پولیس آفیسر اس کی حالت پر چونک کر ہمیں روک لیتا"...... جولیا نے کہا تو آرتھر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" اوہ۔ واقعی اس پہلو پر تو میں نے سوچا ہی نہ تھا لیکن کیا وہ سوئی پہلے سے آپ کے پاس موجود تھی"...... آرتھر نے کہا۔

" ہر خاتون کی آنکھوں کے اوپر اور نیچے اللہ تعالیٰ نے بہت سی

سوئیاں لگائی ہوئی ہیں۔ آپ ایک سوئی کی بات کر رہے ہیں"۔
عمران نے کہا تو اس بار آرتھر بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس
بار اسے بھی عمران کے مذاق کی سمجھ فوراً ہی آ گئی تھی۔ اسی لمحے
میکائی واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔ صفدر اور
نعمانی نے اس کے ساتھ مل کر رافٹ کو کرسی پر رسی کی مدد سے
باندھ دیا۔

"اب اسے پانی پلاؤ۔ یہ ہوش میں آجائے گا"...... عمران نے کہا
تو میکائی تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس
نے الماری کھول کر اس میں موجود پانی کی بوتل نکالی اور پھر وہ
رافٹ کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے اس کی مدد کی اور پھر جیسے ہی چند
گھونٹ پانی رافٹ کے حلق میں اترا اس کے جسم میں حرکت کے
تاثرات نمودار ہونے لگ گئے۔

"نعمانی تم اس کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ چوہان تمہاری مدد کرے
گا۔ پہلے میں اس سے اپنے طور پر چند باتیں کر لوں"...... عمران نے
کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا رافٹ کی کرسی کے عقب میں جا کر کھڑا ہو
گیا۔ چوہان بھی اٹھ کر اس کے ساتھ آ گیا۔

"کیا تم اس پر بھی ہیئر پن والا حربہ استعمال کرنا چاہتے ہو"۔
چوہان نے آہستہ سے نعمانی سے کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب کو یہ پسند آیا ہے۔ تم نے بس اس کا سر
پکڑنا ہے"...... نعمانی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی

لمحے رافٹ نے آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی
کوشش کی لیکن ظاہر ہے وہ بندھا ہونے کی وجہ سے صرف کسمسا کر
ہی رہ گیا تھا۔

"یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ تم سب لوگ کون ہو۔ میکائی یہ سب
کیا ہے"...... رافٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چونکہ
میکائی اس کے سامنے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے
رافٹ کی نظریں میکائی پر ٹک سی گئی تھیں۔

"تمہارا نام رافٹ ہے اور تم سپر ماسٹر گروپ کے خاص آدمی
ہو"...... عمران نے اچانک کہا تو رافٹ بے اختیار چونک پڑا۔ اس
نے اب عمران کی طرف دیکھا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... رافٹ نے کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ
سب میرے ساتھی ہیں سوائے میکائی کے اور یہ ان صاحب کا ساتھی
ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا البتہ اس نے جان
بوجھ کر آرتھر کا نام نہ لیا تھا۔

"آرتھر تم۔ یہ سب کچھ تمہارے سامنے ہو رہا ہے۔ سرکاری
آدمیوں کے سامنے۔ یہ کون لوگ ہیں"...... رافٹ نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم مجھے جانتے ہو"...... آرتھر نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کاراکاز کے چیف ہو لیکن یہ سب کیا

ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ کس قسم کا نام لے رہا ہے"...... رافٹ نے کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے اور ہم نے تمہیں اس لئے روکا ہے کہ جس میٹنگ میں تم جا رہے تھے اب اس کی ضرورت نہیں رہی"۔ عمران نے کہا تو اس بار رافٹ واضح طور پر چونک پڑا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... رافٹ نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سپر ماسٹر گروپ کا خاتمہ ہو چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم بکواس کر رہے ہو"...... رافٹ نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم نے تسلیم کر لیا ہے کہ تمہارا تعلق سپر ماسٹر گروپ سے ہے۔ اب تم یہ بتا دو کہ یہ میٹنگ کہاں ہو رہی ہے اور کون کون اس میں شامل ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میٹنگ۔ کیسی میٹنگ۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں یہاں کا معزز شہری ہوں۔ تم نے مجھے اس طرح قید کر لیا ہے۔ میں تمہارے خلاف عدالت میں جاؤں گا"...... رافٹ نے کہا۔

"نعمانی۔ اپنے شعبدے کا آغاز کر دو"...... عمران نے اس بار رافٹ کے پیچھے کھڑے ہوئے نعمانی سے کہا جو پہلے ہی کوٹ کے کالر سے پیپر پن نکال چکا تھا۔

"کیسا شعبدہ عمران صاحب"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی دیکھنا کیا ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوہان نے رافٹ کا سر دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔ رافٹ بے اختیار چیخنے لگا لیکن کسی نے اس کے چیخنے کی پرواہ نہ کی اور پھر نعمانی نے انگلیوں کی مدد سے اس کے سر کے عقبی حصے کو ٹٹولا اور چند لمحوں بعد اس نے پیپر پن کی نوک اس کے سر میں اتارنا شروع کر دی اور رافٹ یکلخت خاموش ہو گیا۔ اس کا چہرہ لٹک گیا تھا اور آنکھیں آدھی بند ہو گئی تھیں۔

"اب سوال پوچھیں عمران صاحب"...... نعمانی نے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا اور چوہان نے بھی دونوں ہاتھ ہٹا لئے لیکن اب رافٹ ساکت و جامد بیٹھا ہوا تھا۔

"سپر ماسٹر گروپ کا گرانڈ ماسٹر کون ہے"...... عمران نے سوال کیا۔

"کراؤن گرانڈ ماسٹر ہے"...... رافٹ کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے جیسے وہ خود نہ بول رہا ہو بلکہ الفاظ خود بخود اس کے منہ سے پھسل کر باہر آ رہے ہوں۔

"پورا نام و پتہ بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"کراؤن جیکب سٹار کلب کا مالک"...... رافٹ نے جواب دیا تو اس بار آرتھر اور میکائی دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان دونوں نے حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تمہارا اس گروپ میں کیا عہدہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں بورڈ آف گورنرز کا سیکرٹری ہوں"...... رافٹ نے جواب دیا۔

"تم کس میٹنگ میں جا رہے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے کراؤن کے کہنے پر بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ کال کی ہے۔ میں اس میٹنگ میں شرکت کے لئے جا رہا تھا"...... رافٹ نے جواب دیا۔

"کہاں ہو رہی ہے یہ میٹنگ"...... عمران نے پوچھا۔

"رین بو کلب کے تہہ خانے میں"...... رافٹ نے جواب دیا۔

"کتنے لوگ وہاں شریک ہوں گے۔ نام بھی بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"آٹھ گورنرز اور ایک گرانڈ ماسٹر"...... رافٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نام بتانے شروع کر دیئے۔

"نعمانی پن نکال دو"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے ایک جھٹکے سے پن کھینچ لی تو رافٹ نے جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کی کیفیات تبدیل ہوتی چلی گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا کیا تم نے۔ یہ تم نے میرا سر کیوں پکڑا تھا۔ کیا کر رہے تھے تم"...... رافٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف آرتھر۔ اس رافٹ کو اگر یہاں بندھا رہنے دیا جائے تو کوئی حرج تو نہیں ہے"...... عمران نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس قسم کا حرج"...... آرتھر نے چونک کر پوچھا۔

"میرا مطلب ہے کہ اس کی جگہ میں جا کر میٹنگ اٹنڈ کر لوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ لیکن عمران صاحب"...... آرتھر نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ آرتھر اور میکائی کچھ سمجھتے عمران کے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالور سے شعلہ نکلا اور کمرہ رافٹ کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم چند لمحے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عین دل میں پیوست ہو جانے والی گولی نے اسے زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

"اب تو کوئی خطرہ نہیں رہا"...... عمران نے ریوالور واپس جیب میں رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا تو آرتھر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

ایک بڑے سے ہال کمرے میں بیضوی ساخت کی میز کے گرد
دونوں سائیڈوں پر چار چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان سب
کرسیوں پر آٹھ مرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر سیاہ نقاب
تھے جو ان کے سروں اور چہروں پر اس طرح چڑھے ہوئے تھے کہ
آنکھوں کے سوراخوں کے علاوہ ان کے خدوخال تک نظر نہ آ رہے
تھے اور آنکھوں کے ان سوراخوں میں سے سیاہ رنگ کے شیشے نظر آ
رہے تھے۔ انہوں نے آنکھوں پر سیاہ عینکیں لگا کر نقاب پہنے ہوئے
تھے جبکہ میز کے دونوں کناروں پر ایک ایک خالی کرسی بھی پڑی
ہوئی تھی۔ وہ آٹھوں مرد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہال کا
دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا تو وہ آٹھوں اٹھ
کھڑے ہوئے۔ آنے والے کے چہرے پر کوئی نقاب نہ تھا۔
"بیٹھیں گورنرز"...... آنے والے نے کہا اور پھر وہ ایک طرف

جو خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ آٹھوں افراد بھی
سیوں پر بیٹھ گئے۔
"بورڈ آف گورنرز کا سیکرٹری رافٹ اپنے کلب سے روانہ ہونے
ے بعد راستے میں کہیں غائب ہو گیا ہے یا پھر غائب کر دیا گیا ہے۔
اس کی کار بھی پورے راستے میں کہیں نہیں ملی اور چونکہ مجھے معلوم
ہے کہ آپ کو یہاں آئے ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے اور آپ لوگ
انتہائی معروف رہتے ہیں اس لئے میں نے سیکرٹری کے بغیر میٹنگ کا
آغاز کرنے کا فیصلہ کیا ہے"...... آنے والے ادھیڑ عمر آدمی نے سپاٹ
لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"گرانڈ ماسٹر۔ آپ نے رافٹ کے لئے غائب ہونے کا لفظ
استعمال کیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... ایک آدمی نے
کھڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔
"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ لفظ ادا کیا ہے۔ اس کی
وضاحت بعد میں کروں گا۔ پہلے میں آپ لوگوں کو بتا دوں کہ اس
وقت سپر ماسٹر گروپ انتہائی شدید خطرے سے دوچار ہو چکا ہے اور
اسی خطرے کے سدباب کے لئے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے لیکن
چونکہ رافٹ کو معلوم ہے کہ یہ میٹنگ کہاں ہونے والی ہے اور
رافٹ غائب ہو گیا ہے اس لئے سب سے پہلے ہمیں میٹنگ کی جگہ
تبدیل کر لینی چاہئے اس لئے آپ سب لوگ یہاں کی بجائے ٹاپ
پوائنٹ پر پہنچ جائیں۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا لیکن مجھے کچھ وقت

لگ جائے گا اس لئے آپ لوگوں نے میرا انتظار کرنا ہے"....... گرانڈ ماسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کسی کے جواب کا انتظار کئے بغیر تیزی سے مڑا اور اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ اس ہال میں آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کار میں بیٹھا اس کلب کے عقبی راستے سے باہر نکلا اور مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور عمارت کی عقبی گلی میں داخل ہوا۔ اس نے کار وہاں چھوڑ دی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے ایک کمرے میں داخل ہوا اور کمرے میں موجود بڑی سی میز کے پیچھے موجود ریوالونگ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں سامنے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے اسے کسی کال کا انتظار ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد اچانک میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ گرانڈ ماسٹر بول رہا ہوں"....... گرانڈ ماسٹر نے سرد لہجے میں کہا۔

"جانسن بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر۔ دس مشکوک افراد رین بو کلب میں تین کاروں پر پہنچے ہیں۔ ان کے ساتھ کاراکاز کا میکائی بھی ہے۔ ان میں دو عورتیں بھی شامل ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہاری نظروں میں یہ کیسے مشکوک ہیں"....... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"گرانڈ ماسٹر۔ ان کے قدوقامت اور ان کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ تربیت یافتہ افراد ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میرا بھی طویل عرصے تک ایکریمین ایجنسی سے تعلق رہا ہے اس لئے میں ایسے لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتا ہوں اور پھر کاراکاز کے میکائی کی وجہ سے بھی یہ مشکوک ہیں"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا کاراکاز ان کی مدد کر رہی ہے۔ میکائی تو الٹا کارٹو کو ان کے خلاف اطلاعات مہیا کرتا رہا ہے"....... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"اوہ باس۔ پھر تو یہ مشکوک نہیں ہو سکتے"....... دوسری طرف سے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سنو۔ کیا تم انہیں بے ہوش کر کے ٹاپ پوائنٹ کے بلیک روم میں بھجوا سکتے ہو"....... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ یہ کام تو انتہائی آسانی سے ہو جائے گا لیکن اگر آپ کہیں تو انہیں اس سے بھی زیادہ آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ رین بو کلب میں ایسے انتظامات موجود ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے لیکن میں پہلے ان کے بارے میں تسلی کر لینا چاہتا ہوں کیونکہ اگر ان کو ہلاک کر دیا گیا تو پھر میکائی بھی ان کے ساتھ ہی ہلاک ہو جائے گا اور میں نہیں چاہتا کہ کاراکاز سے ہم براہ راست ٹکر لے لیں"....... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر۔ آپ واقعی دور اندیش ہیں"....... دوسری

طرف سے خوشامد بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" تم یہ کام انتہائی ہوشیاری سے مکمل کرو اور پھر مجھے اطلاع دو"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا لیکن اسی لمحے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ کراؤن بول رہا ہوں"...... گرانڈ ماسٹر نے اس بار اپنا نام لیتے ہوئے کہا۔

" جوگر بول رہا ہوں کراؤن"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

" رافٹ کی لاش کاراکاز کے چیف آرتھر کی رہائش گاہ میں موجود ہے اور اس کی کار بھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

" تمہیں معلوم تو ہے کہ میرے آدمی کس قدر تیزی سے کام کرتے ہیں اور ان کے معلومات حاصل کرنے کے ذرائع کس قدر وسیع ہیں اس لئے جب میں نے انہیں رافٹ کو تلاش کرنے کا حکم دیا تو وہ اسے تلاش کرتے ہوئے آرتھر کی رہائش گاہ تک پہنچ گئے ۔ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ رافٹ کی کار اس عمارت میں گئی ہے اور پھر واپس نہیں آئی ۔ مجھے رپورٹ دی گئی تو میں نے آرتھر کے ایک

ملازم سے معلومات حاصل کیں۔ وہ بھی میرا خاص آدمی ہے۔ اس نے بتایا کہ دو عورتیں اور آٹھ مرد میکائی کے ساتھ آرتھر کی رہائش گاہ پر پہنچے تھے اور پھر رافٹ کو بھی لایا گیا اور پھر رافٹ کو گولی مار دی گئی اور اس کی لاش اور کار وہاں موجود ہے"...... جوگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ ٹھیک ہے تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا"۔ گرانڈ ماسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو جانسن کا شک درست تھا۔ کاراکاز بھی اب ہمارے دشمنوں سے مل گئی ہے۔ میں ان کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی نسلیں بھی صدیوں تک عبرت پکڑتی رہیں گی"...... گرانڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے اسی سرخ فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رین بو کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" جانسن سے بات کراؤ"۔ گرانڈ ماسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ بلکہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" جانسن بول رہا ہوں گرانڈ ماسٹر"...... چند لمحوں بعد جانسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مشکوک افراد کا کیا ہوا جانسن"...... گرانڈ ماسٹر نے پوچھا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل میں انہیں بے ہوش کر کے ٹاپ پوائنٹ پر بھجوا دیا گیا ہے۔ وہ وہاں پہنچنے ہی والے ہوں گے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے ہوا یہ کام۔ تفصیل بتاؤ"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"گرانڈ ماسٹر۔ میرے حکم پر انہیں سپیشل ہال میں پہنچایا گیا اور پھر وہاں ہر آدمی کو خصوصی ریز سے بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر میکائی اور ان مشکوک عورتوں اور مردوں کو بڑی ویگن میں ڈال کر میں نے جیری کے ذریعے ٹاپ پوائنٹ بھجوا دیا ہے"۔ جانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں درست طور پر مشکوک کہا تھا۔ یہ اصل لوگ ہیں۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا تھا کہ تمہیں کہہ دوں کہ انہیں بے ہوش کرنے کی بجائے ہلاک کر دو لیکن اب میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر دوں گا"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"گرانڈ ماسٹر میں ایسے لوگوں کو ایک نظر میں پہچان لیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہیں اس کا تمہارے تصور سے بھی زیادہ انعام ملے گا"۔ گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ ان کا خاتمہ کرنے کے بعد میں اس آرتھر کا بھی خاتمہ کر دوں گا۔ اب کاراکاز کا چیف بھی میرا آدمی ہو گا تاکہ آئندہ یہ ایجنسی

کسی صورت بھی ماسٹر گروپ کے مقابل نہ آسکے"...... گرانڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گرانڈ ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... گرانڈ ماسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"گورنرز سپیشل ہال میں موجود ہیں گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی انہیں انتظار کرنے دو اور سنو رین بو کلب کے جانسن کی طرف سے بھیجے گئے بے ہوش افراد کو تم نے بلیک روم میں پہنچا کر زنجیروں سے جکڑ دینا ہے اور پھر مجھے اطلاع دینی ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے کہا۔

"یس گرانڈ ماسٹر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی گرانڈ ماسٹر نے رسیور رکھ دیا۔

"اب میں گورنرز کو بھی ان کی موت کا تماشہ دکھاؤں گا پھر انہیں بتاؤں گا کہ ان کے خاتمہ کے بعد میں نے پاکیشیا کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ پھر گورنرز بغیر کسی ہچکچاہٹ کے میرے منصوبے کے حق میں فیصلہ دے دیں گے"۔ گرانڈ ماسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک چھوٹی سی بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور پھر منہ سے لگا لی۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو چند لمحوں تک اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا اور شعور بیدار ہوتے ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات کسی فلم کی طرح چلنے لگ گئے۔ وہ میکائی اور اپنے ساتھیوں سمیت مخصوص اسلحہ لے کر رین بو کلب پہنچا تھا جہاں رافٹ کے بقول سپر ماسٹر گروپ کے بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ چونکہ اس کے نزدیک یہ انتہائی مناسب موقع تھا کہ وہ اس ہال پر حملہ کر کے ان سب کو ہلاک کر دے اس طرح سپر ماسٹر گروپ کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا اس لئے وہ میکائی کو ساتھ لے کر وہاں پہنچا تھا۔ میکائی نے اسے بتایا تھا کہ وہاں اس کا ایک آدمی موجود ہے جس سے وہ اس ہال کو جانے والے راستے کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکتا ہے اس لئے وہ سب ایک بڑے ہال کے کونے میں آکر بیٹھ گئے

ہال میں لوگوں کی خاصی تعداد موجود تھی لیکن پھر اس سے پہلے کہ میکائی اٹھ کر اپنے آدمی کو تلاش کرتا اچانک ہال کی چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی کا جیسے سیلاب سا نکل کر ہال میں موجود افراد پر پڑا اور عمران کا ذہن بالکل اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے اور اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کے سارے ساتھی اس کے ساتھ ہی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے جبکہ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود چوہان کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس انجکشن کی وجہ سے اسے ہوش آیا ہے۔

"کیا ہم رین بو کلب میں ہیں"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو واپس مڑ رہا تھا۔

"تمہیں اتنی جلدی کیسے ہوش آ گیا۔ اس انجکشن کا اثر تو دس منٹ بعد ہوتا ہے"...... اس آدمی نے حیران ہو کر کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو اور میری بات کا جواب دو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم ٹاپ کلب میں ہو البتہ تمہیں بھجوایا رین بو کلب سے گیا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ عمران نے اب اپنی زنجیروں پر توجہ کی اور پھر چند لمحوں بعد وہ یہ دیکھ کر بے اختیار مسکرا

دیا کہ اس کے جسم کو زنجیروں سے اس طرح جکڑا گیا تھا کہ زنجیر اس
کے جسم کے گرد لپیٹ کر اوپر دیوار میں نصب ایک کڑے سے
منسلک تھی۔ اس طرح نیچے فرش سے بھی وہی زنجیر کڑے سے
منسلک تھی اور حیرت کی بات یہ تھی کہ عمران کے دونوں ہاتھ
زنجیروں سے آزاد تھے۔ عمران نے ہاتھ اوپر اٹھائے اور اس کے ہاتھ
اوپر سر کے قریب دیوار میں نصب کڑے تک آسانی سے پہنچ گئے۔
اس نے چند ہی لمحوں میں محسوس کر لیا کہ کڑا بٹن پریس کرنے سے
کھلتا اور بند ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر
آئے کیونکہ اب وہ جب چاہے ایک لمحے میں زنجیر سے آزادی حاصل
کر سکتا تھا۔ ان کے سامنے کچھ فاصلے پر نو خالی کرسیاں رکھی ہوئی
تھیں اور یہ نو کی نو کرسیاں ایک قطار میں رکھی ہوئی تھیں۔

" عمران صاحب۔ یہ ہم کہاں ہیں"...... اچانک کچھ فاصلے سے
صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ٹاپ کلب میں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ٹاپ کلب۔ کیا مطلب۔ ہم تو رین بو کلب گئے تھے"۔ صفدر
نے حیران ہو کر کہا۔

" رین بو۔ یعنی قوس و قزح۔ وہ تو آسمان پر بنی ہوتی ہے اور ٹاپ
کا مطلب آسمان بھی ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو صفدر
بے اختیار مسکرا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے میکائی
سمیت سب ساتھی ہوش میں آگئے اور سب نے وہی بات پوچھی جو

پہلے صفدر نے پوچھی تھی اور عمران نے سب کو وہی جواب دیا جو اس
نے صفدر کو دیا تھا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اب ہماری موت یقینی ہو گئی ہے"۔
میکائی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" وہ کیوں۔ کیا اس لئے کہ روحیں بھی آسمان پر یعنی ٹاپ پر جاتی
ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ اس کا مطلب ہے سپر ماسٹر گروپ کو ہماری
وہاں موجودگی کا علم ہو گیا۔ انہوں نے ہمیں بے ہوش کر کے یہاں
پہنچا دیا اور ہمیں جس انداز میں زنجیروں میں جکڑا گیا ہے اب تو ہم
کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ تو آسانی سے ہم پر فائر کھول دیں گے"۔
میکائی نے کہا۔

" کیا تمہیں ان زنجیروں سے رہائی کی تربیت نہیں دی گئی"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" زنجیروں سے رہائی کی تربیت۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ اس قدر مضبوط فولادی زنجیروں میں بندھا ہوا کوئی آدمی ان سے
خود رہائی حاصل کرے"...... میکائی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران
نے کوئی ناممکن بات کر دی ہو۔

" عمران صاحب یہ بٹن کا سلسلہ تو انتہائی آسان ہے"...... صفدر
نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں ہمیں پہنچانے سے

پہلے ہماری تلاشی لے لی گئی ہے اس لئے تم لوگوں نے بہرحال محتاط رہنا ہے"....... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے باقی ساتھیوں نے بھی اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ عمران کی بات سمجھ گئے ہوں۔ انہوں نے ہاتھ اوپر اٹھا کر بٹنوں کی عملی طور پر تصدیق تو کر لی تھی جبکہ میکائی کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"گھبراؤ نہیں میکائی۔ یہ سیکرٹ ایجنٹوں کے لئے انتہائی معمولی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ لوگ جنہوں نے ہمیں جکڑا ہے یہ سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہیں۔ عام سے بدمعاش ہیں ورنہ شاید وہ اس احمقانہ انداز میں ہمیں نہ جکڑتے"....... عمران نے میکائی کی حالت دیکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ میکائی کوئی جواب دیتا اچانک دروازہ کھلا اور دو مشین گن بردار غنڈے نما آدمی اندر داخل ہو کر ایک طرف دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات موجود تھے۔ اس کے پیچھے ایک قطار کی صورت میں نقاب پوش اندر داخل ہو رہے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی نقاب پوشوں کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

"میں سپر ماسٹر گروپ کا گرانڈ ماسٹر ہوں اور یہ سب سپر ماسٹر گروپ کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران ہیں۔ ہم نے تصدیق کر لی ہے کہ تم سب پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور یہ میکائی اور اس کا باس آرتھر بھی ہمارے خلاف تمہارا ساتھ دے رہے ہیں اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب تمہارے اور میکائی کے خاتمے کے بعد اس آرتھر کا بھی خاتمہ کر دیا جائے اور پھر کاراکاز میں بھی ہمارا ہی آدمی چیف ہو گا تاکہ آئندہ کاراکاز ہمارے خلاف کام کرنے کا سوچ بھی نہ سکے"....... بغیر نقاب کے ادھیڑ عمر آدمی نے کرسیوں کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے کہا۔

"تم نے کیسے تصدیق کی ہے گرانڈ ماسٹر"....... عمران نے گرانڈ ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو گرانڈ ماسٹر بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"تو تم ان ایجنٹوں کے سربراہ عمران ہو۔ ہونہہ۔ ٹھیک ہے سب سے پہلے تمہارے جسم کو چھلنی کیا جائے گا"....... گرانڈ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ درمیان والی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کے بیٹھتے ہی باقی کرسیوں پر نقاب پوش بیٹھ گئے جبکہ مشین گنوں سے مسلح دونوں آدمی پیچھے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا سپر ماسٹر گروپ کے سب ممبرز یہی ہیں"....... عمران نے اپنے دونوں ہاتھ اس انداز میں اوپر اٹھاتے ہوئے کہا جیسے وہ اپنے ہاتھوں سے زنجیر کو پکڑ کر سہارا لینا چاہتا ہو۔

"ہاں اور سن لو کہ تم نے ماسٹر گروپ اور سپر ماسٹر گروپ کا بڑا نقصان کیا ہے اور تم اپنے سائنس دان کو بھی نکال لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری

موت کے بعد میں پوری دنیا کے دہشت گردوں کو بھاری رقومات دے کر پاکیشیا بھیجوں گا اور پھر پورے پاکیشیا میں وہ تباہی ہو گی کہ جس کا تصور بھی نہ کیا جا سکے گا اور یہی فیصلہ کرنے کے لئے میں نے بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ کال کی تھی۔ یہ اچھا ہوا کہ مجھے اطلاع مل گئی کہ تم نے رافٹ کو آرتھر کی رہائش گاہ پر بلا کر اسے ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح میں کنفرم ہو گیا کہ میکائی کے ساتھ آنے والے تم لوگ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور میرے حکم پر تمہیں وہاں سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ تمہاری حکومت کب تک وہ فائل ہمارے حوالے نہیں کرتی۔ میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ ممبرز کیا تم میرے فیصلے کی تائید کرتے ہو"...... گرانڈ ماسٹر نے یکلخت ساتھ بیٹھے ہوئے نقاب پوشوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر تم یہاں آنے سے پہلے ہمیں تمام تفصیل نہ بتا دیتے گرانڈ ماسٹر تو شاید ہم اتنے بڑے فیصلے کی تائید نہ کرتے کہ براہ راست پاکیشیا کی حکومت سے سپر ماسٹر گروپ ٹکرا جائے لیکن اب ہم تمہاری تائید کرتے ہیں"...... ایک نقاب پوش نے جواب دیا اور پھر باری باری سب نے اس کی تائید کر دی۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ تم جیسے احمق پاکیشیا کے خلاف کام کر سکتے ہیں بلکہ تم نے اپنے آئندہ منصوبے کا انکشاف کر کے اصل میں اپنی اور اپنے ممبرز کی یقینی موت کا اعلان کر دیا ہے"...... عمران نے

کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اچانک کھڑکھڑاہٹ کی تیز آوازیں کمرے میں گونج اٹھیں اور پلک جھپکنے میں نہ صرف عمران بلکہ اس کے سارے ساتھیوں کی زنجیریں کنڈوں سے علیحدہ ہو کر نیچے فرش پر گر گئیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ کیا مطلب"...... گرانڈ ماسٹر سمیت سب ممبرز نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ مسلح آدمی بھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے کھڑے تھے کہ یکلخت صفدر اور تنویر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے ان مسلح افراد کے سروں پر پہنچ گئے اور دوسرے لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گرانڈ ماسٹر اور اس کے ممبرز گولیوں کی بارش میں چیختے ہوئے حشرات الارض کی طرح نیچے گر رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کارٹو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ اس وقت ماسٹر گروپ سنڈیکیٹ کے چیف کی حیثیت سے آفس میں موجود تھا۔ ماسٹر کارڈن کی ہلاکت کے بعد گرانڈ ماسٹر نے اسے ماسٹر گروپ کا چیف بنا دیا تھا اور ہوٹل کارڈن کا نام بھی ہوٹل کارٹو رکھ دیا گیا تھا اس لئے اب ہوٹل کارڈن کی جگہ ہوٹل کارٹو کا بورڈ بھی لگ چکا تھا اور پورے ماسٹر گروپ سنڈیکیٹ میں یہ احکامات پہنچ چکے تھے کہ آئندہ کارٹو بطور ماسٹر کارٹو ماسٹر گروپ کا سربراہ ہو گا اس لئے ماسٹر کارٹو اس وقت ہوٹل کارٹو میں ماسٹر کارڈن کے خصوصی آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔

"یس ماسٹر کارٹو بول رہا ہوں"...... ماسٹر کارٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف ماسٹر جیگر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ ماسٹر کارٹو سے بھی زیادہ تحکمانہ تھا اور ماسٹر کارٹو بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر۔ آپ نے خود کیسے کال کیا ہے چیف ماسٹر"...... ماسٹر کارٹو نے اس بار انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ اس نے بھی سن رکھا تھا کہ سپر ماسٹر گروپ اور ماسٹر گروپ کو قائم کرنے والا کوئی آدمی جیگر ہے جسے چیف ماسٹر کہا جاتا ہے۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا اور سوائے گرانڈ ماسٹر کے اور کوئی بھی اس کے بارے میں نہیں جانتا اور اب وہ چیف ماسٹر براہ راست اسے کال کر رہا تھا۔

"ماسٹر کارٹو ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ٹاپ کلب کے بلیک روم میں گرانڈ ماسٹر اور سپر ماسٹر گروپ کے بورڈ آف گورنرز کے آٹھ ممبرز کو ہلاک کر دیا ہے اور ٹاپ کلب میں موجود سب افراد کو ہلاک کر کے وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میرے آدمی ہر جگہ موجود رہتے ہیں جو مجھے حالات سے ساتھ ساتھ باخبر رکھتے ہیں اور اب یہ اتفاق تھا کہ ٹاپ کلب میں موجود میرا خاص آدمی ہلاک نہیں ہوا بلکہ صرف زخمی ہوا اور اس نے مجھے کال کر کے ساری تفصیل بتا دی ہے۔ اب چونکہ ماسٹر کارڈن کی جگہ تم لے چکے ہو اس لئے اب تمہیں حرکت میں آنا ہو گا۔ ٹاپ کلب کے بلیک روم میں موجود خفیہ کیمروں نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی فلم بنا لی تھی جس کی تصویریں تیار ہو رہی ہیں۔ میں نے حکم دے دیا ہے کہ

یہ تصویریں تمہیں فوری طور پر پہنچا دی جائیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ
یہ لوگ میک اپ میں ہیں اور ویسے بھی اب چونکہ وہ یہی سمجھ رہے
ہوں گے کہ انہوں نے مکمل طور پر سپر ماسٹر گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے
اس لئے اب وہ مطمئن ہوں گے اس لئے تم یہ تصویریں ماسٹر گروپ
کے ہر آدمی تک پہنچا دو اور انہیں حکم دے دو کہ باقی سب کام چھوڑ
کر وہ ان ایجنٹوں کو تلاش کریں اور پھر جہاں کہیں بھی یہ موجود
ہوں ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑیں“...... چیف ماسٹر نے انتہائی
غضبناک لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ لیکن سر یہ سب کیسے ہو گیا۔ گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف
گورنرز کے ممبران کی بیک وقت ہلاکت۔ یہ سب کیسے ہو گیا“۔
ماسٹر کارٹو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ گرانڈ ماسٹر نے ماسٹر کارڈن اور بورڈ آف
گورنرز کے سیکرٹری رافٹ کی ہلاکت کی خبر ملنے کے بعد بورڈ آف
گورنرز کی ہنگامی میٹنگ کال کی تھی۔ عام حالات میں یہ میٹنگ رین
بو کلب کے نیچے ہال میں ہوتی ہے لیکن چونکہ اس کا علم رافٹ کو بھی
تھا اور رافٹ ان کے ہاتھ لگ گیا تھا اس لئے گرانڈ ماسٹر نے حفظ
ماتقدم کے طور پر یہ میٹنگ ٹاپ کلب میں شفٹ کر دی اور وہ خود
بھی وہاں پہنچ گیا۔ لیکن رین بو کلب کے انچارج نے ان پاکیشیائی
ایجنٹوں کو پہچان لیا تو گرانڈ ماسٹر نے انہیں بے ہوش کر کے ٹاپ

کلب کے بلیک روم میں بھجوانے کا حکم دے دیا۔ اس کے حکم کی
تعمیل کر دی گئی اور یہ پاکیشیائی ایجنٹ جن کے ساتھ کارا کاز کا چیف
ایجنٹ میکائی بھی تھا بے ہوش کر کے ٹاپ کلب کے بلیک روم میں
زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے جنہیں بعد میں گرانڈ ماسٹر کے حکم پر ہوش
میں لایا گیا اور گرانڈ ماسٹر بورڈ آف گورنرز کے ممبران سمیت بلیک
روم میں ان سے ابھی بات چیت ہی کر رہے تھے کہ انہوں نے
پراسرار طور پر زنجیروں سے آزادی حاصل کر لی اور پھر وہ لوگ ان پر
ٹوٹ پڑے۔ وہاں موجود مسلح افراد سے انہوں نے اسلحہ چھین کر فائر
کھول دیا۔ اس طرح وہاں موجود سب لوگ مارے گئے اور پھر وہ
ٹاپ کلب کے باقی افراد کو بھی ہلاک کر کے نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے کیونکہ وہاں کوئی بھی ان کے مقابلے پر سنبھلا ہوا نہ تھا“۔
چیف ماسٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آپ بے فکر رہیں چیف ماسٹر۔ اب یہ
میری ذمہ داری ہے کہ میں ان سے عبرتناک انداز میں انتقام لوں
گا“...... ماسٹر کارٹو نے کہا۔

”مجھے تمہاری کارکردگی کا علم ہو جائے گا اور تمہاری کارکردگی پر
ہی تمہارے مستقبل اور تمہاری زندگی اور موت کا انحصار ہے“۔
دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو ماسٹر کارٹو نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر تیزی
سے اٹھ کر وہ عقبی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے یہاں کا چارج

لیتے ہی سب سے پہلے فون کال چیک کرنے کا خصوصی کمپیوٹرائزڈ آلہ یہاں نصب کیا تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ وہ گرانڈ ماسٹر وغیرہ کے بارے میں پوری طرح معلومات حاصل کر لے کیونکہ یہ اس کی فطرت تھی کہ وہ دوسروں کے بارے میں معلومات اپنے پاس رکھتا تھا۔ عقبی کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک الماری کھولی۔ الماری میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن آن کئے تو مشین پر درمیان میں ایک بڑی سی سکرین جھماکے سے روشن ہو گئی۔ چونکہ وہ چیف ماسٹر کے ساتھ گفتگو کے دوران فون پیس کے نیچے لگا ہوا مخصوص بٹن پریس کر چکا تھا اس لئے مشین نے گفتگو کے دوران ہی ساری معلومات حاصل کر لی تھیں اور مشین کی سکرین روشن ہوتے ہی یہ تفصیلات سکرین پر ڈسپلے ہونا شروع ہو گئیں۔ ماسٹر کارٹو خاموش کھڑا اس سکرین کو دیکھتا رہا۔ چند لمحوں بعد جب سکرین جھماکے سے آف ہو گئی تو اس نے مشین کے بٹن آف کئے اور الماری بند کر کے واپس اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر کارٹو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ماسٹر کارٹو نے کہا۔

" باس۔ سپیشل کلب سے ایک لفافہ آیا ہے جس میں تصویریں ہیں"...... دوسری طرف سے اس کے نائب کی آواز سنائی دی۔

"بھجوا دو"...... ماسٹر کارٹو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔ اس نے سلام کر کے لفافہ ماسٹر کارٹو کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا۔ ماسٹر کارٹو نے لفافہ کھولا۔ اس میں تصویریں تھیں۔ اس نے تصویریں نکال کر دیکھنا شروع کر دیں۔ ان تصویروں کی تعداد گیارہ تھی جن میں دو عورتیں اور نو مردوں کی تصویریں تھیں۔ یہ سب دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ سب مقامی افراد تھے البتہ ایک تصویر کاراکاز کے چیف ایجنٹ اور ماسٹر کارٹو کے دوست میکائی کی تھی۔ ماسٹر کارٹو کافی دیر تک میکائی کی تصویر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے تصویریں واپس لفافے میں ڈال دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" سمتھ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" سمتھ۔ میں کارٹو بول رہا ہوں"...... ماسٹر کارٹو نے کہا۔

" اوہ۔ یس باس۔ حکم باس"...... دوسری طرف سے بولنے والے نے چونک کر جواب دیا۔ اس کا لہجہ بھی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ یہ اس کے اپنے کلب میں اس کا نائب تھا۔

" سمتھ ایک پتہ نوٹ کرو۔ اس پتے پر ایک آدمی سکاٹ جیگر رہتا ہے تم نے اسے بے ہوش کر کے اغوا کرنا ہے اور اسے کلب کے نیچے تہہ خانے میں اس انداز میں رکھنا ہے کہ میری دوسری ہدایت

تک اسے ہوش نہ آسکے اور خیال رکھنا ہو سکتا ہے کہ وہاں سخت حفاظتی انتظامات ہوں۔ تم نے بہرحال یہ کام فوری کرنا ہے"۔ ماسٹر کارٹو نے کہا۔

"یس باس۔ آپ جانتے تو ہیں مجھے۔ کام ہو جائے گا"۔ دوسری طرف سے سمتھ نے کہا۔

"یہ انتہائی اہم کام ہے اس لئے میں نے تمہیں یہ کام کرنے کے لئے کہا ہے اور جب یہ آدمی پہنچ جائے تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے اور یہ بھی سن لو کہ کسی کو بھی اس کے اغوا کا علم نہ ہو سکے میرا مطلب ہے کہ ہمارے کلب میں بھی تمہارے اور تمہارے خصوصی ساتھیوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو سکے"...... ماسٹر کارٹو نے کہا۔

"یس ماسٹر۔ آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ماسٹر کارٹو نے رسیور رکھ دیا۔

"تم میری زندگی اور موت کا فیصلہ کرو۔ اس سے پہلے میں تمہاری زندگی اور موت کا فیصلہ کر دوں گا اور تمہارے خاتمے کے بعد میں مکمل طور پر ماسٹر گروپ کا چیف بن جاؤں گا۔ خود مختار چیف اور کاراکاز بھی میرے ساتھ تعاون کرے گی"...... ماسٹر کارٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے دراصل میکائی کی تصویر دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اب جبکہ سرکاری ایجنسی بھی سپر ماسٹر گروپ کے خلاف کام کر رہی ہے اور گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز کے ممبران

بھی ختم ہو چکے ہیں تو پھر اس چیف ماسٹر جسے ویسے بھی کوئی نہیں جانتا اگر وہ اس کا خاتمہ کر دے تو پھر اس پر کسی قسم کا کوئی چیک باقی نہ رہے گا۔ اس کے علاوہ بھی یہ بات اس کے ذہن میں آئی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے جس انداز میں ماسٹر کارڈن، رافٹ، گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز کو ہلاک کیا ہے وہ ان پر قابو نہ پاسکے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے ہوٹل پر بھی حملہ کر دیں۔ اس طرح وہ پورے ماسٹر گروپ کا خاتمہ کر دیں اس لئے اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سمتھ یہ کام آسانی سے کر لے گا کیونکہ سکاٹ جنگر جو دراصل چیف ماسٹر تھا اس کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ ماسٹر کارٹو اس کو ٹریس کر لے گا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ سکاٹ جنگر ہاتھ آجائے تو پھر وہ میکائی کے ذریعے پاکیشیائی ایجنٹوں سے بات کرے۔ اس کے پاس میکائی کا خصوصی نمبر موجود تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ اسے کہیں نہ کہیں ٹریس کر لے گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اور میکائی کے ساتھ ٹاپ کلب سے نکل کر واپس آرتھر کی رہائش گاہ پر پہنچ چکا تھا اور اس وقت وہ سب اکٹھے موجود تھے۔ میکائی نے جس انداز میں آرتھر کو ساری کارروائی کی تفصیل بتائی تھی اس سے آرتھر کے چہرے پر بھی مرعوبیت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" عمران صاحب آپ لوگ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ ہم تو آپ کے پاسنگ بھی نہیں ہو سکتے"...... آرتھر نے کہا تو عمران ۔ بے اختیار مسکرا دیا۔

" ایسی کوئی بات نہیں چیف آرتھر۔ اصل میں تجربہ سب سے بڑا استاد ہوتا ہے۔ آپ لوگ چونکہ اپنے ملک تک ہی محدود رہتے ہیں اس لئے آپ کو وہ تجربہ حاصل نہیں ہو سکا ورنہ بہرحال آپ بھی تربیت یافتہ افراد ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ میکائی تو مجھ پر زور ڈال رہا تھا کہ میں اسے حکومت سے اجازت دلوا دوں کہ وہ پاکیشیا جا کر فائل حاصل کر سکے لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ایسا ہو جاتا تو میکائی کا کیا حشر ہوتا"...... آرتھر نے کہا تو میکائی نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔

" حشر کیا ہونا تھا۔ تجربہ حاصل ہو جاتا"...... عمران نے جواب دیا اور آرتھر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ میکائی بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

" اور شاید یہ تجربہ میری زندگی کا آخری تجربہ کہلاتا"...... میکائی نے کہا اور اس بار عمران کے ساتھی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

" کیا آپ کی حکومت آپ کو ان غنڈوں اور بدمعاشوں کے سنڈیکیٹ کے خلاف کام کرنے کی اجازت نہیں دیتی یا آپ خود ہی یہ کام نہیں کرنا چاہتے"...... عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب آپ کی یہ سوچ بظاہر درست ہے لیکن آپ کو اصل حالات کا علم نہیں ہے۔ آپ نے گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز کے ممبران کا خاتمہ کر دیا ہے لیکن سپر ماسٹر گروپ کا چیف ماسٹر بھی ہے اور اصل مسئلہ اس چیف ماسٹر کی وجہ سے ہے۔ چیف ماسٹر جس کا نام سکاٹ جیگر ہے اور صرف نام ہی سامنے آیا ہے اور وہ بھی خاص خاص لوگوں کو معلوم ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ میکائی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ سپر ماسٹر گروپ کا چیف ماسٹر بھی ہے۔ مجھے بھی ایک بار ایک خفیہ کال ٹریس ہو جانے سے علم ہوا تھا۔ اس چیف ماسٹر کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں اور اعلیٰ حکام اس سے دبتے ہیں۔

میں نے کئی بار چیف سیکرٹری سے اس موضوع پر بات کی لیکن انہوں نے اس موضوع پر بات کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ جہاں تک میری بطور چیف اطلاعات ہیں چیف ماسٹر نے ٹاپ حکام کی ایسی فائلیں تیار کرا رکھی ہیں کہ ان فائلوں کی دھمکی سب کے سر جھکا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ماسٹر گروپ کے اجارہ داری ہے اور کوئی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یہ تو آپ ہیں کہ جنہوں نے ان لوگوں پر نہ صرف ہاتھ ڈالا ہے بلکہ ان کا خفیہ سیٹ اپ بھی ختم کیا ہے لیکن بہرحال وہ چیف ماسٹر اب بھی موجود ہے اور گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز دوبارہ بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ ہم بہرحال بے بس ہیں"۔ آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چیف ماسٹر۔ لیکن اس گرانڈ ماسٹر نے بھی اس کا نام تک نہیں لیا"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"اس کا نام لینا ماسٹر گروپ میں ناقابل معافی جرم ہے اور صرف گرانڈ ماسٹر سے اس کی بات ہوتی ہے اور وہی شاید اس کے بارے میں جانتا ہو گا۔ بہرحال وہ ہے۔ یہ بات تو حتمی ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا تو مطلب ہوا کہ ابھی ہمارا مشن مکمل نہیں ہوا۔ آپ کی بات درست ہے۔ ہمارے جانے کے بعد یہ سیٹ اپ دوبارہ قائم ہو سکتا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ظاہر ہے لیکن میرا خیال ہے کہ گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف

گورنرز کی اس طرح ہلاکت کے بعد یہ چیف ماسٹر بہرحال پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی جرأت نہیں کرے گا اس لئے آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں۔ اب جبکہ اس کا نام سامنے آگیا ہے تو اب پاکیشیا کے مفادات کو صرف اندازوں پر نہیں چھوڑا جا سکتا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"...... آرتھر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف ایجنٹ میکائی موجود ہیں جناب۔ میں ان کا نائب راجر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ بات کرو"...... آرتھر نے کہا اور رسیور میکائی کی طرف بڑھا دیا۔

"میری کال ہے اور یہاں"...... میکائی نے چونک کر رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا نائب راجر بات کر رہا ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"ہیلو۔ میکائی بول رہا ہوں"...... میکائی نے کہا۔

"باس۔ آپ کا دوست کارٹو جو اب ماسٹر گروپ کا چیف اور ماسٹر کارٹو بن چکا ہے وہ آپ سے فوراً بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری

طرف سے اس کے نائب راجر کی آواز سنائی دی۔
"کیا وہ لائن پر ہے"...... میکائی نے چونک کر پوچھا۔
"نہیں باس۔ وہ ہوٹل میں موجود ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ جو بات کرنا چاہتا ہے وہ آپ کے مفاد میں ہے اس لئے میں آپ کو ٹریس کر کے کہہ دوں کہ آپ فوراً اسے ہوٹل کارڈن فون کریں۔ مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ آپ چیف کی رہائش گاہ پر ہیں اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے راجر نے کہا۔
"اوکے۔ میں بات کرتا ہوں اس سے"...... میکائی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور رکھ دیا۔
"کارٹو مجھ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے۔ وہ اب ماسٹر کارڈن کی جگہ ماسٹر گروپ کا چیف ماسٹر کارٹو بن چکا ہے"...... میکائی نے آرتھر اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"ماسٹر کارڈن کی جگہ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ اب ہمیں ٹریس کرنا چاہتا ہو گا"...... عمران نے کہا۔
"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہو۔ بہرحال وہ میرا خاصا گہرا دوست ہے اور اس کا براہ راست تعلق چونکہ گرانڈ ماسٹر سے تھا اس لئے آپ کے خلاف میں اطلاعات اسی کے ذریعے ہی گرانڈ ماسٹر تک پہنچتا رہتا تھا۔ اب اگر آپ کہیں تو میں اس سے بات کروں۔ کہیں تو نہ کروں"...... میکائی نے کہا۔
"فون میں لاؤڈر موجود ہے۔ اس کا بٹن پریس کر دو اور پھر اس

سے بات کرو لیکن اسے یہ نہ بتانا کہ ہم یہاں موجود ہیں"۔ عمران نے کہا تو میکائی نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
"کارٹو ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"ماسٹر کارٹو سے بات کراؤ۔ میں میکائی بول رہا ہوں"۔ میکائی نے کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"ہیلو۔ کارٹو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔
"کارٹو۔ میکائی بول رہا ہوں۔ تم نے میرے نائب کو کال کیا تھا۔ کیا بات ہے"...... میکائی نے کہا۔
"میکائی مجھے گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز کے ممبرز کی ہلاکت کی نہ صرف اطلاع مل چکی ہے بلکہ تمہاری اور پاکیشیائی ایجنٹوں کی تصویریں بھی میرے سامنے میز پر پڑی ہوئی ہیں۔ ٹاپ کلب کے بلیک روم میں خفیہ کیمرے نصب تھے جن کا علم تمہیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا نہ تھا"...... دوسری طرف سے کارٹو کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر میکائی سے رسیور لے لیا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہہ دیا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے میکائی کے لہجے اور آواز میں کہا۔ میکائی اور آرتھر خاموش بیٹھے رہے کیونکہ وہ پہلے عمران کی اس حیرت انگیز صلاحیت کا مظاہرہ دیکھ چکے تھے۔

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان تصویروں کی مدد سے تمہیں اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کروں اور تم سمیت ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر دوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس نے حکم دیا ہے تمہیں۔ کیا چیف ماسٹر نے"...... عمران نے میکائی کے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم بھی چیف ماسٹر کے بارے میں جانتے ہو۔ حیرت انگیز"...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق کاراکاز سے ہے۔ پھر کیوں تم ایسی بات کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال واقعی چیف ماسٹر نے ہی یہ حکم دیا ہے"...... کارٹو نے جواب دیا۔

"تو پھر مجھے فون کرنے کا مقصد۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی نشاندہی کر دوں تو تمہارا یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا اور یہ بھی بتا دوں کہ شاید تم اس چیف ماسٹر کے حکم کی تعمیل بھی نہ کر سکو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ اب پاکیشیائی ایجنٹ ماسٹر

گروپ کے خلاف کام کر رہے ہیں"...... اس بار کارٹو کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔

"ظاہر ہے۔ انہوں نے بہرحال اپنا مشن مکمل کرنا ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو میکائی۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا تھا کیونکہ مجھے واقعی خطرہ تھا۔ اگر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں گرانڈ ماسٹر اور بورڈ آف گورنرز کے ارکان نہیں بچ سکے تو میں اور میرے ماتحت جو محض عام سے فائٹر ہیں کیسے بچ سکیں گے لیکن مجھے چیف ماسٹر نے یہ دھمکی بھی دی تھی کہ اس کے آدمی ہر جگہ موجود رہتے ہیں اس لئے اگر میں نے حکم کی تعمیل نہ کی یا کوتاہی کی تو اسے اطلاع مل جائے گی اور پھر میری موت یقینی ہو جائے گی اور دوسری بات یہ کہ تم پہلے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہے تھے لیکن اب تم ان کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ کاراکاز بھی اب سرکاری طور پر ماسٹر گروپ کے خلاف کام کر رہی ہے اس لئے میں نے ایک اور فیصلہ کیا۔ میں نے ایک خاص مشین کے ذریعے چیف ماسٹر کو ٹریس کر لیا اور اب چیف ماسٹر بے ہوشی کے عالم میں میری تحویل میں موجود ہے۔ اگر تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے میرا معاہدہ کرا دو کہ وہ ماسٹر گروپ کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تو میں چیف ماسٹر کو تمہارے یا ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے حوالے کر سکتا ہوں۔ اس طرح ان کا مشن بھی درست طور پر مکمل ہو جائے گا

کیونکہ چیف ماسٹر، گرانڈ ماسٹر بھی تیا بنا سکتا ہے اور بورڈ آف گورنرز
بھی۔ ماسٹر گروپ کا اصل لیڈر تو چیف ماسٹر ہی ہے اور اس کے
خاتمے کے بعد میں ہی ماسٹر گروپ کا مکمل طور پر خود مختار چیف بلکہ
مالک بن جاؤں گا۔ بولو کیا تم یہ کام کر سکتے ہو"۔ مارٹو نے کہا تو
عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا تم نے اصل چیف ماسٹر کو ٹریس کیا ہے یا صرف ان
پاکیشیائی ایجنٹوں کو مطمئن کرنے کے لئے یہ ساری گیم کر رہے
ہو"...... عمران نے کہا۔

" تمہیں میری عادت کا علم ہے کہ میں اپنے کلب میں بھی ایسا
کمپیوٹر رکھتا ہوں کہ فون کال بھی ٹریس ہو جائے اور وہ جگہ بھی
جہاں پر فون نصب ہے۔ یہی کام میں نے یہاں آتے ہی کیا اور جب
چیف ماسٹر کی کال آئی تو میں نے دوران گفتگو اس آلے کا بٹن پریس
کر دیا۔ اس طرح مشین کے ذریعے مجھے معلوم ہو گیا کہ چیف ماسٹر
کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ پھر میرے نائب سمتھ نے کام دکھاتے
ہوئے اسے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا اور کسی کو اس بارے میں
علم تک نہیں ہو سکا اور دوسری بات یہ کہ اسے زندہ تمہارے اور
پاکیشیائی ایجنٹوں کے سامنے لے آؤں گا۔ تم اور وہ خود اس سے
معلومات حاصل کر کے اس بارے میں یقین کر سکتے ہو"...... کارٹو
نے کہا۔

" اوکے میں پاکیشیائی ایجنٹوں سے بات کر کے دوبارہ تمہیں فون

کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا یہ کارٹو واقعی چیف ماسٹر کو اس طرح ٹریس کر سکتا ہے"۔
عمران نے آرتھر اور میکائی دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ وہ انتہائی ذہین اور ہوشیار آدمی ہے اور اسے یقیناً احساس
ہو گیا ہو گا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام نہیں کر سکے گا اس
لئے چیف ماسٹر اسے ہلاک کرا دے گا اس لئے اس نے اسے ٹریس کر
لیا ہو گا"...... میکائی نے کہا۔

" ہاں۔ وہ ایسا کر سکتا ہے۔ وہ خاصا ہوشیار اور تیز آدمی ہے"۔
آرتھر نے بھی میکائی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر واقعی کارٹو نے ہمارا مشن
مکمل کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو آپ ماسٹر گروپ کے خلاف کام نہیں کریں گے"...... میکائی
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تو ویسے بھی نہ کرتا کیونکہ عام غنڈوں اور بدمعاشوں سے
نمٹنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ یہاں کی حکومت کا کام ہے البتہ چیف
ماسٹر کے خلاف کام کرنا ضروری تھا جو اس کارٹو نے کر دیا ہے"۔
عمران نے کہا۔

" عمران صاحب اگر واقعی یہ اصل چیف ماسٹر آپ کے ہاتھ لگ
جاتا ہے تو میری ایک درخواست ہے"...... آرتھر نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تم کیا درخواست کرنا چاہتے ہو۔ یہی کہ

چیف ماسٹر کو تمہارے حوالے کر دیا جائے لیکن تم چیف ہو اور وہ بھی چیف ماسٹر ہے"...... عمران نے کہا تو آرتھر بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ بے شک اسے ہلاک کر دیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں اس کی رہائش گاہ سے وہ بلیک میلنگ مواد حاصل کرنا چاہتا ہوں اس طرح میری حکومت کی نظروں میں وقعت بڑھ جائے گی"...... آرتھر نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم بے شک سپر چیف بن جاؤ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور آرتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اپنی عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سرسلطان کا فون آیا تھا۔ وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ حکومت گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ حکومت فان لینڈ کی طرف سے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا شکریہ ادا کیا گیا ہے کہ ان کی وجہ سے ماسٹر گروپ کے چیف ماسٹر کا حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کے خلاف تیار کیا گیا بلیک میلنگ ریکارڈ سامنے آ گیا ہے اس طرح اعلیٰ حکام اس خوفناک گروپ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر سکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اچھا۔ کیا اس قدر شریف چیف بھی ہوتے ہیں"...... عمران نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شریف چیف۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کاراکاز کے چیف آرتھر کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے بلیک میلنگ ریکارڈ حاصل کرنے کی اصل وجہ اپنے اعلیٰ حکام کو بتا دی۔ اس کی جگہ میں چیف ہوتا تو اسے اپنا کارنامہ بنا کر پیش کرتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ شریف چیف نہیں ہیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اماں بی کے لحاظ سے میں شریف تو ہو سکتا ہوں البتہ چیف تو بہرحال مجھے سر سلطان بھی نہیں مانتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"مانتے تو ظاہر ہے وہ ہیں لیکن آپ کے اپنے سیٹ اپ کی وجہ سے وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر میں آرتھر سے بھی اعلیٰ چیف ہوں کہ خود چیف ہو کر تمہاری منتیں کرتا ہوں کہ بڑی مالیت کا چیک دے دو لیکن اب کیا کروں۔ بہرحال آرتھر کی اس شرافت نے اس کی قدر میرے دل میں اور بڑھا دی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے جولیا نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق تو وہاں سارا

کام آپ نے کیا ہے جبکہ آپ پوری ٹیم کو اس انداز میں ساتھ لے گئے تھے جیسے وہاں کافی ہنگامے ہوں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"سپر ماسٹر گروپ کے بارے میں تو وہاں جا کر پتہ چلا ورنہ یہاں سے روانگی کے وقت تو مجھے معلوم تھا کہ ماسٹر گروپ غنڈوں اور بدمعاشوں کا سنڈیکیٹ ہے اس لئے میرا خیال تھا کہ وہاں واقعی ہنگامے ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے یہ سیٹ اپ بھی پہلی بار سامنے آیا ہے کہ اصل گروپ پیچھے ہے جبکہ ایک سنڈیکیٹ کو سامنے رکھا گیا ہے لیکن عمران صاحب اصل بات آپ نے معلوم کی ہے کہ وہ دفاعی معاہدے کی فائل کس ملک کے لئے حاصل کرنا چاہتے تھے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"گرانڈ ماسٹر سے پوچھ گچھ کرنی تھی لیکن وہاں صورت حال ہی ایسی بن گئی تھی کہ وہ اچانک ہلاک ہو گیا اور چیف ماسٹر صاحب کو سرے سے علم ہی نہ تھا کیونکہ وہ بس دولت اکٹھی کرنے میں مصروف تھا لیکن اس کارٹو نے مجھے بتایا تھا کہ ماسٹر کارڈن کی ایک ذاتی ڈائری سے اسے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہ کیس سپر ماسٹر گروپ کو کافرستان نے دیا تھا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن فان لینڈ کی سرکاری ایجنسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف شروع میں کیوں کام کرتی رہی ہے۔ اس بات کی جولیا کی

رپورٹ میں کوئی وضاحت نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" وضاحت کا علیحدہ چیک دینا ہوگا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو جو چیک دیا جائے گا اس کی وضاحت بھی مفت کر دی جائے گی"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" آرتھر سے میری اس بارے میں تفصیل سے بات ہوئی تھی۔ فان لینڈ حکومت کا خیال تھا کہ اگر یہ فائل ان کو مل جائے تو وہ گریٹ لینڈ حکومت کو بلیک میل کر کے اس سے فان لینڈ کے لئے مفادات حاصل کر سکتے ہیں لیکن وہ کھل کر سامنے نہ آنا چاہتے تھے اس لئے بالا بالا کوشش کرتے رہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" پھر تو اس ملک کا نام فان لینڈ کی بجائے بلیک میل لینڈ ہونا چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" بلیک میل لینڈ۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف ماسٹر حکومت کے اعلیٰ حکام کو بلیک میل کرتا تھا اور حکومت کے اعلیٰ حکام دوسرے ممالک کو بلیک میل کرنا چاہتے تھے اس کا تو یہی مطلب ہے کہ وہاں سب بلیک میلنگ کا ہی سلسلہ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران اس کی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ارے تم پہلے مجھے بتا دیتے تو میں انہیں بلیک میل کر کے ان سے کچھ نکلوا لاتا۔ اس طرح کم از کم مجھے کسی حد تک آغا سلیمان پاشا کی بلیک میلنگ سے تو نجات مل جاتی اور پھر تمہارے نام میں بھی تو بلیک موجود ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" میری تو آپ بات نہ کریں۔ مجھے بلیک میل کر کے آپ کو زیرو ہی مل سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم بے شک جتنے چاہو زیرو دے دو مگر ہندسہ لکھنے کی جگہ چھوڑ دینا۔ بس میرا کام ہو جائے گا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ ہندسے کی بات کر رہے ہیں میں پورا لفظ بلیک لکھ دوں گا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

" اسے کہتے ہیں بلیک میلنگ"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

مکمل ناول

سمارٹ مشن

مصنف مظہر کلیم ایم اے

سمارٹ مشن ایک ایسا مشن جو عمران اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی مختصر وقت اور انتہائی حیرت انگیز انداز میں مکمل کر لیا۔ کیسے؟

ٹی ایم ایک ایسی مشین جو پاکیشیا کے دفاعی نظام میں بنیادی حیثیت رکھتی تھی مگر کافرستانی ایجنٹوں نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں اسے حاصل کر لیا۔ کیسے؟

سمارٹ مشن ایک ایسا مشن جو کافرستان میں مکمل ہونا تھا لیکن عمران اپنے ساتھیوں سمیت باچان چلا گیا۔ مگر اس کے باوجود کافرستان میں مشن مکمل کر لیا گیا۔

انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن